لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب

جلد ۱ | کلکته : جمعه ۱۲ - ۱۹ جمادی الاول سنه ۱۳۳۴ هجری | نمبر ۱۵ - ۱۶

Calcutta : Friday, 17th and 24th March, 1916.

ترجمان القرآن

یعنی قرآن حکیم کا اردو ترجمه ' از خامه ایڈیٹر الہلال

اسمانی صحائف و اسرار کے حقیقی حامل و معلم حضرات انبیاء کرام و رسل عظام هیں - پس انکی تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل انکے بعثت کا عمل ہے ' جس کی توفیق صرف انهی لوگوں کو مل سکتی ہے جنهیں حق تعالی انبیاء کرام کی معیت و تبعیت کا درجه عطا فرماتا ہے ' اور انکا نور علم براہ راست مشکواة نبوت سے ماخوذ ہوتا ہے و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء -

هندوستان کی گذشته [illegible] میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کی توفیق ملی ' وہ حضرت شاہ عبد الرحیم رحمه الله علیه کا خاندان تھا - انکے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاہ ولی الله قدس سرہ ہیں ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمه کی ضرورت الہام الہی سے محسوس کی ' اور فارسی میں اپنا [illegible] ترجمه مرتب کیا - انکے بعد حضرة شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر رحمة الله علیهما کا ظہور ہوا ' اور اردو زبان میں ترجمه [illegible] هوگئی - شکر الله سعیهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹھیک ایک صدی گذر چکی ہے ' [illegible] مطالعه [illegible] نشر و تبلیغ قرآن حکیم کی [illegible] اس خاندان بزرگ نے رکھی تھی ' اسکی تکمیل کا شرف حق تعالی نے ایڈیٹر الہلال کیلیے مخصوص [illegible] حق [illegible] کے اصرار سے اپنے انداز [illegible] و بلاغت و انشاء مخصوص ' [illegible] قرآن حکیم کا یه اردو ترجمه [illegible]

یه ترجمه [illegible]

یه ترجمه [illegible] کے مطالعه میں [illegible]

[illegible]

نوٹ — [illegible]

آب حیات

ہندی کایا پلٹ ' یونانی اکسیر البدن اور
کیمیا گر اکسیر اعظم کہتے ہیں یہ امرت پورا

زندگی کو موت سے ایک روپیہ میں خریدنا

(آبحیات کے اکسیری فوائد!)

صحت کے برابر دنیا میں کوئی نعمت نہیں - جو لوگ وقت پر قدر نہیں کرتے - جب تندرستی بگڑ جاتی ہے - پھر عمر بھر پچھتاتے ہیں جو لا حاصل ہوتا ہے - اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئیں کھیت - ہندوستان گرم ملک ہے اور بوجہ شدت گرما کے وقتاً فوقتاً آ کے دن ہزاروں قسم کی بیماریاں و فساد خون کے باعث روز نئے نئے پیدا ہوا کرتے ہیں - گرانی غذا و خوردنی نے عام لوگوں کو مفلس بنا رکھا ہے - اور کثرت بیماری نے لوگوں کو کمائی کے لائق نہیں رکھا ' اس لیے عام لوگ بلا علاج زندہ در گور ہو جاتے ہیں - اگر علاج کرتے ہیں تو فیس اور قیمت دوا ادا کرنے سے قلاش ' تنگدست بن جاتے ہیں - اور صاحب توفیق حضرات کو دوا خالص نہیں ملتی - مندرجہ بالا تکالیف کو دور کرنے لئے حکیم مطلق نے آب حیات کو مسیحائی اثر بخشا ہے تاکہ کوئی دکھیا دنیا میں نہ رہے - غریب سے غریب اور لاچار سے لاچار ایک پیسہ کی ایک خوراک لے کر امراض مزمنہ مایوسہ سے خلاصی پائے - آبحیات ہر مرض شدید کی دوا ہے خارجاً لگانے سے ہر درد وغیرہ کے لیے شفا ہے - ایک شیشی آبحیات کی گھر کو بہت بلاؤں اور ناگہانی آفتوں سے بچا سکتی ہے ' کسی کو معلوم نہیں مرض کس وقت رات کو یا دن کو جنگل میں یا گھر میں آ دبائیگی اسلیے یہ عقلمندی ہے کہ پہلے ہی سے ایک شیشی گھر میں رکھی جائے -

(فوائد مصدقہ آبحیات)

تپدق ' تپ محرقہ ' صفراوی تپ ' تپ پر سوت ' سل ' پیچش ' صفراوی اسہال ' سرسام ' درد سر ' درد پہلو ' نمونیا ' ذات الجنب ' تپش دل ' ناسور ' بدھ کا زخم ' درد کان ' مسوڑوں سے خون آنا ' پھوڑے پھنسیاں ' پٹھوں کا اکڑاؤ ' بواسیر ' نواسیر ' بھگندر ' تالو کا سوراخ ' دانت کا درد ' قبض ' درد قولنج ' درد کمر ' نقرس ' چھپاکی ' متلی ' قے ' زخموں میں کیڑے پڑنا ' کثرت پیشاب ' تشنج ' بیخوابی ' کھانسی خشک و تر ' ورم ' پھوڑے ' ورم پستان ' درد دل ' ہیضہ ' طاعون ' خنازیر ' درد شکم ' زہر دار ڈنگ ' بھڑ ' سانپ ' بچھو ' آگ سے جلنا ' گرمی کی شدت سے جسم پر گرم دانے نکلنا ' درد ' چوٹ ' خارش ' لکسیر وغیرہ وغیرہ کتاب میں مفصل حال درج ہے -

قیمت فی شیشی ایک روپیہ - چھ شیشی پانچ روپیہ - ایک درجن دس روپیہ محصول ڈاک ذمہ خریدار -

آبحیات کا مسیحائی اثر

(سل ' دق ' کھانسی ' سات ماہ کی صرف سات دن میں دور)

عالیجناب ہز ہائینس نواب میر فیض محمد خانصاحب بہادر کے - سی - ایس - آئی والی ریاست خیرپور سندھ

سراے غلام رسول عرصہ سات ماہ سے بعارضہ بخار لازمی جو ۱۰۴ درجہ تھرما میٹر پر رہتا تھا - اور اس کے علاوہ کھانسی ایسی شدید تھی کہ سونا ' بیٹھنا حرام ہو گیا تھا - چونکہ سر - اے ممدوح اپنے آقائے نامدار میر احمد علی خاں صاحب کی خدمت میں شب و روز رہتا تھا اور کھانا پینا ان کے ساتھ رکھتا تھا - اُن کے معالجہ کے لئے ہر ... سول سرجن سات سو روپیہ روزانہ کراچی وغیرہ سے اور نامور اطباے ہندوستان سے جمع کرتے رہے - میر ممدوح مدقوق تھا - کوئی چارہ نہ چلا اور وہ فوت ہو گیا - تمام طبیبوں اور ڈاکٹروں نے متفق ہوکر کہدیا تھا کہ سر - اے غلام رسول بھی اسی مرض میں مبتلا ہو گیا تھا -

آخر جب تمام معالجات سے تنگ آ کر بحالت مایوسی سرکار ابد پائدار والی ریاست نے حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء لاہور کو جو جامع علوم ڈاکٹری و یونانی اور ماہر فنون ہر دو طب ہیں ' ریاست میں براے معالجہ طلب فرمایا -

(آبحیات کا کرشمۂ قدرت)

زبدۃ الحکماء موصوف نے یورپین ڈاکٹر وغیرہ میڈیکل افسروں سے اس بات کا اتفاق کیا کہ مقدمہ سل ہے - اور جگر بھی بگڑ گیا ہے ' صرف دس قطرہ آبحیات کے تین دفعہ دینے شروع کیے ' اور تمام انگریزی و یونانی دوائیاں ترک کرادیں - سات ماہ کا بخار و کھانسی ساتویں روز جاتی رہی - یہ جادو کے اثر کی خبر ریاست میں مشہور ہو گئی - اور آبحیات کے جادو اثر نسخے اور اس کے سریع العمل اور سریع الاثر لاعلاج بیماریوں کی دوائی کم قیمت عنقا ہے ' تو آبحیات تسلیم کر لیا گیا ہے - اب سندھ میں جو آتا ہے - اسی آبحیات کا طالب ہوتا ہے - تمام اخباروں میں اسی قصہ کو پڑھ کر اور وہاں سے تصدیق کرا لو کہ سر - اے غلام رسول اب تندرست ہے اور کاروبار ریاست میں مصروف ہے -

(العبد - خان بہادر رسول بخش خاں نائب وزیر ریاست خیرپور سندھ)

الغرض آبحیات کی شیشی ہر گھر میں موجود ہونی ضرور ہے - سفر و حضر میں کار آمد - نہ ڈاکٹر کی ضرورت ہے نہ طبیب کی - بیسیوں امراض کی ایک ہی تیر بہدف دوا ہے ' جو کسی قسم کے ضرر کے بغیر فائدہ دیتی ہے -

قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ - (منیجر)

(شربت مقوی اعصاب)

وہ نقص جو بھرپور جوانی میں مرد کو رنجیدہ خاطر بناتے ہیں ' اس سے دور ہوتے ہیں - گئی ہوئی طاقت کو واپس لاکر مرد کو پورا مرد بناتا ہے - افعال قبیحہ اور کثرت عیاشی نے جب جسم کی قوت کو گھٹا دیا ہو - تو یہ شربت خاک میں ملی ہوئی امیدیں بر لاتا ہے ' فی شیشی صرف چار روپیہ -

(سفوف مستحکم دندان)

ہلتے دانت مضبوط - بدبو میل دور - دانت موتیوں کی طرح چمکدار - قیمت چار تولہ ایک روپیہ -

(سر کا خوشبودار تیل)

بالوں کو خوشبودار رکھنے کے سوا سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا - دافع ضعف دماغ نزلہ و زکام فی شیشی تین روپیہ -

دوائی درد کان - قیمت صرف ایک روپیہ -

(سرخ رو)

بعد از غسل اس دوا کے دو قطرے چہرے پر مل لینے سے چہرہ خوبصورت ہو جاتا ہے ' قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ

(روغن اعجاز)

برسوں کے زخم دنوں میں بھر جاتے ہیں ' ناسور ' بھگندر - خنازیر کے گھاؤ اور کاربنکل زخم کا اچھا علاج - قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ

(دوائی پیچش و مروڑ)

نہایت زود اثر اور مجرب دوائی ہے - قیمت چار تولہ صرف ایک روپیہ ہے -

(خنازیر کا خوردنی علاج)

اس دوائی کے کھانے سے گلٹیاں اندر ہی اندر بیٹھ جاتی ہیں قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ -

بخاروں کی شرطیہ دوا - پسینہ آ کر ہر قسم کا بخار ایک گھنٹہ میں اتر جاتا ہے - قیمت فی ڈبیہ دو روپیہ -

(سفوف دافع درد گردہ)

اس کے استعمال سے ریگ مثانہ دور ہوکر آیندہ دورہ درد سے نجات ہوتی ہے - چار تولہ صرف دو روپیہ -

پتہ - منیجر شفاخانہ شہنشاہی ' سند یافتہ حکیم و ڈاکٹر حاجی ' غلام ' نبی
زبدۃ الحکماء لاہور - موچی دروازہ

Tel Address : "Al-Balagh," Calcutta.
Telephone No. 648

AL-BALAGH.

Chief Editor
Abul Kalam Azad,
45. Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly .. Rs. 6-12

البلاغ

زیر مسئولیت رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ٦ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۱۵ - ۱٦ - ۱۷

کلکتہ : جمعہ ۱۲ ؛ ۱۹ و ۲٦ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۴ ھجری
Calcutta : Friday, 17th, 24th and 31st March, 1916.

جلد ۱

قفا نبک من ذکری حبیب و منزل !

انی مهاجر الی ربی ، انہ هو العزیز الحکیم !

(۲۹ : ۲۵)

ستبدی لك الایام ما کنت جاهلا
و یاتیك بالاخبار من لم تزود !

" یمحو الله ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب - و اما نرینك بعض الذی نعدهم او نتوفینك ' فانما علیك " البلاغ " و علینا " الحساب " ! اولم یروا انا ناتی الارض ننقصها من اطرافها ؟ و الله یحکم ' لا معقب لحکمہ ' و هو سریع الحساب ! (۱۳ : ۴۲) قل کفی بالله شهیدا بینی و بینکم ' و من عندہ علم الکتاب ! (۱۳ : ۴۳)

۲۸ - مارچ کو گورنمنٹ بنگال کا حکم زیر دفعہ ۳ - ڈیفنس ایکٹ پہنچا کہ میں چار دن کے اندر کلکتہ کا قیام ترک کردوں اور حدود بنگال سے باہر چلا جاؤں - بعد کو یہ مدت ایک ہفتہ تک بڑھادی گئی - اس سے پہلے گورنمنٹ دهلی ' پنجاب ' اور متحدہ اپنے اپنے صوبوں میں آنے سے روک چکی ہیں ' تاہم اُن لوگوں کیلیے جنکو اول روز ہی :

یا عبادی الذین امنوا !	اے میرے بندو کہ مجھپر ایمان رکھتے
ان ارضی واسعة '	ہو ! یقین کرو کہ میری زمین بہت
فایای فاعبدون !	وسیع ہے اور کسی ایک ٹکڑے میں
(۲۹ : ۵۷)	محدود نہیں - پس میرے ہی آگے

جھکو اور صرف میری ہی بندگی کرو !

کا حکم مل چکا ہے ' یہ احکام بالکل بے اثر ہیں ' اور ترک وطن و ذہاب الی الله تو وہ منزل محبوب و مطلوب ہے ' جسکا منزل تبلیغ و دعوۃ کے بعد پیش آنا ہر دعوۃ کے بقاء و ظہور کیلیے ناگزیر ہے - پس اگر یہ منزل پیش آگئی ہے تو خداے قدوس کی تحمید و تقدیس کرنی چاهیے کہ انشاء الله اخری منزل بھی دور نہیں : اعملوا علی مکانتکم ' انی عامل فسوف تعلمون من تکون لہ عاقبة الدار ؟

مکن تغافل ازاں بیشتر کہ می ترسم
گمان برند کہ ایں بندہ بے خداوند ست !

جب کہ تمام زمانے کے سامنے انسانوں کے بنائے ہوے طریقے تھے ' اور جب کہ سعی و عمل کا ہر ولولہ اس سے زیادہ بلند نہیں ہوسکتا تھا کہ غیر قوموں کی مجلسی و اجتماعی طریقوں کی ادھوری اور ناقص تقلید کرکے امۃ مرحومہ کو بھی انکی طرف دعوۃ دیجاے ' تو فضل و رحمت الہی نے اس عاجز کی راهنمائی کی ' اور بعد اسکے کہ کوئی انسانی نمونہ یا مادی تحریک اس کے لیے محرک ہوئی ہو ' خود بخود اُس راہ عمل کو کھول دیا جسکو بغیر لطف و توفیق الہی کے اس دنیا میں کوئی نہیں پاسکتا - پس ابتدا ہی سے اس عاجز نے تمام نام نہاد سیاسی و تعلیمی و قومی تحریکوں سے الگ ہوکر صرف دعوۃ و تبلیغ اسلامی و قرانی کی صراط مستقیم کو اپنا شعار و دستورالعمل قرار دیا ' اور ایک ایسے عہد ضلالت میں جو طرح طرح کی انسانی آوازوں سے گونج رہا تھا ' سب سے پہلے " اجیبوا داعی الله " کی صدا بلند کی - نیز اس گم شدہ حقیقت کو آشکارا کردینے کی توفیق پائی کہ مسلمانوں کی نجات و فلاح نہ تو محض دعوۃ تعلیم میں ہے نہ دعوۃ قومیت و سیاست میں ' نہ انجمنوں کی کثرت میں ہے اور نہ محض مدرسوں اور کالجوں کے قائم کرنے میں ' بلکہ جب تک حضرات انبیاء کرام کے اسوۂ حسنہ اور داعی اسلام کی سنت مقدسہ سے کوئی دعوۃ حقہ ماخوذ نہوگی اور انسانی طریقوں کی جگہ الہی سرچشموں سے فیض یاب ہوکر نشو و نما نہ پائیگی ' اُس وقت تک وہ کامیابی اور فوز و فلاح حاصل نہیں ہوسکتی جس کے متعلق کلام الہی نے فرما دیا ہے کہ صرف متقین و مومنین ہی کیلیے مخصوص ہے -

حضرات انبیاء کرام کا اسوۂ حسنہ ہم کو بتلاتا ہے کہ سب سے پہلی منزل تبلیغ و دعوۃ کی ہے ' دوسری ذہاب الی الله اور ترک وطن کی ' اور پھر تیسری ظہور امر الہی کی : ساوریکم آیاتی فلا تستعجلون '

سو الحمد لله کہ یہ حقیقت اب کسی بحث و دلیل کی محتاج نہیں رہی ہے کہ حق تعالی نے اپنے فضل و کرم سے اس عاجز کو جو موهبت دعوۃ و تبلیغ کی عطا فرمائی ' اور جس طرح اسکو روح دعوۃ و اعلان و ظہور و سلطان و نفوذ ' و رسوخ و انتشار

عام کي حيرت انگيز و محير العقول نشانيوں سے ممتاز کيا ' وہ کلمۂ حق و صدق کي شہنشاهي و خسروي اور دعوة الى الله کي فتح مندي و کامراني کي ايک عجيب و غريب مثال ہے ' اور کم از کم هندوستان کي سر زمين ميں اسکي کوئي قريبي مثال موجود نہيں ہے - باوجود اُن تمام حالات و واقعات کے جو سب کو معلوم هيں ' اور باوجود اُن صدها موانع و مہالک کے جنکو هر شخص ديکھه رہا ہے ' الله کي مرضي اسي کي مقتضي هوئي که جتني مدت تک کيليے اس نے ضروري سمجھا ہے ' ايک غير مسخر و غير متزلزل هستي بناکر مجکو اور ميرے کاموں کو دنيا ميں قائم کردے ' اور ايسي نا قابل فہم و نا قابل توجيہه قوت ديدے جسکو کوئي غير الهي طاقت نقصان نه پہنچا سکے - چنانچه دنيا نے ديکھه ليا که ايسا هي هوا ' اور جو کچھه هوا وہ انساني عقل و ادراک کي رسائي سے يکسر ما فوق ہے - گذشته زمانے کے تمام واقعات و حوادث اپنے سامنے لاؤ ' اور پھر الله کي حکمت اور کلمۂ صدق و عدل کے تسلط و نفوذ کو ديکھو که کيسي بيفکري ' کيسي فارغ البالي ' کس درجه حاکمانه استغنا ' اور کس قدر خسروانه اجلال و سلطان کے ساتھه دعوة حق و قرآن کا سلسله جاري رہا ' اور کيسي کيسي زلزله انگيز منزلوں ميں سے يه دعوة محفوظ و مصئون گذر گئي ؟ حتى که صدها منکرين اور جاحدين منافقين متخذلين طرح طرح کي آرزوئيں اور کوششيں کرتے کرتے معدوم هوگئے ' اور قدرت حق کي بو العجبيوں اور کرشموں اور سلطان دعوة کي شہنشاهيوں اور خسرويوں کو ديکھتے ديکھتے شدت تعجب و حيرت سے پاگل هوگئے ' مگر " و تمت کلمة ربك صدقا و عدلا " کے قانون کو نه بدلنا تھا اور نه بدلا ' اور " لا مبدل لکلماته " کي حقيقت غير مسخر تھي اور غير مسخر رهي : الا ' ان اولياء الله لا خوف عليهم و لا هم يحزنون !

ميں نے ابتداء اشاعة الهلال سے ليکر اس وقت تک جو کچھه لکھا اور کہا ہے ' اسکا حرف حرف زمانے کے علم و حافظه ميں محفوظ ہے - ميں نے نه تو کبھي تعليم کا ذکر کيا ' نه سياسي اصولوں اور تقليدوں کي دعوة دي ' نه اُن رهنماؤں اور پيشواؤں کي راه اختيار کي جنھوں نے امة مرحومه کي تجديد و احياء کو غير قوموں کي تقليد و اتباع ميں محدود ديکھا ہے ' اور نه کبھي انسانوں کے بنائے هوے طريقوں اور حکمت عمليوں کو اختيار کيا ' جو ابتداء زمانه کي بلند پروازيوں کا هميشه منتہاء خيال رہا ہے - برخلاف اسکے ميں نے هميشه خدا کا نام ليا ' ميں نے هميشه قرآن کي دعوة دي ' ميں نے هميشه ايمان ' يقين ' اعتقاد ' اور عمل صالح کا ذکر کيا ' اور ميں نے جب کبھي کوئي بات کہي تو اسکو وحي الهي کي دائمي اور غير متغير يقينيات اور حقائق کي بنا پر پيش کيا - ميں اپنے سامنے ايک " يقين " رکھتا تھا ' اور ميري دعوة کي بنياد انساني افکار پر نہيں بلکه ايک ديني اعتقاد پر تھي - دنيا کي هر چيز بدل سکتي ہے مگر الهي اعتقاد و يقين نہيں بدل سکتا - اسليے زمانه کي کوئي تبديلي ميرے ليے موثر نه هو سکي - ميں نے ابتدا سے ليکر اس وقت تک ايک هي اعلان کيا ' اور اسي اعلان کے نتائج و ثمرات هيں جو مجھکو اپنے اعمال و اشغال کي هر شاخ ميں نظر آے - ميں نے الهلال کي اولين اشاعت کے سب سے پہلے مضمون کو ان سطروں پر ختم کيا تھا جنکو دنيا نے بھلا ديا هو مگر ميں نہيں بھلا سکتا :

" اُس خداے حي و قيوم ہے جسکے کان فريادوں کے سننے کيليے هر وقت طيار ' اور نغمه امن يجيب المضطر اذا دعاه سے عشق نواز هر قلب مشتاق هيں ' اور جس کي آنکھيں کسي حال ميں بے خبر نہيں اور هر آن و هر لمحه ان ربك لبالمرصاد کي تکٹکي لگائي هوئي هيں ' يه آخري التجا ہے که اگر وہ حجره ميں سچائي اور اخلاص کي کوئي سرگرمي ديکھتا ہے ' اگر اس کي ملة مرحومه اور اس کے کلمۂ حق کي خدمت کي کوئي سچي تپش ميرے دل کے اندر موجود ہے ' اور اگر واقعي اس کي راه ميں فدويت و جاں فروشي کي ايک آگ ہے جس ميں برسوں سے بغير دھوئيں کے جل رہا هوں ' تو اپنے فضل و لطف سے مجھه کو اتني مہلت عطا فرماے که اپنے بعض مقاصد کے نتائج اپنے سامنے ديکھه لوں - ليکن اگر يه ميرے تمام کام محض ايک تجارتي کار و بار اور ايک دکاندارانه مشغله هيں جنميں قومي خدمت اور ملت پرستي کے نام سے گرم بازاري پيدا کرنا چاهتا هوں ' تو قبل اسکے که ميں اپني جگهه پر سنبھل سکوں ' وہ ميري زندگي و مہلت کا خاتمه کردے ' اور نيز ميرے تمام کاموں کو ايک دن بلکه ايک لمحه کيليے بھي کاميابي کي لذت چکھنے نه دے - باغوں کے سر سبز و ثمر دار درختوں کي حفاظت کي جاتي ہے ' مگر جنگل کے خشک درختوں کو جلا دينا هي چاهيے - جس دل ميں خلوص اور صداقت کو جگه نه ملي ' اسکو صادقوں اور راست بازوں کي طرح کاميابي کيليے کيوں باقي رکھا جاے ؟

ام حسب الذين اجترحوا السئيات ان نجعلهم کالذين آمنوا و عملوا الصالحات ' سواء محياهم و مماتهم ؟ ساء ما يحکمون ! (۴۵ : ۲۰)	وہ لوگ جنھوں نے بديوں اور برائيوں کي راه اختيار کي ہے ' کيا ايسا سمجھتے هيں که هم انکو اُن لوگوں جيسا کرديںگے جو ايمان لاے اور اعمال صالحه اختيار کيے ؟ کيا راست بازوں اور مفسدوں کي زندگي اور موت ايک طرح کي ہے ؟ افسوس انکي سمجھه پر اور افسوس انکے فيصله پر !

يه وہ جملے هيں جو جولائي سنه ۱۹۱۲ ميں ميرے قلم سے نکلے تھے اور جنکو ميں برابر الهلال کي هر جلد کے اختتام اور نئي جلد کے افتتاح کے موقعه پر دهراتا رہا هوں - سو الحمد لله که اس کريم ذره نواز نے ميري درماندگيوں کو قبول کرليا ' اور واقعات نے هر منزل و هر قدم پر ثابت کرديا که ميري يه عاجزانه دعا بے اثر نه رهي - يه اسي کے هاتھه ميں تھا که وہ بتلا ديتا که جو کچھه کيا جارها ہے ' وہ اصلح و احق ہے جسکو بڑھنے اور پھيلنے کيليے چھوڑ دينا چاهيے ' يا مفسد و باطل ہے جسکو فنا هو جانا اور مٹ جانا چاهيے ؟ پس اس نے بتلا ديا که حقيقت کيا ہے ' اور ارباب بصيرة نے ديکھه ليا که حکمة الهي کيا چاهتي ہے ؟ دعوة حقه و کاذبه کي تفريق کا يہي معيار ہے - اور اگر خدا سچائي اور صداقت کے ساتھه بھي وهي کرے جو باطل اور افساد کے ساتھه کرتا ہے ' تو دنيا سے امن اور ايمان اٹھه جاے اور خدا کے ماننے کيليے انسان کے پاس کوئي روشني نه رہے - يه محال ہے که صادق اور کاذب ايک هي نتيجه پائيں ' اور يه کبھي نہيں هوسکتا که خدا کا سلوک حق اور باطل ' دونوں کے ساتھه يکساں هو : لا يستوي اصحاب النار و اصحاب الجنه ' اصحاب الجنة هم الفائزون -

اور پھر اس کے فضل و کرم کي بخششوں اور نعمتوں ميں سے سب سے بڑي اور سب سے آخري نعمت وہ ہے جو اس نے موجوده واقعه کے اندر پوشيده رکھي ہے - يعني البـلاغ کی دعوة و تبليغ کو اسکي دوسري منزل تک عروج و رفعت بخشي گئي ' اور مقام ذهاب الى الله و ترک وطن پيش آيا : اني ذاهب الى ربي سيهدين (۳۷ : ۹۷) فسبحان الذي بيده ملکوة کل شی و اليه ترجعون -

يه جو کچھه تھا ' کلمۂ حق و عدل کي دعوة و تبليغ کي سرگذشت تھي جو الحمد لله و المنه که اپني دوسري منزل تک پہنچ گئي ہے - و لا مبدل لکلماته - رہا خود اس عاجز کے وجود کا معامله ' تو شخص و ذات کا يہاں کبھي بھي سوال نہيں هوا ہے ' اور ميري تشفي کيليے مرحوم عرفي کا يه شعر سالہا سال سے مونس و رفيق ہے :

اميد هست که بيگانگي عرفي را
بدوستي سخن هاے آشنا بخشند !

و افوض امري الى الله ان الله بصير بالعباد -

افکار و حوادث

مسئلۂ مسلم یونیورسٹی

اور علوم و معارف جدیدہ !

دنیا کے عجائب و غرائب کی فہرست بڑی طولانی ہے - شاہنامہ کے عجیب و غریب " سیمرغ " سے لیکر دل لگانے کے عجیب الخواص "پھول" تک ' ایک سے ایک عجیب المعتقدات ' اور ایک سے ایک محیر العقول ہے !

اگر بابل کے معلق باغ اور مصر قدیم کے پر اسرار مدفنوں سے قطع نظر کرلیا جاے جنکی ملکیت کا تاریخ قدیم کو دعوا ہے ' جب بھی دیوار قہقہہ کی طلسم آرا دیوار ' اسکندر اعظم کا اعجوبہ زا چشمۂ حیات ' اور بادشاہ بخیر حاتم طائی کی فیاضانہ سیاحتوں کے انکشافات دنیا کی دلچسپیوں کیلیے کیا کم ہیں ؟

* * *

تاہم موجودہ زمانہ عقل و دانائی اور تجربۂ و مشاہدہ کا عہد ہے - لوگ کہتے ہیں کہ اب ، ہم بہت زیادہ عقلمند ہوگئے ہیں - اسلیے ان عجیب عجیب قصوں کو نہیں مان سکتے - لیکن اگر ان قصوں کو نہیں مان سکتے تو اس واقعہ کو تو مان سکتے ہیں کہ مسلم یونیورسٹی بلا توقف لے لینی چاہیے ' اسلیے کہ مہاراجہ دربھنگہ اور پنڈت مدن موہن مالویا نے لیلی ' اور اسلیے کہ ایک لاکھ روپیہ ماہوار ملیگا ' اور اسلیے کہ علی گڈہ میں ہر سال تقسیم سندات کا عظیم الشان جلسہ منعقد ہوگا ' اور اسلیے کہ " برٹش گورنمنٹ رحمت الہی ہے " اور اسلیے کہ " سر سید علیہ الرحمۃ کا حقیقی مقصد ایسا ہی تھا " اور اسلیے کہ " خالق اکبر نے ہم کو اسی لیے بنایا ہے کہ احکامات و اوامر کی تعمیل کریں " اور اسلیے کہ " مسلمانوں کی مسلمہ قومی پالیسی گورنمنٹ کے اعتماد پر مبنی ہے " اور سب سے آخر مگر سب سے پہلے یہ کہ بنارس کی طرح علی گڈہ کی گلیاں بھی گذشتہ فرزری کے عجیب و غریب مناظر و مشاہد کو دیکھہ لینگی ' اور یہ سب سے بڑی نعمت ہے جسکے لیے کوئی ذی روح اس کرۂ ارضی پر بیقرار ہوسکتا ہے ' اور سب سے بڑی دولت کونین ہے جو آدم کی اولاد کو دنیا میں ملسکتی ہے :

و فی ذالک فلیتنا فس المتنا فسون -

* * *

اگر مسلم یونیورسٹی کے بلا انتظار لے لینے کیلیے یہ حقائق و دقائق "دلیل و برہان" ہوسکتے ہیں ' اور دنیا میں ایسے دماغ باقی ہیں جو علمی سنجیدگی کے ساتھہ ان چیزوں کو پیش کرنے سے نہیں شرماتے ' اور ایسے لوگ موجود ہیں جو دلائل و شواہد کی طرح ان کو قبول کرلے سکتے ہیں ' تو پھر دنیاے قدیم کی کوئی روایت بھی عجیب نہیں ' اور بلا تامل مان لینا چاہیے کہ دنیا میں اب بھی وہ تمام عجائب و غرایب ہوسکتے ہیں جو کسی مجہول ماضی میں ہو چکے ہیں - اب ہم کو پورا یقین ہے کہ فردوسی کے سیمرغ سے مایوس ہوجانے کا فیصلہ صحیح نہیں تھا - اسکے گھونسلے سے اب بھی " زال " پیدا ہو سکتا ہے ' کیونکہ مسلم یونیورسٹی کے لےلینے ہی سب کچھہ ہوجائیگا ' اور اگر آپکی آنکھیں جاتی رہیں تو اسکا صحیح علاج یہ ہے کہ " گل بکاولی " کو تلاش کیجیے ' کیونکہ حقائق کے ثبوت کا دار و مدار اب حقائق پر نہیں بلکہ صرف تقلیدی حکم ' اطاعت ' اور خوش اعتقادی و حسن ظن پر آکر رہگیا ہے '

اور اگر ایسا ہی ہے تو غریب " تاج الملوک " نے کیا خطا کی ہے کہ اسکی مشہور و متواتر روایت کو نظر انداز کردیا جاے ؟

* * *

حقیقت میں یہ واقعہ بھی دنیا کے عجائب و نوادر میں سے ہے کہ ایک طرف تو مسلمانوں کو کہا جاتا ہے کہ انکے تمام امراض کا علاج ' انکی تمام جستجوؤں کا مقصود ' انکی تمام امیدوں اور آرزوں کا مرکز و ملجا ' مسلم یونیورسٹی ہے ' اور یہی وہ چیز ہے جو غرناطہ اور قرطبہ اور بغداد اور کیمبرج اور اکسفورڈ اور نہیں معلوم کیا کیا کچھہ مسلمانوں کے حوالے کردیگی - دوسری طرف جب انسے کہا جاتا ہے کہ " اگر یہ متاع اسقدر قیمتی ' اسقدر عظیم و اہم ' اور اسدرجہ موت و حیات ملت کا فیصلہ کرنے والی ہے ' تو خدا را جلدی نہ کیجیے - بغیر کامل جد و جہد اور سعی و کوشش کے خاتمہ نہ کردیجیے - ایک ہی غمزۂ تمکین طلب پر اپنی تمام متاع دل و جاں نذر نہ کردیجیے - صبر ' استقامت ' عزم راسخ ' اور سعی و جہد کامل دنیا میں ہمیشہ عزائم امور کیلیے ایک حقیقت ثابتہ رہے ہیں - آپ بھی انسے کام لیجیے ' اور ساتھہ ہی اپنی اصلاح حال اور حقیقی و معنوی ترقیات و توسیعات میں سرگرم رہیے کہ اصل کار یہی ہے - اور اگر ایسا نہیں ہے اور چند مہینوں یا ایک سال کے اندر آپکی ساری کائنات سعی و تدبیر غارت جا رہی ہے ' تو پھر خدا را آہ و واویلا نہ مچائیے ' مخفی اور در پردہ کوششیں نہ کیجیے - یہ تعلقہ داری کا مقدمہ یا جد امجد مرحوم کی وراثت کا جھگڑا نہیں ہے - دلائل و حقائق کا مقابلہ ہے - سنجیدگی کے ساتھہ واقعی دلائل پیش کیجیے - دنیا میں عقل و فہم کی بخشش عام ہے ' اور آپ جیسی نہیں مگر سمجھہ ہر شخص رکھتا ہے " تو پھر اسکے جواب میں یا تو بگڑ جاتے ہیں کہ تم " مسلمہ قومی پالیسی " کے دشمن ہو ' یا روٹھہ جاتے ہیں کہ تم ہماری بات نہیں مانتے ' یا پھر دلیل پیش کرنے پر آتے ہیں تو یہ فرماتے ہیں کہ بنارس میں اتر بت چکے ہیں - تم بھی بے تحاشا دوڑ جاؤ !

(" علوم جدیدہ ")

اصل یہ ہے کہ مسلم یونیورسٹی کے بلا توقف لیلینے کے متعلق جسقدر مصنفات و اسفار محققین عہد نے شائع کیے ہیں ' انسے مسلم یونیورسٹی کا ہندو یونیورسٹی ایکٹ پر لے لینا ضروری ثابت ہوتا ہو یا نہو ' لیکن اسمیں تو کچھہ شک نہیں کہ ضمناً ایک عظیم الشان کام ضرور انجام پا گیا - ہمارا اشارہ اس جدید فن منطق کی طرف ہے جو " علماء مسلم یونیورسٹی " نے مدون فرمایا ہے اور جس نے ثابت کردیا ہے کہ دنیا میں ارسطو سے بڑھکر آجتک کوئی انسان احمق نہیں ہوا - مسکین ارسطو کے وقت سے لیکر اس وقت تک دنیا اس عالمگیر غلطی میں مبتلا رہی ہے کہ دعوے اور دلیل میں ربط کی ضرورت ہوتی ہے - مگر یہ کیسا سفیہانہ اور احمقانہ خیال تھا ؟ ہمارے محققین کاملین نے اپنی سیف منطق کی پہلی ضرب اسی پر ماری ' اور ثابت کر دیا کہ اس سے بڑھکر اور کوئی غلط خیال نہیں ہوسکتا - دلیل کیلیے صرف ایک ہی شے ضروری ہے - یعنی وہ بلا کسی درمیانی فصل کے معاً دعوے کے بعد کہدی جاے - اب رہی یہ بات کہ اسمیں اور دعوے میں ربط بھی ہو ' تو ایسا سمجھنا ایک خالص حماقت ہے جسمیں بدبخت ارسطو گرفتار تھا ' اور کچھہ ضرور نہیں کہ ہر انسان گرفتار ہو !

* * *

اس سے بھی بڑھکر ان مباحث حکمیۂ و فنیہ نے جس ' قدیم غلطی کی ضلالت سے نوع انسانی کو نجات دلائی ' وہ " برہان " کی تعریف کا مسئلہ ہے - تمام دنیاے قدیم و جدید کس درجہ عقل و دانائی سے محروم تھی ' جب کہ یقین کررہی تھی کہ

"برهان" اس چیز کو کهتے هیں جسکے مان لینے سے دعوے کا مان لینا لازم آجاے؟ حالانکه مصنفین صحائف مسلم یونیورسٹی و مدونین اسفار مسئلۂ قومي و تعلیمي نے (جن میں بڑے بڑے ماهرین فلسفۂ تعلیم موجود هیں) ثابت کردیا هے که نه صرف یه تعریف غلط هي هے ' بلکه اصل حقیقت بالکل اسکے برعکس هے - دعوے اور برهان میں جسقدر بعد لزومي هو ' اسیقدر وه زیاده صحیح اور مسکت برهان هوگا - مثلاً دعوا یه هے که مسلم یونیورسٹی جن شرائط کے ساتهه اسوقت مل رهي هے ' بلا توقف لے لینا چاهیے ' کیونکه اس سے مسلمانوں کا تعلیمي و قومي مقصود حاصل هوجائیگا - دلیل یه هے که ایک لاکهه روپیه ماهوار ملتا هے ' اب جس وقت تک کوئي شخص روپیه کي اس تعدادي اور مقداري حقیقت ثابته کو جهٹلا نه دے ' اس وقت تک یه دعوا غلط نهیں هوسکتا !

* * *

ارسطو نے شاعري کو محاکات کا نتیجه قرار دیا هے ' یعني وه کهتا هے که انسان میں بالطبع نقالي کا ماده موجود هے - وه جس حالت کو دیکهتا هے ' اس سے منفعلانه متاثر هوتا هے اور اسي کو دهراتا هے - مگر مسئله مسلم یونیورسٹی کا محقق کهتا هے که یه اس قدیم مدعي علم کي سخت کوتاه نظري تهي - شاعري هي نهیں بلکه قومي زندگي کے تمام اعمال و افکار علی الخصوص مسئلۂ تعلیم و قومیت کا دار و مدار "اصول محاکات" یعني نقالي پر هے - دوسروں کو جس طرح کرتے دیکهو ' اسي طرح خود بهي کرو - اگر ایک جدید انسانوں کي کوئي بهیڑ کر رهي هے ' تو انکا کرنا بجاے خود ایک دلیل عمل هے - اسکے بعد اور کسي دلیل کي ضرورت باقي نهیں رهتي - مسلمانوں کے تمام قومي و تعلیمي کاموں کا محور اسي حقیقت کو هونا چاهیے - انکے لیے نه تو کوئي چیز سیاه هے اور نه سفید - سیاهي اور سفیدي کا معیار دوسروں کا سیاه و سفید کهنا اور قرار دینا هے - پس جب مهاراجه دربهنگه اور پنڈت مدن موهن مالویا کي کمیٹي نے کهدیا که یه چیز سفید هے ' تو اب تمام مسلمانوں کو چاهیے که بے چون و چرا اسکے آگے سربسجود هوجائیں ' اور اگر دوے کو بهي علی گڈه کي فضاء میں اوڑتا هوا دیکهیں تو چیخ اٹهیں که دیکهو ناچ رها هے !

* * *

یه محققین عهد ' ماهرین مسئلۂ تعلیم ' محرمان اسرار و رموز قومییات و تعلیمات جدیده ' اور مجددین و مصلحین عصر تعلیمي کي جماعت تهي - لیکن انکے بعد ارباب سلوک و معرفت و اصحاب حقائق و معارف کا ایک مقدس گروه سامنے آتا هے ' اور علمي طرز بحث کي جگه عارفانه انداز بیان کے ساتهه کهتا هے که یه مقام استدلال و براهین کا نهیں بلکه محض وجدانیات و جذبات کا هے :

گر باستدلال کار دیں بدے
فخر رازي راز دار دیں بدے

جب مذهب اور مذهب کے اعتقادات جیسي اهم و عظیم چیز کے متعلق غزالي و رازي کا فتوی هے که اس مقام کو استدلال و عقلیات سے نهیں بلکه ذوق و وجدان سے طے کرو ' تو پهر یونیورسٹی کے متعلق دلیل و برهان کا طلب کرنا کب جائز هوسکتا هے ؟ اگر خدا کے وجود و صفات کا ثبوت عقل و دلیل سے نهیں بلکه صرف وجدان و جذبات کے اعتراف سے ملتا هے ' تو پهر مسلم یونیورسٹی کي صفات کے متعلق یه مغرورانه کاوش عقل و ذهن کیوں هے ؟ یه مقام دوسرا هے - یهاں عقل کے دعووں سے کام نهیں چلتا - اس یونان کدهٔ اسرار و معارف کا سب سے بڑا افلاطون وه هے جو سب سے زیاده بے عقلی و ناداني کا اقرار کرے - یهاں فلسفۂ و عقل کي پرسش نهیں هوتي - اس عالم میں بقراط کے طب ' ارسطو کي منطق ' اور افلاطون کي اشراقیات سے کهیں زیاده اس چرواهے کي بے وقوفي مقبول هے جو مولانا روم کي کائنات قصص و حکایات میں حضرت موسی علیه السلام سے ایک جنگل میں ملا تها اور خدا کو اپنے صحرائي جهونپڑے میں دعوت دینا چاهتا تها تا که اپني بکریوں کا دوده پلاے :

ملت عشق از همه دیں ها جدا ست
عاشقاں را ملت و مذهب خدا ست

پهر کیا تم نے نهیں سنا که خدا کے مقدس نوشتے کیا کهتے هیں ؟ حضرة مسیح نے عقل کا دعوا کرنے والوں کو "سانپ کے بچوں" کا تاریخي لقب عطا فرمایا اور کها که "تو آسمان کي پادشاهت میں داخل نهیں هوسکتا جب تک زمین پر سب سے زیاده نادان و بے عقل نه بن جاے"

ز نازکي نه برد ره به منزل مقصود
مگر طریق رهش از سر نیاز کني !

* * *

مشهور هے که امام فخر الدین رازي نے دو سو دلیلیں خدا تعالی کے وجود کے اثبات میں جمع کي تهیں ' اور اعلان کردیا تها که هم نے اس راه کو عقل کي راهنمائي میں طے کرلیا - یه خبر سنکر شیطان نے اپنا بهیس بدلا اور مجلس درس میں آکر امام رازي سے مباحثه شروع کردیا - جو دلیلیں انهوں نے تمام عمر کي فکر و کاوش سے قائم کي تهیں ' یکے بعد دیگرے پیش کرتے اور شیطان ایک دو اعتراض کرکے انکو باطل کردیتا - یه حال دیکهکر امام صاحب بهت پریشان هوے اور الله کے حضور اپنے عجز کا اقرار کیا - خواب میں دیکها که ایک شخص کهه رها هے "ان دلیلوں کو چهوڑدو - یه دلیل و استدلال کا مقام نهیں هے - یوں کهو که بغیر کسي دلیل کے کهتا هوں که خدا هے اور اسکو کوئي جهٹلا نهیں سکتا" بزرگان طریقت روایت کرتے هیں که جب انکار دلیل کي یه آخري دلیل امام رازي نے پیش کي تو شیطان نے عاجز و درمانده هوکر ایک نعره مارا ' اور راه فرار اختیار کي که اس دلیل کا جواب میرے پاس کوئي نهیں یهي حال دیکهکر مولانا روم نے کهدیا تها :

پاے استدلالیاں چوبیں بود
پاے چوبیں سخت بے تمکیں بود

چنانچه خانقاه مسلم یونیورسٹي کے پیر طریقت بهي ایسا هي فرماتے هیں - ارشاد هوا که دلیلوں کا یه مقام نهیں - بغیر کسي دلیل کے هم کهتے هیں که مسلم یونیورسٹی کو جلد سے جلد لےلینا چاهیے اور حق اسي میں هے - اگر معلم الملکوت اس آخري ملکوتي و لاهوتي دلیل کو سنکر چیخ اٹها تها ' تو اے هزار حسرت و افسوس انسان کے قلب غافل پر ' اگر اس دلیل کو سنکر بے اختیار رو نه پڑے !

* * *

نیز فرمایا که مسلم یونیورسٹي کا مسئله دلائل و شواهد سے تعلق نهیں رکهتا ' بلکه صرف ایک لمحۂ تصور سے عبارت هے جو صالح اعتقاد اور صافي و پاک ذهن کے ساتهه میسر آجاے - دنیا کي تمام اشیاء و موجودات کا مشاهده آنکهیں کهولکر کرتے هیں ' مگر یه وه سر لاهوتي و رمز ناسوتي هے جسکا مشاهده اس وقت تک نهیں هوسکتا جب تک آنکهیں اچهي طرح بند نه کرلیجیے ! "

هاں آنکهیں بند کیجیے اور چشم تصور سے کام لیجیے - مسلم یونیورسٹي قائم هوچکي هے ' اور سینٹ هال میں تقسیم انعامات و سندات کا عظیم الشان جلسه منعقد هے - ایک مسلمان والي ریاست یا کوئي بڑي قومي شخصیت جسکے چانسلر هونے کا گورنمنٹ گزٹ نے اعلان کردیا هے ' با کمال شوکت و ابهت و با یک دنیا عظمت و رفعت ' سریر آراے مسند

چانسلری ہے، تمام معلمین و اساتذۂ یونیورسٹی کی جماعت اپنے اپنے مدارج علمیہ کے مطابق شاندار اور طویل الذیل جبے پہنے ہوے تمکنت افلاطونی، عظمت سقراطی اور شان یونانی و رومانی کے ساتھ یمین و شمال رونق افزا ہے، اور یکے بعد دیگرے حاملین علوم و فائزین مراتب عالیۂ تعلیمیہ کے مقدس غول بڑھتے ہیں اور سند بکف اور چغہ بدوش ہوکر واپس جاتے ہیں! اللہ اللہ! کون ہے جو ایک لمحہ کیلیے بھی اس بہشت تعلیمی و جنت قومی کے منظر روح پرور کو دیکھ لے اور پھر اسکے عشق جنون آور سے مست و لا یعقل نہوجاے؟ یونیورسٹی کے پیش کردہ ہزارہا نقائص ایک طرف، اور اس منظر قومی و تعلیمی کا نظارۂ یک لمحہ ایک طرف! اگر مسلم یونیورسٹی میں اور کچھ نہ ہوتا، اور صرف سال بھر میں ایک بار اس منظر جاں نواز و مشہد روح پرور کا ایک نظارہ میسر آجاتا، جب بھی یہ سودا اسقدر ارزاں تھا، گویا گرد و خاک کی ایک مٹھی دیکر بہشت شداد مول لیلی! البتہ یہ ایک خالص "تعلیمی مسئلہ" ہے اور اسکو صرف عرفاء تعلیم و کاملین حقائق قومیہ ہی سمجھ سکتے ہیں - شرف قزوینی نے انہی حقائق و معارف کے متعلق کہا ہے:

بیا کہ مسئلۂ عشق ازاں دقیق ترست
کہ حل شود شرف از فکر باطل ہمہ کس

نا محرمان اسرار کا یہاں گذر نہیں:

کیں زمین را آسمانے دیگرست!

* * *

بعض ارباب اشارات و اصحاب معارف سے یہ بھی منقول ہے کہ اگر قوم کی دیدۂ بصیرۃ بینا ہوتی تو بنارس ہندو یونیورسٹی کا گذشتہ جلسہ فہم حقیقت کیلیے بس کرتا تھا - سبحان اللہ! کیسا عجیب و غریب منظر تھا جو چشم فلک نے پہلی مرتبہ خاک ہند میں دیکھا! عظیم الشان والیان ریاست کا ہجوم، اعلی ترین حکام و فرماں روایان ملک کا اجتماع، شوکت و عظمت قومی کا عدیم النظیر مظاہرہ، اور تعلیمی فرمانفرمائی و خسروی کے عہد حکومت کا افتتاح! اس سے بڑھکر ایک قومی یونیورسٹی کیلیے اور کیا ہو سکتا ہے؟ کیا یہ منظر اسکے لیے کافی نہیں ہے کہ قوم کی آنکھیں کھلیں اور وہ بھی کسی نہ کسی طرح یونیورسٹی لیلینے کیلیے پاگل ہوجاے؟ افسوس کہ قوم میں "ماہرین مسئلۂ تعلیم" کا قحط الرجال ہے اور "عملی کام" اور "مسئلۂ قومی تعلیم" کے حقائق و اسرار سمجھنے والے ناپید ہیں - اگر ایسا نہوتا تو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا! لوگ کیسی تمسخر انگیز غلطی کرتے ہیں جبکہ کہتے ہیں کہ قومی یونیورسٹی کسی بڑے جلسے، کسی بڑے مجموعۂ عمارت، اور ناموں اور رسموں کے کسی طول طویل سلسلے کا نام نہیں ہے؟ کوئی ان بیخبروں سے پوچھے کہ اگر یونیورسٹی جلسہ، عمارت، اور اسم و رسم کا نام نہیں تو اور کس چیز کا نام ہے؟ یہ نادان ہندو یونیورسٹی ایکٹ کو دیکھتے ہیں اور صرف اختیارات، عہدۂ وائس چینسلر کی منظوری و عدم منظوری، ریگولیشنز کا انتظار، وغیرہ وغیرہ چند الفاظ انہوں نے سیکھ لیے ہیں، حالانکہ حقیقت یونیورسٹی نہ تو ان جزئیات و مروجات میں ہے، اور نہ اختیارات کا مسئلہ فی نفسہ کوئی قابل [illegible] ہے - اصلی حقیقت تو وہ نقرئی ہتوڑا تھا جس سے بنارس [illegible] ہندو یونیورسٹی کا سنگ بنیاد نصب کیا گیا، اور اگر ایک ایسے ہی نقرئی ہتوڑے کی با عظمت ضرب سرزمین علی گڈھ کو بھی نصیب ہوگئی، تو ساری مشکلیں حل، اور ساری امیدوں کیلیے پیام بشارت ہے۔

افســانــۂ زلــف

یا "مسلم یونیورسٹی"

اولا یرون انہم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون و لا ہم یذکرون! (توبہ)

کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ کوئی برس ایسا نہیں گذرتا کہ ایک بار یا دو بار وہ بلاؤں میں نہ ڈالے جاتے ہوں، پھر بھی انکی غفلت کا یہ حال ہے کہ نہ تو توبہ کرتے ہیں اور نہ واقعات و حوادث کی تنبیہوں اور سرزنشوں سے نصیحت پکڑتے ہیں!

رات اور زلف کا یہ افسانہ
قصہ کوتہ، بڑی کہانی ہے!

مسئلۂ مسلم یونیورسٹی کی گذشتہ سہ سالہ تاریخ جن واقعات و حوادث سے عبارت ہے، میں انکو اس وقت بہ تفصیل نہیں دہراؤنگا کیونکہ واقعات ابھی اس قدر پرانے نہیں ہوے ہیں کہ حافظہ کیلیے تجدید ذکر کی ضرورت ہو -

نفس تجویز کی ابتدائی تحریک، گورنمنٹ کا اولین مراسلہ، فونڈیشن کمیٹی کا پہلا انعقاد، ڈیپوٹیشن کی تشکیل و شکست، فونڈیشن کمیٹی کا دوسرا اجلاس علی گڈہ، پھر مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن کا قیام، علی الخصوص اسکا پچھلا اجلاس، یہ اور نیز ان واقعات و حوادث کے بے شمار اطراف و نتائج، نہ صرف مسلم یونیورسٹی نامی کسی مسئلہ کی سرگذشت ہے بلکہ مسلمانوں کی گذشتہ سہ سالہ حیات قومی و اجتماعی کی ایک ایسی مکمل تاریخ ہے، جسمیں اس تین سال کے اندر کی ہر چیز دیکھی اور پڑھی جاسکتی ہے!

علی الخصوص حق و باطل اور اصلاح و افساد کی باہمی آویزش اور حق کے قدرتی اور لازمی خواص فتح و نصرت کے ظہور و اعلان کے لحاظ سے تو مسئلۂ مسلم یونیورسٹی کی تاریخ اسدرجہ پر عبرت و بصیرۃ ہے کہ اگر ہندوستان کے اور تمام واقعات و حوادث سے قطع نظر کر لیا جاے تو صرف یہی واقعہ اس حقیقت کے اعلان کیلیے بس کرتا ہے کہ حق جاگ اٹھا ہے، اور جب وہ جاگ اٹھے تو پھر باطل کیلیے امن و بقاء نہیں ہے -

[۲]

مسئلۂ مسلم یونیورسٹی کے واقعہ کو دنیا خواہ کچھ ہی سمجھے مگر میں نے ہمیشہ اسمیں ایک ہی چیز کو دیکھا اور ہمیشہ اس سے ایک ہی طرح کی صدائیں سنیں - میں نے دیکھا کہ حق و باطل معرکہ آرا ہیں، اور گو مختلف صداؤں، مختلف ناموں، اور مختلف شکلوں میں منظر آرائیاں ہو رہی ہیں مگر انکے اندر بجز حق و باطل کے مقابلے کے اور کچھ نہیں ہے - میری یہ صاف نظارگی بہتوں کو خوش نہ آئی، اور بہتوں نے کوشش کہ اسقدر صاف لفظوں میں مطلب نہ کہا جاے، لیکن میں اپنے مشاہدہ کو جھٹلا نہیں سکتا تھا - الحمد اللہ کہ ابتدا سے لیکر اسوقت تک میں نے جو کچھ دیکھا، صاف صاف کہا، اور کوئی سعی، کوئی آرزو، کوئی قوت، میری نگاہ کو گرد آلود نہ کر سکی:

بندہ را کہ بفرمان خدا راہ رود
نگزارند کہ در بند زنیحسا ماند

غور کرو کہ اس تمام عرصہ کے اندر یکے بعد دیگرے کیسے کیسے واقعات پیش آے، اور کس طرح ہر موقعہ پر حق نے بتلادیا

که وہ کہاں ہے اور باطل نے دیکھہ لیا که خصائص حق کا قانون کسطرح اٹل اور غیر متغیرہے ؟

[۳]

اس سلسلے میں سب سے پہلے وہ زمانه یاد آتا ہے جب پہلے پہل مسلم یونیورسٹي کے متعلق دنیا نے معلوم کیا ہے که جن امیدوں اور ولولوں میں انکو مبتلا کیا گیا تھا ' ضرور نہیں ہے که اصلیت ویسي هي هو - اس زمانے میں الہلال نیا نیا شائع هوا تها - اس نے مسلسل چار اشاعتوں میں تعلیمي ممبر کے اولین مراسله پر بحث کي اور مسلم یونیورسٹي کی تحریک اور اسکے دعاة و واعظین کے متعلق خصوصاً اور تمام قومي تحریکوں اور جماعتي کاموں کے متعلق عموماً ' اُن افکار اسلامیه اور عقائد صحیحه کا اعلان کیا جنکي صداؤں سے سرزمین هند کي اسلامي آبادي اسوقت تک آشنا نه هولي تهی - یه سلسلۂ مقالات بهي الهلال کے اُن ابتدائي مقالات میں سے ہے جنهوں نے مسلمانان هند کے آگے سب سے پہلے اسلام کے احکام دینیه و اوامر شرعیه کی بنا پر حریة فکر' و اجتهاد راے' و دعوة الی الحق' و توصیهٔ معروف ' و احتساب شرعي کی دعوة پیش کي ' اور جسکو چند مہینوں کے اندر حکمة الهی نے وہ فتح مندانه نشر و اعلان اور خسروانه قبولیت و رفعت عطا فرمائي که وهي دعوة' وهي پکار' وهي الفاظ' وهي جملے ' وهي ترکیبیں ' وهي عقائد ' هزاروں انسانوں ' صدها جماعتوں ' بڑي بڑي آبادیوں ' بڑے بڑے شہروں ' بلکه مسلمانان هند کے سب سے زیاده وسیع و غالب حصے کی زبانوں سے نکلنے لگے - حتی که بہت سے ایسے لوگ بهي جو اُس وقت دعوة الهلال کے اشد شدید منکرین و جاحدین میں سے تھے' دوسرے ناموں اور بهیسوں میں آکرانهي عقائد کا وعظ کرنے لگے اور سلطان حق کي قہرمانیت و شہنشاهیت کے آگے سر بسجود هو جانے کیلیے مجبور هو گئے - و لله در ما قال ::

کر گفتهٔ زعشق گہے حرف آشنا

آں هم حکایتیست که از من شنیدهٔ !

چونکه اس وقت تک انقلابي دور دعوة شروع نہیں هوا تها ' اور استعباد فکر' و اسر ذهن ' و تقلید اشخاص ' و اتباع افکار مالوفهٔ و متوارثه کي بندشیں هر جماعت اور هر گروه کیلیے زینت پاؤ گردن تهیں' اسلیے اس سلسلۂ مقالات کا شائع هونا تها که هر طرف سے رد و انکار کي صدائیں اٹھنے لگیں' اور ان لوگوں نے جنکي تمام عمر انساني پرستشوں اور طرح طرح کی دنیاوي طاقتوں کي عبودیتوں میں بسر هولي تهي ' حیران هو هوکے چلانا شروع کیا :

اجعل الالهة الها واحداً ؟ ان هذا لشي عجاب ! ! (۳۸ : ۴)	کیا اس شخص نے تمام معبودوں سے انکار کرکے صرف ایک هي کو معبود قرار دیدیا ہے ؟ یه تو بڑي هي عجیب بات ہے !

بعضوں نے سب سے بڑي وجه انکار یه بتلائي :

ما سمعنا بهذا في الملة الاخره' ان هـذا الا اختـلاق - (۳۸ : ۶)	هم نے ایسي بات تو کبهي اپني پراني ملت میں نه سني ' کچهه نہیں ' یه اس شخص کي من گهڑت بات ہے !

بہتوں نے عاجز آکر وہ آخري صداے باطل بهي بلند کي . جو اُس وقت سے دنیا میں بلند هوتي آئي ہے جب سے که حق کی دعوت اور پکار موجود ہے :

حرقوه و انصروا الهتکم ان کنتم فاعلین (۲۱ : ۶۸)	اسکو جلادو ' اسکو هلاک کردو ' اور اپنے معبودوں کي مدد کرو اگر تم حقیقت میں کچهه کرنے والے هو !

حتی که بعض ایسے مخصوص افراد بهي جنکے افکار و عزائم میں تبدیلي هو چکي تهي اور آزاد بیانیوں کي راہ پر چلنا چاهتے تھے ' یکا یک قدیم اثرات سے پاک نہوسکے اور الهـلال کي صدائیں ابتدا ابتدا میں انہیں بهي خوش نه آئیں - لیکن پهر غور کرو که چند دنوں کے بعد هي ان حالات کا نتیجه کیا نکلا ؟ دنیا کي اُن نظروں نے جو ایک غیر معلوم مدت سے حق و باطل کے ان گنت معرکے دیکهه چکي ہے ' اس معرکے میں بهي کیا دیکها ؟ کس کے ساتهه الله تها جس نے اسکو تنزل کي جگه عروج ' ادبار کي جگه اقدام' شکست کي جگه فتح ' اور ذلت و رسوائي کي جگه عظمت و رفعت بخشي ؟ اور کون تھے جنکو روز بروز ناکامي و نامرادي اور ذلت و خسران کے سوا اور کچهه هاتهه نه آیا ؟ کس کے ساتهه سچائي تهي جو همیشه " لا خوف علیهم و لا هم یحزنون " اور " لهم البشري فی الحیاة الدنیا و فی الاخره " کا مصداق رها ؟ اور کون رشتهٔ حق و صدق سے محروم تها جس نے ان الباطل کان ذهوقا کے سوا اور کچهه نه پایا ؟ اسکا جواب میں خود نه دونگا - ان سوالوں کا جواب هندوستان کے زمین و آسمان سے پوچهو ' خاک هند کے ایک ایک ذرہ سے پوچهو ' هر اُس ستارے سے پوچهو جو گذشته تین سال کے اندر هندوستان کي راتوں میں نکلا ' اور آفتاب کي هر اُس کرن سے پوچهو جو پچهلے تین سالوں کي هر صبح کو چمکي اور هر شام کو غروب هوئي ' اور اگر یه تمام صدائیں بهی اسکے لیے کافي نهوں' تو پهر خود انهي هستیوں کے پاس جاو جنهوں نے صداے حق کے انکار و جحود میں منکرین سابقین اور جاحدین اقدمین سے اپنا رشته جوڑا ہے ' اور انکے پہلوؤں کے اندر اُتر کے دیکهو که دل کا ایک ایک گوشه اور اسکي گہرائي میں کا ایک ایک ریشه کیا کہه رها ہے ؟ کس ناکامي کا داغ ہے ' اور کس نامرادي کا ماتم ؟

[۴]

اس عہد کے بعد هي نه صرف مسئلۂ مسلم یونیورسٹي کي تاریخ ' بلکه مسلمانان هند کے اعمال و افکار عمومي کی تاریخ کا وہ مشہور اور یادگار واقعه پیش آیا جو بصیرتوں کا ایک صحیفه عبرتوں کا ایک سرچشمه ' اور قلوب مومنین و ارواح صادقین کیلیے موعظتوں اور حکمتوں کي روشنیوں کا ایک آفتاب عالمتاب تها :

لمن کان له قلب او القي السمع و هو شهید ! (۵۰ : ۳۶) یعني فونڈیشن کمیٹي کا پہلا اجلاس جو ۲۶ دسمبر سنه ۱۹۱۳ کو قیصر باغ لکهنو میں منعقد هوا - آہ ' کیا دنیا میں ایسي غفلتیں بهي بستي هیں جنکے جگانے کیلیے زلزلوں اور آتش فشانیوں کے دهماکے بهي بیکار هوتے هیں ' اور کیا ایسي آنکهیں بهي موجود هیں جنکے لیے دو پهر کے سورج میں بهي روشني نہیں ؟ فونڈیشن کمیٹي کا یه اجلاس اور اس کے نتائج و عواقب قاهره اعلان حق و فتح صداقت کا ایک ایسا تاریخي واقعه تها که اگر لوگوں کے دلوں کو حق سے انابت اور خشیت ایماني کا ایک ذرۂ احساس بهي ملا هوتا تو هدایت یابي اور توبهٔ و رجوع الی الحق کیلیے صرف یهي ایک واقعه بس کرتا تها - وہ سمجهه جاتے که حق کس کے ساتهه ہے اور الله کي مشیت کا هاتهه کسکي جانب سے حرکت کررها ہے ؟ وہ اعلان و ظهور اور انقلاب وقت و افکار کي روشنیوں کي ایک ایسي مجلی دو پہر تهي که اندهوں کو بهي راہ مل جاتي تهي اور تهه خانوں کو بهي روشني سے چمک اٹهنا تها ' لیکن افسوس انسان کي غفلت پر ' اور صد حسرت دلوں کے اعراض اور عقلوں کي ضلالت پر ' که سرگشتگان خواب و سر مستي کي رات اسپر بهي ختم نه هوئي ' اور حق پرستي کي راہ اسطرح انکے سامنے سے گم هوگئي که ایسي واضح و آشکارا رهنمائیوں کے بعد بهي صراط مستقیم پر قدم نه رکهه سکے : ما یاتیهم من آیات ربهم الا کانوا عنها معرضین !

کیا یه ممکن ہے که ایک صحیح الفکر دماغ اس واقعه کو دیکهے اور پهر بهي معلوم نه کرسکے که خدا کیا چاهتا ہے ؟ هزارها انسان

هیں جنھوں نے ابھی اُس منظر کو نہیں بھلایا ہوگا جبکہ ۲۸ دسمبر کی صبح کو فونڈیشن کمیٹی کے اجلاس کی آخری نشست ہوئی ہے اور یہ رزولیوشن [illegible] پاس کرایا گیا ہے کہ [illegible] کی ایک جماعت کو اس مسئلہ کے رد و قبول کا پورا اختیار دیدیا جاے - کیسا مغرورانہ اعلان' کیسا فتح مندانہ [illegible] حکم ' اور کس درجہ شادمانی و مسرت [illegible] جوش و خروش تھا ' جب وہ رزولیوشن [illegible] کے بعد طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلانے [illegible] گیا' اور بظاہر اُس پورے مجمع میں مجبور کو اسکی [illegible] کے اعلان و انذار تبلیغ [illegible] ? [illegible] فراموش کردی' جب صدی آواز کو فریب خوردہ [illegible] نہ دیا' اور نادان انسان یہ نہ سمجھے کہ جس آواز کو [illegible] کر رہے ہیں' قریب ہے کہ اسی کے [illegible] اسی کے [illegible] اور اُسی کی اطاعت کرنے کیلیے انکو [illegible] ہونا پڑیگا - اسکے بعد ان قابل رحم روحوں کا شور و غل جبکہ اندر بجز نادانی [illegible] اور سوء فہم کے اور کچھہ نہ تھا' اور ساتھہ ہی رزولیوشن کے پاس کرنے کا پادشاہانہ اعلان' جس نے خوشیوں اور شادمانیوں کی [illegible] سے نادانوں اور بیخبروں کو متوالا کردیا تھا: [illegible]

و ظننتم ظن السوء' و کنتم قوماً بورا - (۴۸ : ۱۲)

با ایں ہمہ نتیجہ کیا نکلا ? فتح مندیوں اور [illegible] کے اس اعلان نے کتنی عمر پائی ? کامیابی و نصرت کا [illegible] جس نے اپنی بڑائی کا اعلان کیا تھا حالانکہ بڑا صرف خدا ہے ' کتنی مدت تک زندگی پا سکا ? بلا شبہہ ۲۸ - کی صبح کو [illegible] آدمیوں نے مجمع میں مجبور شکست دیدی گئی' لیکن اسکے بعد [illegible] صبحیں فتح و کامیابی کی نصیب ہوئیں ' اور [illegible] ۲۸ دسمبر ہی کی نہ تھی؟ کیا ایسا نہیں ہوا کہ ابھی [illegible] بھی نہیں گذرے تھے کہ " [illegible] به المتقین " کی [illegible] یکایک نمایاں ہوئی اور ہوا بعالم [illegible] بتلادیا کہ فتح کسکے لیے اور شکست [illegible] ہے ? اور پھر کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جو رزولیوشن اس درجہ [illegible] اور [illegible] کے ساتھہ پاس کیا گیا تھا' بالآخر [illegible] ہوا ' اور جس فونڈیشن کی دیوار اتنی [illegible] سے [illegible] گئی تھی' اسکو خود ہی اپنے ہاتھوں گرانا پڑا ? [illegible] اس قدوس حکیم کی مصلحتیں اور اُس حی و قیوم کی [illegible] ! جن ہاتھوں نے اس فونڈیشن کی تعمیر کی [illegible] سے [illegible] دس دس مدت تک [illegible] انہی ہاتھوں کو میں نے دیکھا کہ [illegible] اور اس [illegible] خاک [illegible] ہوگئی ہو' اور [illegible] ہو' تو کلمۂ حق و صدق کی کامیابی [illegible] کیا اس سے بڑھکر اور کیا نشانی ہوسکتی ہے ? [illegible]

و من لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور ?

[۵]

لیکن مسئلۂ مسلم یونیورسٹی کی [illegible] واقعہ پر [illegible] ختم نہیں ہوجاتی - اگر انسان کی غفلت حق کی [illegible] آزمایا ہی ہے تو حق بھی اپنے خواص کے [illegible] اظہار و اعلان سے نہیں رکتا - فونڈیشن کمیٹی کے اولین اجلاس اور [illegible] کے حادثہ نے اگرچہ بتلادیا تھا کہ آگ کا خاصہ حرارت ہے اور [illegible] سے ہاتھہ جل جاتا ہے' لیکن نادانوں نے [illegible] سے [illegible] کا تجربہ ابھی اور جاری رکھیں - چنانچہ اسکے بعد [illegible] فونڈیشن کمیٹی کا دوسرا اجلاس کیا گیا' بڑی بڑی کوششیں اور [illegible] سے [illegible] کے مسجد [illegible] اطراف ہند سے جمع کیے گئے' خاص [illegible] معتقد کیے [illegible] ہمارے [illegible] [illegible] ہوسکی : [illegible] [illegible] و [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہی [illegible] رہے ' [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

پھر اسی [illegible] مسلم یونیورسٹی [illegible] کی ' اور اسکے ضمن میں متعدد حزنی [illegible] آئے ' [illegible] حزنی سے حزنی واقعہ میں بھی [illegible] کی طاقت [illegible] دکھلاتی رہی ' اور اس میدان نے اسی [illegible] - حتی کہ [illegible] اجلاس [illegible] کا آخری واقعہ پیش آیا جسمیں مخفی طاقتوں اور در پردہ تدبیروں [illegible] ایک پھندا دیا گیا تھا - جنگ کے زمانے کے [illegible] ' بعض آزاد خیال افراد کی نظربندیاں' ایک عرصہ کے [illegible] کی وجہ سے عام طور [illegible] کی افسردگی ' جنگ کے زمانے کی وجہ سے آزادانہ خیالات کے اظہار کی عام طور پر بندشیں ' اور اور بہت سے اسی قسم کی حالات و اسباب [illegible] کی وجہ سے ان لوگوں کو پورا یقین ہوگیا تھا کہ موجودہ [illegible] سب سے زیادہ قیمتی ہے ' اور [illegible] نہیں کہ شمالہ کے [illegible] کی کوششوں سے پورے ہوجائیں - اس اجلاس کے انعقاد کی [illegible] بھی اس سے کم [illegible] نہیں ہے جس [illegible] اجلاس [illegible] باعث [illegible] - دوسری [illegible] کمیٹی میں طے پایا تھا کہ ایک [illegible] آخری [illegible] باسرائے ہند کی خدمت میں حاضر ہو' اور اب اس کے تمام [illegible] ابتدائی طے پاچکے ہیں ' لیکن صورت حال یہ [illegible] گئی کہ گویا [illegible] نے آنے کی اس طرف سے درخواست کی گئی ہے اور وہاں سے جواب صاف [illegible] ہے کہ جب تک اصولی شرائط [illegible] یونیورسٹی کے منظور [illegible] اس وقت ایک [illegible] کا [illegible] ہے - اس سے مقصود یہ تھا کہ مسلمانوں کے سامنے یونیورسٹی کا مسئلہ آخری رد و قبول کی [illegible] میں آجاے اور لوگ [illegible] اور پریشان ہوکے فیصلہ [illegible] کہ جب اس طرح دو ٹوک جواب [illegible] ہے تو اب اسکے [illegible] سوا کوئی چارہ نہیں -

لیکن [illegible] اس سعی کا بھی جو نتیجہ نکلا وہ دنیا کو معلوم ہے - [illegible] نے انکا استقبال کیا جو اولین اجلاس فونڈیشن کمیٹی سے انکی [illegible] حال و عدم اعمال ہے' اور بعض اسکے [illegible] میں ایک نئے [illegible] کا اور حسرتوں میں ایک اور نئی حسرت کا اضافہ ہوگیا' اس پورے گروہ کو اور کچھہ بھی ہاتھہ نہ آیا -

[۶]

اب ۱۰ - اپریل کو پھر فونڈیشن کمیٹی کا اجلاس [illegible] میں منعقد کیا گیا ہے اور یہ لوگ تین سال کے متواتر و مسلسل تجربوں کے بعد اب پھر آئے ہیں کہ خدا کو اور اسکے کلمۂ حق کی قوت کو ایک بار اور آزمالیں - یہ محض فونڈیشن کمیٹی کا ایک مجمع ہی نہیں ہے' بلکہ اُن کوششوں اور تدبیروں کی انتہا ہے جو مشیت الہی کے مقابلے میں انسانوں کا کوئی گروہ کر سکتا ہے - ان لوگوں نے سمجھا ہے کہ اگر ہم ایک مرتبہ آخری جانبازانہ کوششوں کا سامان آراستہ کریں تو ضرور خدا

کو شکست دیدینگے' کیونکہ انسانوں کي طرح لڑتے لڑتے وہ بھي تھک جا سکتا ھے' اور اگر بہت زیادہ روپیہ' بہت زیادہ سازشیں' بہت زیادہ انسان' اور بہت زیادہ انساني تدبیروں کا مواد جمع کرلیا جاسکے تو کیوں نہیں خدا کو بھي ھار مان لیني پڑے ؟ چنانچہ مہینوں سے طرح طرح کے سامان کیے جا رھے ھیں' اور بڑے بڑے دعوے اور بڑے بڑے اعلانات سننے میں آ رھے ھیں - اب دیکھنا یہ ھے کہ اس آخري معرکے کا نتیجہ کیا نکلتا ھے ؟ کیا کلمۂ حق و جماعت کي پچھلي فتح مندیاں صرف اسلیے تھیں کہ بہت زیادہ سامان اسکے حریفوں نے نہیں کیا تھا اور اب زیادہ سامان کرکے اسکو شکست دیدي جائیگي ؟ یہ سچ ھے کہ صوبۂ متحدہ کي گورنمنت نے پچھلے اجلاس ایسوسي ایشن کي شرکت کے بعد ھي مجھکو اپنے صوبے میں داخل ہونے سے روک دیا ھے' اور اسلیے میں اس جلسہ میں شریک نہیں ھوسکتا' لیکن غالباً وہ خدا کو لکھنو میں آنے سے نہیں روک سکتي' اور اسکے آنے اور نمودار ھونے کي راھیں ھمیشہ ایسي رھي ھیں جنکا انسانوں کو وھم و گمان بھي نہ تھا : فاتاھـم اللہ من حیث لم یحتسبوا -

یہ وھي حق اور باطل کا مقابلہ ھے جو برسوں سے ھورھا ھے' یہ وھي اشخاص اور جماعت کے فوائد کي معرکہ آرائي ھے جسکا میدان عرصہ سے گرم ھے' یہ وھي اصلاح اور افساد کے قوت و ضعف کا فیصلہ ھے جو اگرچہ ازل روز ھي ھوچکا ھے مگر ایک آخري فیصلہ غالباً ابھي باقي ھے - پس قریب ھے کہ حق ظاھر ھو' اور کچھہ دیر نہیں کہ جس کلمہ کے ساتھہ اللہ کي مشیت و حکمت شامل ھے' وہ اپني آخري فتح مندي کا اعلان عام کردے :

اعملوا علی مکانتکم انا عاملون - وانتظـــروا انا منتظـــرون ! (۱۱ : ۱۲۲)	اے لوگو! تم اپني جگہ کام کیے جاؤ' ھم اپني جگہ کام کررھے ھیں - اور پھر نتیجہ کا انتظار کرو - ھم بھي انتظار کرنے والے ھیں! .... اور تمھـــارا
وما ربک بغافل عمـا تعملون (۱۱ : ۱۲۳)	پروردگار اُن کاموں سے غافل نہیں جن میں تم لگے ھوے ھو -

(دلائـل و مباحث)

ھمارا ارادہ تھا کہ اس نمبر میں ایک مضمون اُن تمام دلائل و مباحث کے متعلق بھي لکھینگے جو اس وقت تک مسلم یونیورسٹي کے بلا انتظار لکھنے کے لیے شائع کیے گئے ھیں - چنانچہ اسي غرض سے ھم نے ایک پورے فارم کي جگہ خالی رکھي' اور تمام کاغذات و رسائل جمع کراے جو اس وقت تک شائع کیے جاچکے ھیں -

لیکن اب کہ لکھنے کا ارادہ کیا ھے' اور اُن تمام مضامین و رسائل پر نظر ڈالي ھے جو ابتدا سے لیکر اسوقت تک شائع کیے گئے ھیں' علی الخصوص وہ تحریریں جو گذشتہ اجلاس ایسوسي ایشن کے موقعہ پر شائع کي گئیں' نیز وہ بعض رسائل جو پچھلے دو چار ھفتوں کے اندر نکلے ھیں' تو سمجھہ میں نہیں آتا کہ کس چیز کو دلیل و ثبوت کے لفظ سے موسوم [illegible] اور اس تمام ذخیرۂ اشاعات کي کس سطر کو قابل بحث و [illegible] قرار دیں ؟ اس تمام ذخیرہ میں ایک دلیـل بھي ایسي نہیں ملـتي جو ثابت کرسکے کہ بحالت موجودہ (جبکہ گورنمنت آف انڈیا اور گورنمنت انگلستان نام نہاد قومي یونیورسٹیوں کے متعلق ایک انقطاعي مقام اختیار کرچکي ھے) چند دنوں کے مزید انتظار [illegible] ھندو یونیورسٹي کي ترتیب' قوانین متعلقۂ [illegible] کي [illegible] سکل' اور دائرہ نفوذ و احاطہ کے معاملہ میں کونسا نقصان عائد [illegible] ھے ؟ [illegible] مضامین و رسائل شائع کیے گئے ھیں' [illegible] ضلالت فکر [illegible] اور تلبیسات و مغالطات [illegible]

(۱) ایک بڑي دلیل بار بار [illegible]
ھے' گورنمنت کي راے بدل جائے [illegible]

اس بیان میں کئي دھوکے اور مغالطات ھیں - اول تو قومي یونیورسٹي کے متعلق نہ صرف حکومت ھند بلکہ حکومت بالا بھي اپني پالیسي صاف و واضح کرچکي ھے اور ایک قوم کو دیچکي ھے - اب اسمیں تبدیلي کا خوف دلانا ایک ایسي سوفسطائیت ھے جسکو بجز علي گڈہ کے " محققین تعلیم " کے اور کوئي اختیار نہیں کرسکتا - ثانیاً ابھي ابھي جدید ممبر تعلیمات دھلي کي صحبت میں ظاھر کرچکا ھے کہ " ھندو یونیورسٹي کي شرائط پر مسلم یونیورسٹي ھر حال میں طیار ھے - آپ جب چاھیں لیلے سکتے ھیں " -

(۲) دلیل نہیں مگر ایک بڑا مغالطہ یہ دیا جاتا ھے کہ مسلم یونیورسٹي لے لینے کي صورت میں علي گڈہ کالج کي آزادانہ حالت کچھہ نہ کچھہ بڑھ ھي جائیگي - گھٹ کسي طرح نہیں سکتي - مگر یہ بیان اپني شدت اور نوعیت کے لحاظ سے ایک ایسا کامل ترین قسم کا جھوٹ ھے جس سے زیادہ غلط بیاني انسان کي زبان نہیں کرسکتي - دلیل میں یہ لوگ علي گڈہ کالج کے موجودہ قانون اور ھندو یونیورسٹي ایکٹ کا مقابلہ کرتے ھیں اور بلا دریغ سفید کو سیاہ اور دن کو رات دکھلاتے ھیں - علي گڈہ کالج اور گورنمنت کے اختیارات کي اصلي بنا قانون ٹرسٹیاں کي دفعہ ۱۴۷ ھے : " لوکل گورنمنت اور ڈائرکٹر تعلیمات کو کالج کي تعلیم کے اندروني انتظامات اور بورڈنگ ھاؤس کے انتظام اور کالج کے اسٹاف کے تقرر اور موقوفي اور تبادلہ نیز معاملات متعلق تعلیم مذھبي میں بجز اسکے جسکا ذکر دفعہ ۱۴۴ میں ھے' مداخلت کرنے کا اختیار نہوگا "

دفعہ ۱۴۴ جسکا اسمیں ذکر ھے یہ ھے " لوکل گورنمنت کو اختیار ھوگا کہ اس امر کي نسبت اپنا اطمینان کرنے کي غرض سے کہ کالج کا اسٹاف کالج کے طالب علموں کي تعلیمي ضروریات کیلیے کافي ھے' ٹرسٹیوں سے وقتاً فوقتاً استفسار کرے' اور اگر استفسار کے بعد لوکل گورنمنت کو یہ معلوم ھو کہ کالج اسٹاف کا کوئي عہدہ دار اس کام کے قابل نہیں ھے' تو ٹرسٹیوں کو ھدایت کریگي' کہ اس شخص کو اس عہدہ سے علحدہ کردیا جاے "

اُن دفعات سے واضح ھوگیا کہ موجودہ قوانین کي بنا پر لوکل گورنمنت کو صرف اسقدر اختیار حاصل ھے کہ اگر کالج کي تعلیمي ضروریات کیلیے کوئي عہدہ دار قابل نہو تو وہ ٹرسٹیوں کو ھدایت کریگي کہ اسے علحدہ کردیں -

علاوہ بریں قانون ٹرسٹیاں اسوقت ھمارے سامنے ھے - اسمیں جسقدر دفعات گورنمنت اور عہدہ داران گورنمنت کے علائق سے تعلق رکھتي ھیں' ان سب میں حسب ذیل الفاظ کے سوا اور کچھہ نہیں ملسکتا :

" ڈائرکٹر کو ...... صلاح دینے کا اختیار ھوگا - ٹرسٹیوں کا فرض ھوگا کہ مشورہ پر لحاظ کریں - عمل نہ کرنے کے وجوہ قلمبند کریں (دفعہ ۱۴۱) وزیٹر (یعنی لفٹننٹ گورنر) مشورہ دینے کا مجاز ھوگا (دفعہ ۱۴۲) وزیٹر کو جائز ھے کہ اپني راے لکھے - کوئي تجویز پیش کرے - بورڈ آف مینجمنت کا فرض ھوگا کہ مشورہ پر غور کرے (دفعہ ۴۳ ضمن ۲) گورنمنت کو اختیار ھوگا کہ تحقیقات کرے (دفعہ ۱۳۹)

اس سے معلوم ھوا کہ موجودہ حالت میں قوانین کالج [illegible] گورنمنت کے کسي علاقہ کو قانوناً " صلاح و مشـورہ' تجاویز' [illegible] و تحقیق " سے زیادہ تسلیم نہیں کرتے' اور پھر حسبہ [illegible] ۱۴۷ اپنے تمام اندروني معاملات میں وہ آزاد ھے ؟

[illegible] مقابلہ میں ھندو یونیورسٹي ایکٹ اور اسکي دفعات [illegible] خلاصہ [illegible] لفظوں میں یہ ھے کہ ھر بنیادي و اساسي [illegible] نہ صرف [illegible] دینے بلکہ منظوري و عدم منظوري کا اختیار [illegible] نے اپنے [illegible] میں رکھا ھے' اور ضوابط کي ترتیب بھي [illegible] گورنمنت ھي [illegible] متعلق ھے -

ادبیات

آثار خطیہ ادبیہ

میرزا غالب مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام

(قصیدہ در تہنیت غسل صحت نواب یوسف علی خاں بہادر سابق والی [illegible])

مرحبا سال [illegible] آئین * عید شوال و ماہ [illegible]
شب و روز افتخار [illegible] و نہار * مہ و سال اشرف [illegible]
گرچہ ہے بعد [illegible] کے نوروز * لیک پیش از سہ [illegible]
سو اس آئین در [illegible] هولی * مجلسیں جا بجا [illegible] رنگیں
شہر میں کو بکو [illegible] و گلال * باغ میں سو بسو [illegible]
شہر گویا [illegible] گلزار * باغ گویا [illegible]
تیس تہوار [illegible] خوب * جمع ہرگز ہوے [illegible]

* * *

پھر ہوئی ہے اسی [illegible] میں * منعقد محفل [illegible]
محفل غسل صحت نواب * رونق افزاے [illegible]
بزم گہہ میں [illegible] نشاط * رزم گہہ میں [illegible]
پیشگاہ حضور [illegible] و جہ * خیر خواہ [illegible]
جنکی مسند کا [illegible] * جنکی خاتم [illegible]
جنکی دیوار [illegible] کے نیچے * آسماں ہے [illegible]
دھر میں [illegible] بزم [illegible] * نہوئی [illegible]
انجم چرخ [illegible] آئیں [illegible] * [illegible]

* * *

راجہ اندر [illegible] اکھاڑا [illegible] * ہے وہ [illegible] سطح چرخ [illegible]
وہ نظرگاہ اہل وہم و خیال * یہ ضیا بخش چشم اہل یقیں
واں کہاں یہ عطا و بذل و کرم * کہ جہاں گدیہ گر کا نام نہیں؟
یاں زمیں پر نظر جہاں تک جاے * ژالہ آسا بچھے ہیں در ثمیں
نغمۂ مطرباں زہرہ نوا! * جلوۂ لولیان ماہ جبیں!
اُس اکھاڑے میں جو کہ ہے مظنون * یاں وہ دیکھا بچشم صورت بیں

* *

سرور مہر فر [illegible] جو سوار * بکمال تجمل و تزئین
سب نے جانا کہ ہے پری توسن * اور [illegible] ہے دامن زیں
نقش سم سمند ہے یکسر * بن گیا دشت دامن گلچیں
فوج کی گرد راہ مشک فشاں * رہروؤں کی مشام عطر آگیں
بسکہ بخشی ہے فوج کو عزت * فوج کا ہر پیادہ ہے فرزیں
مرکب خاص یوں زمیں پر تھا * جس طرح ہے سپہر پر پرویں
چھوڑ دیتا تھا گور کو بہرام * ران پر داغ تازہ دیکھے رہیں
اور داغ آپکی غلامی کا * خاص بہرام کا ہے زیب سریں

* * *

بندہ پرور! ثنا طرازی سے * مدعا عرض فن شعر نہیں
آپکی مدح اور میرا منہہ ؟ * گرکہوں بھی تو کس کو آے یقیں؟
اور پھر اب کہ ضعف پیری سے * ہوگیا ہوں نزار و زار و حزیں
پیری و نیستی، خدا کی پناہ! * دست خالی و خاطر غمگیں!
صرف اظہار ہے ارادت کا * ہے قلم کے جو سجدہ ریز جبیں
مدح گستر نہیں دعا گر ہے * (غالب) عاجز نیاز آگیں
ہے دعا بھی یہی کہ دنیا میں * تم رہو زندہ جاوداں! آمیں!

باب التفسير

الحــق و البــاطــل

حقيقت بقــاء اســلام و فناے كفر

گذشته صحبت ميں " تنازع البقاء " اور " انتخاب طبيعي " اور " بقاء اصلح و امثل " كي حقيقت پر هم ايک مجموعي نظر ڈال چكے هيں - اب قبل اسكے كه اصل موضوع كي طرف متوجه هوں ' مسئله انتخاب طبيعي كے تدريجي ارتقاء اور اسكے مختلف دوروں پر ايک سرسري نظر ڈال لينا ضروري هے -

هم ديكهنا چاهتے هيں كه قانون انتخاب طبيعي كے متعلق اس وقت تک انساني معلومات كس درجه تک پهنچي هيں اور زياده سے زياده انسان جو اسكے متعلق جانتا هے وه كيا هے ؟ گذشته صحبت ميں هم نے جو كچهه لكها وه گويا اس وقت تک كي تمام حاصل شده معلومات كا ايک مرتب سلسله تها ' ليكن ضروري هے كه اس قانون كے علم و اختبار كے درجه بدرجه جو مختلف مراتب رهے هيں ' انكو بهي مختصراً واضح كرديا جاے - همارے لیے هميشه ايک بڑي مصيبت موضوع كي وسعت ' خيالات و افكار كا هجوم و انتشار ' اور اختصار بيان كي ناگزير ضرورت هوتي هے ' اور اس صحبت ميں بهي يهي مشكل درپيش ' تاهم جهاں تک ممكن هوگا ' اختصار سے كام لينگے ' اور عمداً اهم سے اهم اطراف بحث كو بهي ترک كردينگے -

يهاں اس قدر ظاهر كردينا ضروري هے كه مباحث كا يه حصه بعض احباب كي نظروں ميں خشک اور بے مزه هوگا ' كيونكه محض تاريخي حالات و علمي مصطلحات پر مبني هے - ايسے حضرات كو چاهيے كه وه اس ٹكڑے كو چهوڑ ديں اور اس كے بعد كے عنوان سے مطالعه فرمائيں جهاں سے قرآني مباحث كي ابتدا شروع هوتي هيں -

(۲)

مراتب كشف و تحقيق بقاء اصلح

گذشته صحبت ميں انتخاب طبيعي پر جو مجموعي نظر ڈالي گئي هے ' اسكے امثال و نظائر كو هم نے انسان سے شروع كيا ' پهر نباتات و جمادات تک پهنچكر افكار و ذهنيات و عالم معنويات كي طرف چلے گئے ' ليكن اس قانون كي تحقيق و كشف كي تاريخ بالكل اس كے برعكس واقع هوئي هے - يعني سب سے پهلے انسان نے جمادات ميں تنازع البقاء اور انتخاب طبيعي كو معلوم كيا ' اسكے بعد حيوانات ميں ' پهر انسان كے اجتماع و تمدن ميں ' اور سب سے آخر عالم افكار و ذهنيات و معنويات ميں - حسب قانون ارتقاء ' اس قانون كے كشف و علم ميں بهي قدرتي طور پر اسي طرح ارتقاء كا هونا ضروري تها -

(بقاء اصلح كا اولين كشف)

يه عجيب بات هے كه قانون تنازع البقاء كي سب سے پهلي روشني زمين كے بالائي سطح كي روشن فضاء كي جگه اسكے اندروني طبقوں اور نهايت عميق غاروں كي تاريكي ميں چمكي !

چارلس ڈارون سے كچهه پهلے چند علماء طبقات الارض (جيولوجی) اور علماء احافير و اثريات (آركيولوجي) كے نام هم كو معلوم هوتے هيں جنهوں نے زمين كے اندروني طبقات كي بتدريج تكوين و تخليق كے مطالعهٔ و درس ميں تنازع البقاء كی طرف رهنمائي پائي ' اور انكو خيال هوا كه طبيعة كا كوئی غير معلوم قانون هے جو بهتر و اصلح اشياء كو قائم ركهتا اور ناقص شده اجزاء كو فنا كر ديتا هے - انتخاب طبيعی كے كشف كا يه پهلا درجه تها جو گويا عالم جمادات ميں هوا - ان علماء نے تكوين ارض كے مختلف دوروں كی جو طبقات الارضی عمر قرار دي ' اسميں تنازع البقاء اور انتخاب طبيعی كے اصولوں كو ايک نا مكمل اور ابتدائی صورت ميں ملحوظ ركها هے -

(دوسرا دور)

اسی دور ميں قبل اسكے كه چارلس ڈارون اپنے مشهور مذهب ارتقاء كو دنيا كے سامنے پيش كرے ' فرانس ميں لامارک اور جوفروساں دو مشهور حكماء طبيعي كا ظهور هوا ' جنهوں نے ڈارون كي طرح مسئله وحدة انواع كو اپنا موضوع بحث قرار ديا -

لامارک پيرس كے باغ نباتات كا مهتمم تها اور اس ميں نباتات كے علاوه ايک بڑا ذخيره طرح طرح كے حيوانات كا بهي موجود تها - حيوانات و نباتات كي مختلف انواع كے علمي درس و مطالعه اور تربيت صناعي كے اعمال و نتائج سے اسكو مسئلهٔ وحدتُ انواع كي طرف ايک قوي تحريک ملي ' اور بالترتيب سنه ۱۸۰۹ اور سنه ۱۸۱۵ ميں اس نے اپني دو كتابيں " فلسفهٔ حيوانات " اور " تاريخ حيوانات معدومه " شائع كيں - ان كتابوں كے ديكهنے سے معلوم هوتا هے كه مذهب وحدت انواع ميں اسكا زياده تر اعتماد قانون وراثت (Heredity) اور قانون مطابقت (Adaptation) پر تها (جنكي تشريح گذشته اشاعت كے مضمون التحول الفجائي ميں كي جا چكي هے) تنازع البقاء اور انتخاب طبيعي كو وه زياده اهميت نهيں ديتا ' تاهم اس سے بيخبر بهی نهيں هے - اپني دوسري كتاب ميں جمادات كے علاوه نباتات ميں بهي طبيعة كے انتخاب كي طرف اشاره كيا هے -

لامارک كا معاصر جوفروساں هے (المتولد سنه ۱۷۷۲) اس نے سنه ۱۸۲۸ ميں اپني كتاب " اصل وحدة تركيب عضوي " شائع كي - اسكا اعتماد زياده تر قانون مطابقت يعني موثرات خارجيه پر تها - وه كهتا هے كه آب و هوا ' حرارت ' رطوبة ' اور مقدار كاربونک ايسيڈ كے اختلافات سے ايک نوع متاثر هوكر مختلف انواع كي شكل ميں متحول هوگئي - تاهم اس نے بهي تنازع البقاء كي طرف اشارات كيے هيں ' اور معلوم هوتا هے كه نباتات تک اسكي بهي نظر پهنچ چكي تهي -

اسي زمانے ميں دو مشهور شخص جرمني كے اندر بهي مسئلهٔ وحدت انواع و نشو و ارتقاء پر غور كر رهے تهے - يعني مشهور شاعر " گيٹے " (Goethe) اور مشهور طبيعي " اوكن " - گيٹے نے سنه ۱۷۹۰ ميں اپني كتاب " تحول نباتات " شائع كي اور اوكن (المتوفي سنه ۱۸۵۱) نے سنه ۱۸۱۸ ميں " فلسفهٔ طبيعي " يه لوگ بهي لامارک كي طرح ابهي تنازع البقاء كي حقيقت سے پوري طرح با خبر نهيں هيں ' ليكن كبهي كبهي اسطرف بهي ايک دو قدم بڑه آتے هيں ' اور جمادات كے علاوه نباتات ميں بهي ايک مزاحمة اور كشاكش كو ديكهه ليتے هيں -

ليكن سب سے زياده جس شخص نے عالم نباتات ميں انتخاب طبيعي كے قانون كا مطالعه كيا اور اسكو قوت كے ساتهه پيش كيا " وه

فرانس کا ایک مشہور عالم نباتي "دي کاندل" هے - اس نے سنه ۱۸۲۰ میں اپني کتاب شائع کي اور اسمیں تنازع البقاء کے قانون کو ایک منظم شکل میں پیش کیا - وہ لکھتا هے که کائنات نباتات همیشه ایک عالم تنازع و مزاحمة اور کشمکش میں هے' اور جو فرد اور قسم اصلح و اقوي هوتي هے' باقي رهتي هے' اور جو اصلح نہیں رهتي مٹ جاتي هے -

(تیسرا دور)

یه انتخاب طبیعي کا دوسرا دور تھا که عالم نباتات میں بھي اس قانون کا کشف هوا - تیسرا دور خود چارلس ڈارون کا هے جس نے اس قوت کے ساتھه مسئله نشو و ارتقاء کو پیش کیا که وہ ایک مدلل و مرتب نظریه بنکر تمام علمي دنیا میں شائع هوگیا - ڈارون نے اپنے نظریه کي بنیاد جو قوانین پر رکھي' ان میں سب سے زیادہ اهم تنازع البقاء اور انتخاب طبیعي هے - اس نے انتخاب طبیعي کو ایک مستقل قانون طبیعة قرار دیا' اور نہایت تفصیل و کثرت سے اسکے امثال و نظائر جمع کیے - اس نے اپني دوسري کتاب کا نام هي یه رکھا که "پیدائش انواع بواسطهٔ انتخاب طبیعي یا بواسطهٔ حفظ انواع اکمل در تنازع البقاء"

ڈارون نے ظاهر کیا که تنازع البقاء جمادات سے لیکر حیوانات تک میں جاري و ساري هے' اور طبیعة اسي درخت اور اسي حیوان کو باقي رکھتي هے جو اصلح و اقوی هو - اس نے تنازع البقاء کي دو حالتیں قرار دیں: فاعلي اور مفعولي - فاعلي سے مقصود وہ کشمکش هے جو حیوانات میں ایک کو دوسرے کے ساتھه در پیش هے اور مفعولي وہ کشمکش هے جو احیاء و حیوانات کو قوائے طبیعة صامته کے ساتھه پیش آتي هے - پھر "انتخاب" کي بھي وہ دو قسمیں کرتا هے - طبیعي اور صناعي - طبیعي اصل انتخاب هے جو خود فطرة بتدریج کررهي هے - اصلح کو باقي رکھتي هے - غیر اصلح کو چھانٹ دیتي هے - صناعي وہ انتخاب هے جو انسان کے هاتھوں ظاهر هوتا هے - وہ طرح طرح کي موثر تدبیروں اور تربیتوں سے ایک نوع کے درخت کو قوت پہنچاتا اور بہتر حالت میں لاتا هے - پس وہ اصلح هوکر حسب قانون طبیعة باقي رهتا هے - یا کسي ایک زمین کو درست کرتا هے' جھاڑیاں کاٹ دیتا هے' خندق کو بھر دیتا هے' اطراف کو صاف کردیتا هے' وہ اصلح هوکر لائق آبادي هوجاتي هے' یا کسي ایک نسل حیواني کو لیکر پرورش کرتا هے' عمدہ آب و هوا میں رکھتا عمدہ غذا کھلاتا' اچھے اصولوں پر پرورش کرتا هے - وہ اصلح هوکر باقي رهتي هے' اور اسکے مقابلے میں غیر تربیت یافته نسل مٹ جاتي هے - وغیرہ ذالك من الامثال و الاشباہ - لیکن آگے چلکر تم کو معلوم هوگا که انتخاب طبیعي اور صناعي کا یه فرق ڈارون کي سخت غلطي تھي - جس انتخاب کو وہ صناعي کہتا هے' وہ کوئي مستقل قسم نہیں هے بلکه اسي انتخاب طبیعي کي ایک قوة عامله هے - طبیعت نے انتخاب کیلیے مختلف عوامل و رسائل قرار دیے هیں' ان میں خود انسان کا هاتھه بھي فطرة کے اعمال کا ایک آله هے - فطرة الهي کبھي تو اسکے هاتھه میں تلوار دیدیتي هے تاکه غیر اصلح هستیوں کو قتل کرکے مٹادے اور اسطرح فطرة کا دنیا میں خلیفه هو' اور کبھي اصلاح و تربیت کي قوت دیدیتي هے تاکه باقي رهنے والي قوتوں کي اصلحیت کا ذریعه بن جاے اور اصلح دنیا میں باقي رهے - خود انسان کوئي چیز نہیں هے - ڈارون انسان تھا - وہ ظن و تخمین سے آگے نہیں بڑھسکا' قرآن العلم هے اور اختلافات کیلیے حکم' وہ اصل حقیقت کو واضح کردیگا - ولتعلمن نبائه بعد حین -

ڈارون کے بعد هي (بلکه کہا جاسکتا هے که تقریباً اسکے معاصرین میں) مشہور "ویلز" هے' جس نے خاص طور پر مسئلهٔ "انتخاب طبیعي" کو اپنے درس و نظر کا موضوع قرار دیا اور مستقل طور پر اس قانون کے کشف و حقیقت کیلیے اپنے اعمال عملیه وقف کردیے - مسلسل سیاحتوں اور بعض غیر آبادیوں اور غیر متمدن ممالک کے مشاهدات نے اسکو بہت مدد دي' اور مختلف قسم کے حیوانات علي الخصوص صنف طیور کا اس نے خاصتاً مطالعه کیا - الهـــلال جلد ۴ - کي آخري اشاعة میں هم به تفصیل اسکے تجارب پر بحث کرچکے هیں - حیوانات و احیاء میں انتخاب طبیعي کے قانون کو جس وسعت کے ساتھه اسنے ثابت کیا هے' وہ درجه خود ڈارون کو بھي نصیب نہیں - سب سے پہلے بقاء امثل و اصلح (نیچرل سلکشن) کي اصطلاح اسي نے وضع کي هے - پس ڈارون اور ویلز انتخاب طبیعي کا تیسرا درجه هیں' جنہوں نے جمادات اور نباتات کے علاوہ خود حیوانات میں بھي قانون انتخاب کي حقیقت و نفاذ کو معلوم کیا -

(چوتھا دور)

لیکن اس دور تک انتخاب طبیعي کا قانون اگرچه عالم حیوانات تک پہنچ چکا هے اور انسان نے دیکھه لیا هے که فطرة جمادات و نباتات کي طرح خود اسکي نوع یعنے حیوانات میں بھي اصلح کو باقي رکھتي اور غیر اصلح کو چھانٹ دیتي هے' تاهم ابتک وہ اس سے آگے نہیں بڑھسکا که حیوانات کا تنازع البقاء مرتبه وجود انساني سے نیچے جاري هے' اور جب نوع حیواني ترقي کرتے هوے وجود انساني تک پہنچ گئي تو چونکه انسان زنجیر ارتقاء کي آخري کڑي هے اسلیے اسکے بعد اور کچھه نہیں هوتا -

ڈارون کے مباحث و مذاکرات کے پڑھنے سے معلوم هوتا هے که وہ صرف انسان کے وجود کي تکوین تک پہنچ کر رک جاتا هے - وہ کہتا هے که دنیا میں مخلوقات کا سلسلهٔ ارتقاء جمادات کي ابتدائي تخلیقات سے شروع هوکر عالم نباتات میں پہنچتا هے' اور نباتات سے حیوانات میں - پھر حیوانات مادہ علقهٔ اولی (پروٹو پلاسم) کے ارتقاء اور مذهب تکوینات [illegible] طرف بھي اشارہ کرتا هے - یه سلسله بڑھتے بڑھتے آخري زنجیر [illegible] پہنچتا هے یعني وجود انسان تک - اس کے بعد وہ بالکل خاموش هے' چونکه سلسلهٔ ارتقاء کو اسکے بعد نہیں دیکھتا' اسلیے [illegible] عوامل و موثرات ارتقاء هیں' مثلاً انتخاب طبیعي و مطابقت و وراثت' انکو بھي وجود انساني کے بعد معلوم [illegible] -

ڈارون کي اصلي غلطي یه تھي که اسنے [illegible] انتخاب طبیعي کو ایک مستقل قانون فطرة کي شکل میں نہیں دیکھا تھا' بلکه اپنے نظریه وحدة انواع (یعنے اصل میں [illegible] ایک هي نوع هے جس سے تمام انواع و عوالم خلقت [illegible] هیں) کے ضمن میں اس قانون کو بھي جگهه دي [illegible] - اس کا مذهب یه تھا که ایک هي نوع سے مختلف انواع اسلیے پیدا هوگئیں که دنیا میں چار قوانین طبیعة: تنازع البقاء' انتخاب طبیعي' مطابقت' اور وراثت کام کررهے هیں' اور جس طرح [illegible] کا عمل اور صناعة مفید و نافع چیز کو چھانٹ لیتا اور بچاتا هے' [illegible] مضر اور ناقص کو چھوڑ دیتا هے' ٹھیک ٹھیک اسي طرح طبیعة بھي اصلح کو باقي رکھتي اور غیر اصلح کو ضائع کردیتي هے - پس ایک هي نوع به تحت قانون مطابقت و وراثت' مختلف [illegible] زمین و احتیاجات خلقت و تلاش غذا وغیرہ سے متاثر هوکر بتدریج متغیر هوئي' تنازع البقاء جاري تھا' انتخاب طبیعي نے اصلح و اقوی کو باقي رکھا' غیر اصلح کو ضائع کردیا - نتیجه یه نکلا که نوع کا اصلح وجود برابر قائم و ترقي فرما رها - حتی که خلقت کي آخري زنجیر تک پہنچا جو انسان هے -

حالانکه "انتخاب طبیعي" کا قانون ایک مستقل دستور فطرة هے' جو مسئلهٔ وحدت انواع کا تابع نہیں' اور اگر ایک نوع کي [illegible] مستقلاً هر نوع کو ایک علحدہ نوع بھي مان [illegible]

جب بھي قانون انتخاب طبيعي کي حقيقت بدستور قائم رهتي هے' اور وہ هر حال ميں ايک محکم و ناقابل انکار حقيقت هے - بهرحال ڈارون تک انتخاب طبيعي عالم حيوانات تک ميں تو معلوم هوگيا مگر خود انسان کے وجود' اسکے اعمال' اور فرد و اجتماع کي کشاکش و مزاحمة کي حقيقت پر کوئي روشني نهيں پڑي - اس حد تک پهنچکر قدرتي طور پر يه سوال پيدا هوتا تها که يه تنازع البقاء' يه فطرة کا انتخاب' يه قوة مصلحة و مدبرۂ عالم کا حفظ اصلح و دفع افساد' کيا صرف پتهروں' مٹي کے منجمد ٹکڑوں' درختوں کي جڑوں اور چار پايوں اور چڑيوں هي تک محدود هے' يا تنازع البقاء خود انسان کي زندگي اور اعمال کے اندر بهي جاري هے اور اصلح باقي رهتا هے اور غير اصلح فنا هو جاتا هے؟ پهر کيا يه ممکن هے که فطرة چڑيوں اور چار پايوں ميں سے تو اصلح کو انتخاب کرلے' مگر خود انسان کيليے اسکا قانون انتخاب بيکار هو؟

ڈارون کے بعد جس شخص نے انتخاب طبيعي کو نسبتاً زياده وسيع دائره ميں ديکهنا' چاها' وہ پروفيسر "هيگل" هے' جو مذهب ڈارون کے مشهور منتصرين ميں سے هے' تاهم کوئي مدلل وسعت پيدا نهو سکي' کيونکه سب سے زياده توجه اسکي قانون وراثت و مطابقة پر رهي - ساتهه هي اس نے تنازع البقاء کا دائره ايک لحاظ سے تنگ بهي کرديا - وہ کهتا هے که تنازع البقاء اس لحاظ سے که ايک وجود دوسرے وجود کا مقابله کر کے بوجه اصلحيت اسکو فنا کردے' صرف ذي روح اجسام هي ميں محدود هے - حالانکه هيگل سے پہلے هم انتخاب طبيعي کو تمام کائنات عالم ميں کام کرتا هوا ديکهه چکے هيں -

(آخري درجۂ کشف و تحقيق)

اب اسکے بعد حکماء يورپ همکو دو گروهوں ميں منقسم نظر آتے هيں - ايک گروه نے اپنا قدم آگے بڑهايا اور اس حقيقت کو واضح کرنے کي کوشش کي که سلسلۂ ارتقاء انسان تک پهنچنے کے بعد معدوم نهيں هوگيا' بلکه خود انسان ميں بهي جاري هے اور تمام قوانين طبيعة مثلاً انتخاب طبيعي وغيره بدستور کار فرما هيں - دوسري جماعت نے اس سے انکار کيا - اسنے کها که اب عالم عضوي ميں ارتقاء کے هونے کا کوئي ثبوت نهيں - صرف تحول و تبدل هم ديکهه رهے هيں - يه آخري جماعت "مذهب تحول" کے نام سے مشهور هوئي - اور پهلي "مذهب ارتقاء" کے نام سے -

پروفيسر هيگل پهلي جماعت ميں سے هے' مگر زياده قوت کے ساتهه آگے بڑهنا نهيں چاهتا - انگلستان ميں سب سے بڑا شخص جس نے تنازع البقاء اور انتخاب طبيعي کو وسعت ديکر چوتهے مرتبه ميں پهنچا ديا' وہ مشهور حکيم هربرٹ اسپنسر هے - اس نے مسئله ارتقاء پر بالکل ايک نئي قسم کي نظر ڈالي' عوامل ارتقاء کو خود انسان کي اجتماعي اور قومي زندگي ميں نافذ و جاري قرار ديا' اور انسان کي پوري اجتماعي زندگي کو قوانين ماديۂ طبعية پر مرتب کرديا - اس بارے ميں اسکي کتاب "اصول سوشيالوجي" ايک انقلاب آفرين کتاب سمجهي جاتي هے -

اسپنسر کهتا هے که خود انسان کي اجتماعي زندگي' اقوام کي پيدايش و موت' تمدن و تهذيب کا عروج و زوال' اور نيز اهيئۃ اجتماعيه کي هر شاخ اسي قانون کے ماتحت هے - يهاں بهي هر جگه تنازع البقاء جاري هے - جماعتوں کا مقابله هے' اصولوں کا مقابله هے' صناعتوں کا مقابله هے' علوم کا مقابله هے' تمدن و شايستگي کا مقابله هے' دولت و اقتصاد کا مقابله هے' پهر زندگي اسي کيليے هے جو اصلح هے اور طبيعة باقي اسي کو رکهيگي جس ميں قوت هے

اسپنسر کے علاوه اس عهد ميں اور بهي بعض مصنفين ايسے ملتے هيں جنهوں نے تنازع البقاء اور انتخاب طبيعي کے قانون کو حيوانات و اجسام کے علاوه ذهنيات و معنويات ميں بهي ديکهنا چاها تها - ازانجمله علم طبقات الارض کا ايک مشهور پروفيسر چارلس لائل هے' جس نے سنه ۱۷٦۰ ميں اپنی کتاب "قدامت جنس بشري" شائع کي' اور اس ميں قانون تنازع البقاء و انتخاب طبيعي کو دنيا کی تمام زبانوں اور لغتوں پر منطبق کرنا چاها - اس نے کتاب کا مواد زياده تر مشهور ماهر علم اللسان ميکس ملر سے ليا هے اور دعوا کيا هے که دنيا کي زبانوں کے اندر بهي تنازع البقاء جاري هے - جو زبان اصلح هے باقي رهتي هے' غير اصلح مٹ جاتي هے - يه گويا انتخاب طبيعي کا عالم معنويات ميں مشاهده تها' اور اس اعتبار سے بلاشبه پروفيسر موصوف کو ايک مخصوص مزيت حاصل هے -

لائل نے اپني کتاب ميں اُن اعتراضات کا جواب بهي ديا هے جو مذهب ارتقاء پر کيے جاتے هيں اور سب کي مثاليں علم اللسان سے پيش کي هيں - ايک مشهور اور بڑا اعتراض يه هے که سلسلۂ ارتقاء کي متعدد درمياني کڑياں هيں جو نهيں ملتيں - لائل کهتا هے که هاليند کي زبان کو ديکهو جو انگريزي اور جرمن زبان ميں ايک درمياني کڑي کا درجه رکهتي هے - اگر زبانوں کے تنازع البقاء ميں يه زبان فتح مند نهوئي اور اسليے بوجه غير اصلحيت مٹ گئي' تو عجب نهيں که ايک زمانه آئے جب علماء علم اللسان کهيں که جرمن اور انگريزي زبان ميں کوئي باهمي تعلق نهيں کيونکه دونوں کا درمياني ٹکڑه نهيں ملتا -

لائل کے علاوه جرمني کا ايک اور محقق شلائخر بهي اس سلسله ميں قابل ذکر هے جس نے خاص اسي موضوع پر ايک کتاب لکهي اور سنه ۱۸٦۳ ع ميں شائع کي - کتاب کا نام اسکے موضوع کو ظاهر کرتا هے - يعني "مذهب ڈارون و علم اللغات" اس کتاب ميں اس نے ظاهر کيا هے که تمام لغات عالم مذهب ڈارون کے مطابق پيدا هوئي هيں' مقابله اور کشمکش ميں هيں' پهر طبيعت انتخاب کرتي هے' اصلح رهتي هے' غير اصلح مٹ جاتي هے -

(حکماء جرمني کا جديد دور)

ان تمام لوگوں نے قانون انتخاب طبيعي کو اجسام و حيوانات سے بڑها کر اجتماعييات و معنويات تک پهنچا ديا' ليکن في الحقيقة اس مسئله کي تحقيق و کشف کا آخري درجه جرمني کي ع پرور و انقلاب آفريں سر زمين کيليے مخصوص تها جسکے اندر گذشته قرن کے اندر چند ايسے افراد عاليه و افکار مجدده پيدا هوے جنهوں نے قانون انتخاب طبيعي کو بالکل ايک نئي کائنات ع و تحقيق تک پهنچاديا - اس مسئله کا يه آخري دور هے' اور يهاں تک پهنچکر انسان نے جو کچهه اس بارے ميں سمجها هے' گويا اسکا منتهاے علم هے -

يه آخري دور ڈاکٹر لوئس بخنر سے شروع هوتا هے جس نے شهر اورنبرگ کي يونيورسٹي ميں مسلسل چهه لکچر مذهب نشو ارتقا پر ديے' اور سنه ۱۸۷۵ع ميں ان کا مجموعه چهپ کر شائع هوا هماري اس تحرير کا تاريخي حصه اسي سے ماخوذ هے - بخنر اسپنسر کے همقدم هوکر کائنات عالم کي هر خلقت اور خود انسان کي اجتماعي زندگي کي هر شاخ پر تنازع البقاء کو منطبق کيا هے

بخنر کے بعد جرمني کے علمي حلقوں ميں برابر اس مسئلا درس و مطالعه جاري رها - يهاں تک که تاريخ علم و حکمت انسان کا وہ سب سے بڑا شخص پيدا هوا جس کے آگے يونانيوں کا دور علم اور يورپ کي تمام کائنات فکر گرد هوگئي' يعنی مز پروفيسر نيشے (Nietzsche) اس عجيب و غريب حکيم نے دنيا پوري کائنات علم و فلسفه کو يکسر منقلب کرديا' اور جن اصولوں

آج تک تمام ممالک متمدنہ اپنے ارتقاء علمي کا آخري مرتبہ سمجھتے تھے' اس نے ثابت کردیا کہ وہ ادنی ترین مرتبۂ وہم و ضلالت ہے -

ازآنجملہ مذہب ارتقاء ہے - وہ انسان کے ارتقاء و تسلسل اجتماعي و مدني کا قائل نہیں' بلکہ مذہب دور کو از سر نو قائم کرتا ہے یعني کہتا ہے کہ ترقي کے بعد پھر تنزل شروع ہوتا ہے اور تنزل کے بعد پھر ترقي شروع ہوتي ہے - لیکن ساتھہ ھي انتخاب طبیعي اور بقاء اصلح کے ماتحت انسان کي اجتماعي و قومي زندگي کو اس قدر شرح و بسط اور دلائل و حقائق کے ساتھہ دیکھتا ہے کہ قدماء میں سے کسي کو بھي یہ درجہ نصیب نہیں -

نیشے کے علاوہ جرمني کے جدید حکماء میں ایک عظیم الشان شخص ٹریشکے (Treitschke) (۱) بھي گذرا ہے جس نے گو کوئي کتاب یادگار نہیں چھوڑي مگر اپنے دروس و خطبات میں مسئلہ بقاء اصلح کو انسان کي حیاۃ اجتماعي پر نہایت وسعت کے ساتھہ منطبق کیا -

(حاصل صحبت)

قانون انتخاب طبیعي کے مختلف دوروں اور انساني علم کے منتہاے تحقیق کي یہ مختصر سرگذشت ہے ' انسان ہزاروں برس تک انتخاب طبیعي سے بالکل بے خبر رہا - پھر سب سے پہلے جمادات و نباتات اور عام اجسام حیہ میں تنازع البقاء اور انتخاب طبیعي کو اس نے معلوم کیا ' اور عرصہ تک اسي پر قانع رہا - وہ دنیا کي ہر چیز میں تنازع البقاء کي جنگ کا تماشہ دیکھتا مگر خود اپنے وجود اور اپنے اعمال حیات کي طرف اسے بالکل بیخبر تھا کہ خود اسکے اندر کیا ہو رہا ہے ؟ وہ درختوں ' چڑیوں ' رینگنے والے کیڑوں کا مطالعہ کرتا اور کہتا کہ انتخاب طبیعي کا اخذ و دفع جاري ہے اور فطرۃ اصلح کو باقي رکھتي اور غیر اصلح کو ہلاک کر دیتي ہے' پر کبھي خود اپنے وجود کو نہیں دیکھتا کہ یہاں بھي کس طرح اصلح باقي رہتا اور غیر اصلح مٹ جانے کیلیے چھوڑ دیا جاتا ہے ؟ یہ خود فراموشي انسان کي ایک عام غلطي ہے' اور اسکي نظر و فکر کے تمام دائروں میں نظر آتي ہے -

لیکن پھر وہ آگے بڑھا ' اور اس نے دیکھا کہ خود انسان کي اجتماعي زندگي بھي اسي قانون کے ماتحت ہے - اسپنسر نے اسکے لیے قدم اٹھایا اور ٹریشکے اور نیشے نے اس مطالعہ کو آخري مرتبۂ کشف و بحث تک پہنچایا - لیکن تاہم یہ آخري مرتبہ بھي صرف اس حد تک پہنچکر رہگیا کہ انسان کي اجتماعي زندگي میں بقا قوي و صحیح کیلیے ہے - لیکن یہ حقیقت کہ کیا انفرادي حالت میں بھي بقاء اصلح کا قانون کام کرتا ہے ؟ تو اس کے جواب سے تمام مجمع انساني خاموش ہے - پھر سب سے زیادہ اہم اور ضروري سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تم زندگي اور بقاء کو " اصلح " کیلیے قرار دیتے ہو' لیکن " اصلح " اور " اصلاح " کي حقیقت کیا ہے ؟ اور اصلحیت کے حصول کے صحیح اصول کیا ہیں ؟ اس سوال کے جواب میں یا تو خاموشي ہے' یا پھر اختلافات و نزاعات' ظنون و اوہام' تخمین و قیاسات ہیں - سب سے زیادہ بہتر جواب دینے کي نیشے نے کوشش کي ہے ' مگر آگے چلکر تم کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ بھي نہیں بتلا سکتا کہ " اصلح " کي اصل حقیقت کیا ہے ؟

ان مراتب و توضیحات کے بعد ہم بالکل مستعد ہوگئے ہیں کہ مسئلہ بقاء حق کي تیسري صحبت شروع کریں' اور دیکھیں کہ یہ سب کچھہ تو انساني علم کي انتہا تھي' مگر قران حکیم یعنے " العلم " کیا بتلاتا ہے ؟

[۳]

القران الحکیم

(حقیقت حق و باطل)

دنیا اور دنیا کي تمام مخلوقات اور انکے اعمال و نتائج پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو سب سے پہلے ہم کو اعمال ہستي کے اندر متضاد اور باہمدگر مخالف حقیقتوں کي دو صفیں نظر آتي ہیں' جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنے اپنے آثار و خواص کے ساتھہ موجود ہیں اور تمام اعمال حیات انہي کے ملنے اور الگ ہونے ' جڑنے اور ٹوٹنے ' متحد ہونے اور متخالف ہونے ' ٹکرانے اور ایک دوسرے پر گرنے' اور پھر باہم متضارب و متصادم ہونے سے عبارت ہیں - ہستي کا کوئي گوشہ نہیں جس میں متضاد قوتوں کي کشاکش نظر نہ آتي ہو - دنیا نام ہي اس کشاکش قواء متضادہ کا ہے - یعني دو باہم لڑتي ہوئي مخالف قوتوں کے آثار و خواص دنیا کي ہر چیز میں نظر آتے ہیں -

ان متضاد حقیقتوں اور حالتوں کو مختلف دائروں میں آکر ہم مختلف ناموں سے پکارتے ہیں - سب سے پہلا نام انکا "کون و فساد" ہے - یعني ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں اشیا کا بننا' سنورنا' درست ہونا ہے' یا انکا بگڑنا ' بکھرنا ' معدوم ہونا ہے - بننا تکوین ہے اور بگڑنا فساد - اسکے بعد ہم فلسفہ و نظریات حکیمہ میں آتے ہیں تو ہمکو " وجود و عدم " کي اصطلاح معلوم ہوتي ہے - یہ بھي انہي دو حقیقتوں کي تعبیر ہے - فلسفہ بتلاتا ہے کہ دنیا میں وجود و عدم کا سلسلہ برابر جاري ہے - چیزیں مختلف صورتوں میں وجود پاتي ہیں' اور پھر انکي صورتیں معدوم ہوجاتي ہیں - تکوین صور وجود ہے اور اعدام صور عدم - علوم مادیہ میں انہي حقیقتوں کو دوسرے ناموں سے پکارتے ہیں - علم کہرباء (الکٹرسٹي) میں انہي کا نام منفي و مثبت ہے - یعني ایک قوت نفي کي ہے ایک اثبات کي - طبعیات میں انہي کا نام جذب و دفع ہے - اسي کو ایجاب و سلب بھي کہتے ہیں -

اخلاق میں آکر یہي دو حقیقتیں ہیں جنکو تعمیر و تخریب سے تعبیر کیا جاتا ہے - یعني بنانا اور خراب کرنا - پھر جب کچھہ اور آگے بڑھتے ہیں تو کون و فساد کے یہي دو چہرے ہیں جو خیر اور شر' نیکي اور بدي' روشني اور اندھیاري کے نقابوں میں اپني نمایش کرتے ہیں اور انکو نئے ناموں سے پکارا جاتا ہے - لیکن خواہ کتنے ہي مختلف ناموں سے پکارا جاے' در اصل حقیقت ایک ہي ہے ' اور مختلف علوم میں آکر انساني علم نے انکے مختلف نام رکھدیے ہیں -

اور آگے بڑھو اور دیکھو کہ یہي دو حقیقتیں اور کن کن شکلوں میں موجود ہیں اور کام کر رہي ہیں ؟ تمام اجسام و وجود پر نظر ڈالو اور دیکھو کہ دنیا کي تمام موجودات میں یا قوت ہے یا ضعف' یا قوي ہے یا ضعیف' یا سالم ہے یا ناقص' یا عدل ہے یا انحراف ' سو یہ بھي في الحقیقت وہي دو مختلف حالتیں ہیں جنکو پہلے مختلف ناموں سے پکار چکے ہو -

جسم کیلیے تم کہتے ہو کہ صحت و تندرستي ہے اور بیماري و ناخوشي ' جذبات و حسیات میں کہتے ہو کہ لذت ہے یا الم ' خوشي ہے یا غم' اشک حسرت ہیں یا تبسم عیش -

ان سب سے بھي بڑھکر تمہاري عام اصطلاح یہ ہے کہ ایک حالت کو " موت " کہتے ہو' اور ایک حالت کو " زندگي " زندگي تمہارا عشق عمل ہے ' اور موت تمہارے لیے پیام یاس -

سو یہ بھي في الحقیقت وہي دو مختلف حالتوں کي صفیں ہیں جو اس رنگ میں بھي آگئي ہیں ' اور پہلے انکو اور شکلوں میں تم پہچان چکے ہو -

(۱) جرمن زبان میں عموماً ٹي غیر ملفوظ ہوتا ہے اور سي ایچ کا تلفظ اکثر اوقات ش سے کرتے ہیں - غالباً اس نام میں بھي ٹي پڑھا نہیں جاتا - لوگ انگریزي ترکیب سمجھکر غلطي نہ کریں -

اب آؤ آگے بڑھو - تم انسان ھو اور اسلیے ان متضاد حقیقتوں اور حالتوں کو اس سے زیادہ نہ دیکھہ سکے' لیکن قرآن حکیم آگے بڑھتا ھے اور ان متضاد حالتوں کو زیادہ وسیع ' زیادہ احاطہ کن ' اور زیادہ حقیقت نرما اصطلاحوں سے موسوم کرتا ھے - تم کہتے ھو کہ تکوین ھے اور افساد ' وجود ھے اور عدم ' تعمیر ھے اور تخریب ' بناو ھے اور بگاڑ ' ضعف و نقص ھے اور قوت وکمال ' عدل ھے اور انحراف ' موت ھے اور زندگي ' قرآن حکیم کہتا ھے کہ حق ھے اور باطل ' اصلاح ھے اور افساد ' ھدایت ھے اور ضلالت ' معصیت ھے اور تقوی ' اطاعت ھے اور طغیان ' حسنات ھیں اور سیئات ' اور پھر ان سب سے بڑھکر اور ان سب سے جامع و مانع " اسلام " ھے اور " کفر " -

جس طرح تم کائنات ھستي کے ھر عمل میں بناؤ دیکھتے ھو اور بگاڑ ' اجسام و وجود میں قوۃ دیکھتے ھو اور ضعف ' حسیات میں الم دیکھتے ھو اور لذت ' اپني حیاۃ جسماني میں عدل مزاج کو دیکھتے ھو اور انحراف کو ' پھر کہتے ھو کہ یہ تندرستي و بقاء ھے اور وہ بیماري و ھلاکت - ٹھیک ٹھیک اسي طرح قرآن حکیم کہتا ھے کہ ھدایت ھے اور ضلالت ' معصیت ھے اور تقوی ' سعادت ھے اور شقاوت - پھر جسطرح تم کہتے ھو کہ ضعیف مٹ جائیگا اور بیمار مر جائیگا - طاقت و صحت باقي رکھتي ھے اور کمزوري و بیماري ھلاک کردیتي ھے - ٹھیک اسي طرح وہ کہتا ھے کہ باطل مٹ جائیگا اور گمراہ ھلاک ھوگا ' ھدایت انسان کو باقي و قائم رکھتي ھے اور ضلالت ھلاک کرتي ھے - عمل صالح صرف بقاؤ فتح کیلیے ھے اور عمل مفسد فنا و خسران کیلیے !

تم اپنے محدود علم میں صرف اتنا جانتے ھو کہ طاقت و صحت اور ترقی و توفق زندگي کو بڑھاتا اور نقصان و ھلاکت سے بچاتا ھے ' لیکن " العلم " اور " البصائر " یعني قرآن بتلاتا ھے کہ صرف اتنا ھي نہیں بلکہ اور آگے بڑھو اور یوں بولو کہ عمل صالح و حق باقي رکھتا اور طاقت بخشتا ھے ' اور عمل غیر صالح فنا کرتا اور نقصان و کمزوري پیدا کرتا ھے - وہ کہتا ھے کہ تم اتنے سارے لفظ نہ بولو اور ایک ھي حقیقت کو بہت سي شکلوں میں دیکھکر گم نہو جاؤ - بلکہ صرف ایک ھي لفظ بولدو - دنیا میں یا حق ھے یا باطل ' یعني یا قوت ھے یا ضعف - حق باقي رھیگا اور باطل تباہ و ھلاک ھوگا - یعني طاقت باقي رھیگي اور کمزوري تبدیل ، موت تک پہنچکر فنا ھو جائیگي -

تم کہتے ھو کہ دنیا میں انتخاب طبیعي یا بقاء اصلح کا قانون جاري ھے ' اور کائنات ھستي کے تمام وہ انقلابات و تغیرات اسي کا نتیجہ ھیں جن میں وجود اور اعدام ' غلبہ اور انہزام ' اور زندگي اور موت کا سلسلہ ھمیں نظر آتا ھے - یہ بالکل سچ ھے مگر پھر تم کیوں نہیں آگے بڑھتے اور کیوں نہیں تسلیم کرلیتے کہ یہي انتخاب فطرۃ کا قانون ھے جو حق کو باقي رکھتا ھے اور باطل کو فنا کرتا ھے ؟

اصطلاحات کے اختلاف نے کس طرح حقیقت کو پیچیدہ بنادیا ھے ؟ تم جب کبھي قانون انتخاب طبیعي پر بحث کرتے ھو اور کہتے ھو کہ بقاء اصلح کیلیے ھے ' تو یہ نہیں جانتے کہ ٹھیک ٹھیک اسي حقیقت کا اقرار کررھے ھو جسکو قرآن حق و باطل اور اسلام وکفر کے نام سے پیش کرتا ھے - تم کہتے ھو کہ ضعف ونقص فنا ھوگا - طاقت اور اصلحیت باقي رھیگي - قرآن کہتا ھے کہ یہي شے جس کو تم ضعف کہتے ھو میري زبان میں باطل اور کفر ھے ' اور وہ اس سے کہیں زیادہ وسیع ھے جتنا تم سمجھتے ھو - پس بقاء طاقت کیلیے ھے - طاقت صرف حق ' سچ ' عدل ' اور عمل صالح میں ھے - وہ باقي رھیگا ' اور جو اسکے مقابلے میں اٹھیگا فنا ھو جائیگا -

(انتخـــاب طبیعـــي اور قرآن حکیـــم)

اب ھر طرف سے ھٹ کر سب سے پہلے قرآن حکیم اور العلم حقیقي کے سامنے مسئلۂ انتخاب طبیعي کو عرض کرو - قرآن حکیم نے صاف صاف اس تنازع البقاء اور انتخاب طبیعي کے قانون کو جا بجا واضح کیا ھے اور وہ بقاء اصلح و امثل کو ایک قانون الہي اور امر مقدر قرار دیتا ھے - چونکہ آگے چلکر تمام آیتوں کي تفسیر ھوگي ' اسلیے یہاں صرف ایک آیت کریمہ پر اکتفا کیا جاتا ھے ' سورہ رعد میں فرمایا :

انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرھا فاحتمل السیل زبدا رابیا و مما یوقدون علیہ في النار ابتغاء حلیۃ او متاع زبد مثلہ کذالک یضرب اللہ الحق والباطل ' فاما الزبد فیذھب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث في الارض ' کذالک یضرب اللہ الامثال للذین استجابوا لربھم الحسنی (۱۳ : ۱۷)

اللہ نے آسمان سے پاني برسایا پس اپني اپني گنجائش کے مطابق زمین کے نالے پاني سے بھر گئے اور بہہ نکلے - ساتھہ ھي زور و شور سے پاني کي رو گرنے لگي اور پاني کي سطح جھاگ سے بھر گئي - اب دیکھو کہ کس طرح پاني کي رو جھاگ کو بہا لیجا رھي ھے اور صرف بقدر ضرورت پاني نیچے باقي رھگیا ھے ؟ اسي طرح اس وقت بھي جھاگ اٹھتي ھے جب آگ پر صفائي کیلیے سونے کو اور اور طرح طرح کي چیزوں کو تم رکھتے ھو اور تپاتے ھو - میل کٹ کٹ کر نکل جاتا ھے اور خالص اور صاف سونا باقي رھجاتا ھے - ٹھیک ٹھیک یہي مثال حق اور باطل کي ھے - پس جو چیز محض جھاگ ھے ' وہ بہہ کر رائگاں جائیگي اور اسکو بقا و زندگي نہیں دي جائیگي ' لیکن جو چیز نفع اور فائدہ دینے والي ھے اور اسلیے نافع وجود کا حکم رکھتي ھے ' وہ زمین پر باقي و قائم رھیگي - اسي طرح اللہ تعالی سعادت و بقاء حیاۃ کي حقیقتوں کو مثالوں کي دانائي میں سمجھاتا ھے تاکہ اطاعت فرمایان حق نصیحت پکڑیں -

یہ آیۃ کریمہ عجیب و غریب ھے اور چند جملوں کے اندر اعجاز الہي و بلاغت رباني نے ایک کائنات حقیقت اور دنیاء معارف کو بھر دیا ھے - آگے چلکر اسکي تفصیل آئیگي - مگر یہاں چند امور پر غور کرو :

(۱) اس آیۃ میں اللہ تعالی نے صاف صاف واضح کردیا ھے کہ دنیا میں بقاے وجود کیلیے اللہ تعالی کا کونسا قانون کام کررھا ھے ؟ پھر بتلا دیا ھے کہ وہ انتخـــاب طبیعي اور بقاء اصلح ھے -

(۲) فرمایا اسکي مثـال یوں ھے کہ پاني برسا اور زور سے نالے ' ندیاں ' اور وادیاں بہنے لگیں - پاني کے زور سے جھاگ پر جھاگ اٹھہ رھي ھے اور ابل ابل کر اطراف میں پھیل رھي ھے - لیکن دیکھو کہ پاني کي رو جھاگ کو کس طرح بہاکر لیجاتي ھے جو بیکار اور لا حاصل ھے ' اور کس طرح پاني جو مفید ' ضروري نافع ' اور بقدر ضرورت حصہ رھیں جم کر رہ جاتا ھے ؟ اسکے بعد اس حالت کو اس وقت دیکھو جبکہ کھوٹ اور میل صاف کرنے کیلیے کسي چیز کو آگ پر تپاتے ھو - اسوقت بھي میل کٹ کٹ جھاگ کي صورت میں نکل جاتا ھے اور اگر سونا ھے تو صاف مجلي اندر رھجاتا ھے -

(۳) پس یہ جو کچھہ ھورھا ھے سو کیا ھے ؟ فرمایا کہ یہ اللہ کا قانون ھے کہ و اما ماینفع الناس فیمکث في الارض - یعني جو چیز میں نفع اور فائدہ ھے وھي زمین پر رھیگي ' اور جو نافع نہ ھے وہ جھاگ اور میل کي طرح چھانٹ دي جائیگي - اسکو زندگ

نہیں ملسکتي' اور یہ کبھي نہیں ہوسکتا کہ پاني کي طرح جھاگ کو اور سونے کي طرح میل کو بچا کر رکھا جاے -

(۴) اسکے بعد کیسے واضح لفظوں میں فرمایا کہ کذالك یضرب الله الحق و الباطل - حق اور باطل کي یہ مثال ہے : فاما الزبد فیذهب جفاء - پس جھاگ جو نافع نہیں ہے وہ باطل ہے ' باطل بہہ جائیگا ' چھانٹ دیا جائیگا - فنا ہو جائیگا ' حق وہ ہے جسکي تعریف ما ینفع الناس کے لفظوں سے سمجھہ لو - یعني وہ چیز جو نافع ہے ' اور اسلیے اصلح اور امثل و اوفق ہے - پس رہي باقي رهیگي اور باقي رکھي جائیگي -

(۵) انتخاب طبیعي اور بقاء اصلح کي صحیح حقیقت یہي ہے - اور اس آیت نے صاف صاف طور پر واضح کردیا ہے کہ بقاء حق اور فناء باطل اسي قانون کا ظہور ہے -

اگر تم کہو کہ تنازع البقا کي اسمیں صراحت نہیں تو اسکے لیے سورۂ بقرہ کو پڑھو - فرمایا :

ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن الله ذو فضل على العالمين (۲ : ۲۵۲)

اور اگر الله ایسا نہ کرتا کہ بعض انسانوں کے ذریعہ بعض کو دفع کراتا تو زمین تباہ ہوجاتي لیکن الله کي حکمت کائنات کیلیے فضل و احسان ہے وہ وہ فساد کو اصلاح سے دور کراتا ہے -

اس آیۃ کریمہ میں صاف صاف واضح کردیا کہ اگر ایک گروہ کے ذریعہ دوسرے کو دفع نہ کیا جاتا تو زمین میں اصلاح باقي نہ رہتي اور وہ صرف نقص اور فساد کا گھر بنجاتي - خدا تعالی کي حکمت نے تنازع البقاء کے ذریعہ ایک سے دوسرے کو دفع کرایا اور یہي قوۃ دافعۂ فساد بقاء اصلح و امثل کا ذریعہ ہے - پس یہ بڑي هي حکمت اور عدل فرمائي ہے کہ اس نے تنازع حیات میں طاقت و اصلح کو دفع و غلبہ کا ذریعہ بنایا تا کہ صرف صحت هي دنیا میں باقي رہے - یہي چیز ہے جسکو ڈارون نہ پا سکا اور جسکے لیے جرمنی کا حکیم اعظم " نیشے " بیقرار ہے مگر اپنے سامنے نہیں پاتا -

اب تمام مقدمات ختم ہوگئے - آیندہ صحبت سے اصل مبحث شروع ہوگا اور وہ اسقدر اهم و اعظم ہے کہ اگر بہتر طریقہ سے صاف ہوگیا تو دو تہائي قران حکیم کي نفسیر ایک هي مضمون میں ہوجائیگي -

شــرح مــوطــا

حضرت شاہ ولي الله رحمۃ الله علیہ نے موطاء امام مالک کي شرحین عربي اور فارسي میں لکھي هیں - " مصفی " اور " مسوی " - دونوں چھپ چکي هیں مگر کم یاب هیں - میرے پاس شرح فارسي مطبوعہ اور عربي قلمي موجود تھي لیکن اب تلاش کرنے سے معلوم ہوا کہ یا تو کوئي صاحب لیگئے یا بمبئي میں ضائع گئیں - اگر کسي صاحب کے پاس هوں اور وہ فروخت کرنا چاهیں تو دفتر البلاغ کو اطلاع دیں - (ابو الکلام)

نقشۂ جنگ

(گریٹ یورپین وار میپ) (اور ایڈیٹر الہلال کی راے)

عام تعلیم کے فقدان کیوجہ سے جغرافیہ و تقویم بلدان کی واقفیت عام اردو خوان پبلک کو بہت کم ہے اور اس لئے واقعات عالم کے اخبار و حالات کو وہ پوری صحت کے ساتھ سمجھ نہیں سکتے علے الخصوص موجودہ عالمگیر جنگ کی خبروں کے صحیح اندازہ تو میراث کے کمی ہی نہیں کر یورپ ایشیا اور افریقہ کے تمام بحر و بر اور ان کے حدود و علایق پیش نظر ہوں اس بنا پر منشی محبوب حسن صاحب کی جانفشانی قابل داد ہے کہ انہوں نے ایک نہایت عمدہ اور مکمل نقشہ اردو و انگریزی میں مرتب کیا ہے اور اس میں پوری احتیاط و پابندی اصول نقشہ نویسی سے کام لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص کے لیے بھی ضروری ہے کہ اس نقشہ کی ایک ایک کاپی ضرور لیں اور اپنے سامنے لٹکا دیں موجودہ خونریز جنگ دنیا میں جو انقلاب پیدا کرینگے اس کے اجمال کی یہ نہایت عمدہ شرح ہے - قیمت بغیر رنگ ۸ رنگین ۱۲ فولڈنگ کتاب کی شکل خوبصورت پاکٹ بک سائز ۱ علاوہ محصول ڈاک - فقیر ابو الکلام -

نقشہ کا سائز ۲۶ × ۳۰ انچ ہے -

ایم حسن برادرس نمبر ۲ نواب عبداللطیف لین کلکتہ

اسئلۃ واجوبتها

حکم رضاع و محرمات رضاعۃ

(از جناب مولوي حکیم غلام غوث صاحب - خانپور)

جناب اعلی و اقدس تحیۃ و تسلیم -

یہ استفتا .... بھیجا گیا تھا .... نے در مختار کي ایک عبارت کا ٹکڑہ لکھکر فتوی دیا ہے کہ " ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت نہیں ہے ' اور صرف ایک عورت کا قول معتبر نہیں ہے - اوسکے قول سے حرمت رضاعت ثابت نہوئي ' پس نکاح دونوں میں جائز ہے - یعنے بھائی کی لڑکي اور بہن کے لڑکے کا نکاح باهم درست ہے " تم کلامہ -

اور ہمکو ضرورت ہے دلائل اور احادیث کي - رضاعت میں دودھ کی مقدار کیا ہے ؟ اصلي علت و مصلحت حرمت کیا ہے ؟ کن روایات صحیحہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے جو جواب میں ظاہر کیا گیا ہے ؟ ساٹھہ برس کي عورت' اونیس سال سے بیوہ ' کیا اوس سے دودھ آنا ممکن ہے ؟ اگر ممکن ہے تو حرمت رضاعت میں اوسکو دخل ہے یا نہیں ؟

آپکا مطالعہ وسیع اور اجتہاد قوي ہے ' اسلیے عرض ہے کہ تشریح کے ساتھہ آگاهي بخشیں ' اور اس مسئلہ پر تشریح کے ساتھہ سنکر عمل کرنا ہے -

اگر جواز کا مسئلہ طمانیت بخش نہ ملا ' تو شاید وہ کہیں لڑکي بیاهینا نہیں - دیوبند سے جواب آ گیا ' لیکن ضرورت تفصیل کی باقی ہے -

(استفتا)

کیا فرماتے هیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کي لڑکي اور اوسکي حقیقي بہن کا لڑکا ہے - یہ تو ظاهر ہے کہ انکا نکاح جائز ہے ' مگر بات یہ آ پڑي ہے کہ اوس شخص کي رهي بہن جسکا لڑکا ہے مرگئي ' اور وہ بچہ دودھ پر تھا - پرورش کے لیے ایک ایسي عورت کو سونپا گیا جسکي عمر ساٹھہ برس سے متجاوز اور ۱۹ سال سے بیوہ تھي - یہ عورت لڑکي والے اور اوسکي بہن لڑکے والي کي بھي والدہ ہے !

بچہ کو دودھ مختلف عورتیں پلاتي رهیں - اب نکاح ہونے کي بات سنکر اوسي اونیس سال کي بیوہ عورت نے ظاهر کیا ہے کہ یہ بچہ میرے پستان چوسا کرتا تھا - دودھ تو نہیں آتا تھا ' مگر پاني نکلتا تھا -

اور یہ بھي ہے کہ رهي بیوہ عورت جو لڑکي اور لڑکے کے ماں باپ کي والدہ ہے یہ پیوند نہیں چاهتي - دوسري جگہ کے لیے اسکا اصرار ہے اور انکا انکار -

مشرح جواب کي بدلائل عقلي و نقلي ضرورت ہے -

البــلاغ

سب سے پہلے یہ سمجھہ لینا چاهیے کہ حکم رضاعۃ سے شارع کا مقصود کیا ہے ؟ کتاب و سنۃ کي تصریحات بینہ سے هم اس اصل تک پہنچ چکے هیں کہ شریعت کا کوئي حکم مصلحت و حکمت سے خالي نہیں هوتا ' اور ضرور ہے کہ هر حکم اپنے بیانات میں اسکي

مصلحت و حکمت کي طرف بهي اشاره کردے - يه دوسري بات هے که بعض اوقات اپنے قصور فهم و نارسائي فکر سے هم علل و حکم کو نه سمجهه سکيں -

يه معلوم هے که قرآن حکيم نے اُن عورتوں کو جنکا بچپنے ميں دودهه پيا هو، مثل ماں کے قرار ديا : و امهاتکم اللاتي ارضعتکم - (٤ : ٢٢) اور انحضرة صلى الله عليه و سلم نے فرمايا : ان الله حرم من الرضاع ما حرم من النسب - يعني نسب کے تعلق سے جو رشتے حرام هيں، دودهه کے رشتے سے بهي الله نے حرام کرديے - يه روايت حضرة علي عليه السلام کي هے جسکو امام احمد و ترمذي نے درج کيا هے - ليکن اسي هم معني روايات حضرة ابن عباس و حضرة عائشه رضى الله عنهما سے بخاري و مسلم وغيره ميں باختلاف جزئيات الفاظ موجود هيں -

اب غور کيجيے که اس حرمت کي علت کيا هے ؟ سو فکر صحيح بتلاتي هے که اولاد اور ماں کے تعلق ميں سب سے زياده نماياں چيز پيدائش کے بعد رضاعة هي هے - بچه جب دنيا ميں آتا هے تو اسکي غذا کيليے دنيا کي تمام پيداوار و حاصلات يکقلم بيکار هوتي هيں - نباتات کي نعمتيں اسکے کام نهيں آسکتيں، حيوانات کا گوشت اسکے ليے اينٹ پتهر سے زياده قيمتي نهيں هوتا، پاني جس سے دنيا کي هر چيز زندگي پاتي هے ، اور جو زندگي کيليے سب سے بڑي ضروري نعمت هے، وه بهي اسکے ليے بيکار هوتا هے - صرف ايک هي غذا هوتي هے جو تمام کائنات ارضي کي غذاؤں ميں سے اسکے کام آسکتي هے اور جسکو حاصل کرکے وه دنيا ميں ايک کامل انساني جسم و شکل اختيار کرسکتا هے - يه غذا دودهه هے، اور فطرة الهي نے قبل اسکے که وه دنيا ميں آے، ماں کے جسم کے اندر هي اسکا انتظام کرديا هے : ربنا الذى اعطى کل شي خلقه ثم هدى (٢٠ : ٣٠)

يهي چيز اسکي زندگي کا اولين وسيله اور اسکے بقاء وجود کا ذريعهٔ وحيد هے - اگر ايک بچے کي نشو و نما اور ارام و آسايش کا تمام انتظام کرديا جاے اور صرف يهي ايک چيز اس سے چهين لي جاے، تو دنيا اور دنيا کا تمام دستر خوان نعائم و لذائذ اسکے ليے بيکار هو جائيگا اور وه تهوڑے هي دير کے بعد هلاک هوجائيگا - کيونکه يهي اسکي غذا هے، اسي غذا سے اسکا جسم بنتا، گوشت بڑهتا، خون صالح پيدا هوتا، اور هڈيوں کے اجزا نشو و نما پاتے هيں - موجوده زمانے ميں بڑے بڑے ڈاکٹروں نے تحقيق و اختبار کے بعد تسليم کرليا هے که بچے کي صحيح و صالح غذا ماں کا دوده هے - جو لوگ حيوانات کے دوده سے بچے کو پالتے هيں، وه اسکي ابتدائي زندگي هي ميں اسکو صحت و توانائي سے محروم کرديتے هيں -

پس دوده کا تغذيه ماں اور اولاد کے تعلق کا سب سے زياده بنيادي معامله هے - اس بنا پر اگر ايک عورت نے کسي دوسرے کے بچے کو بهي دوده پلايا اور پرورش کيا، تو وه ٹهيک ٹهيک مثل اسکے حقيقي ماں کے هوگئي - جسطرح ماں کا دوده اسکے جسم کے اجزاء کي توليد و نمو کا ذريعه تها، اسي طرح اسکے دوده سے اسکے هيکل جسم کا ايک ايک ذره بنا اور هڈيوں کے اجزا تک ميں پيوست هوگيا -

يه امومة يعنے ماں هونے کا ايک صحيح اور طبيعي اشتراک هے، اور اسليے ضروري هے که جو حقوق حقيقي ماں کے بچے پر هوں، وهي حقوق امومة رضاعة يعني دوده پلانے والي کے بهي قرار ديے جائيں، اور جو اثرات ان حقوق سے مرتب هوتے هيں، وه سب کے سب اس حالت ميں بهي مرتب هوں -

ايک اور دقيق نکته بهي اس بارے ميں پيش نظر رهے - الله تعالى کے صفات ميں ايک تو خالقيت هے اور ايک ربوبيت - مجازي طور پر والدين بهي بچے کيليے خلقت اور ربوبيت، دونوں کا واسطه هوتے هيں، پس اگر امومة حقيقي کو مجازي خالقيت حاصل هے تو امومة رضاعة کو مجازاً ربوبيت - ربوبيت کے معني پرورش اور حسب احتياج و وقت ضروريات پورا کرنا هے -

لهذا شارع نے دوده پلانے والي امومة کو بهي امومة حقيقي کے لقب سے موسوم کيا، اور انکا شمار بهي " امهات " ميں هوا که : و امهاتکم اللاتي ارضعتکم - اور : ان الله حرم من الرضاع ما حرم من النسب - کيونه نسب ميں ايک بڑي چيز حق رضاعة هے اور وه امهات حقيقي اور امهات مرضعه دونوں ميں مشترک هے -

چنانچه تاريخ اسلام کے ايک عظيم الشان شخص ملهم و مجدد، يعني حضرت حجة الاسلام شاه ولى الله رحمة الله عليه لکهتے هيں :

ومنها الرضاعة فان التي	اور محرمات شرعيه ميں سے رضاعة بهي
ارضعت تشبه الام من	هے، اور اسکي علت يه هے که جس
حيث انها سبب اجتماع	عورت نے دوده پلايا تو وه حقيقي ماں کے
امشاج بنيته و قيام	مشابه هوگئي - اس بنا پر که اسي کا
هيکله، غير ان الام	دوده بچے کے اخلاط جسم کے اجتماع اور
جمعت خلقته في بطنها	صورت جسم کے قيام اور نشو و نما پانے کا
و هذه درت عليه سد	مثل ماں کے ذريعه هوا - حقيقي ماں
رمقة في اول نشاته فهي	کے شکم ميں اسکے جسم کي خلقت کا
ام بعد الام و اولادها	اجتماع و انضمام هوا تها، اور دوده پلانے
اخوة بعد الاخوة -	والى نے اسکي پهلي نمود ميں غذا
(حجة الله البالغه -	ديکر اسکی خلقت و جسم کو نشو و نما
مطبوعه مصر ٢ : ٩٨)	بخشي - پس يه اسکي دوسري ماں هوئي

بعد حقيقي ماں کے، اور اسي ليے اسکي اولاد بهائي بهن هوے بعد هم بطن بهائي بهنوں کے -

اس علت و مصلحت کے معلوم کرنے کے بعد قدرتي طور پر حسب ذيل امور سامنے آجاتے هيں :

(١) حکم رضاعة ميں اصل وهي هے جو اس لفظ سے ظاهر هوتا هے - يعنى دوده کا پينا، پس شبه رضاعة کي هر وه حالت جس ميں يه اصل نهو، رضاعة ميں داخل نهيں -

(٢) بچے کي ابتدائي عمر کا جو حصه ايسا هوتا هے جس ميں اُس کي غذا دودهه هوتي هے، اُسي حصهٔ عمر سے يه متعلق هوگا - کيونکه مقصود اصلي تغذيهٔ شير و تربيت مولود هے -

(٣) چونکه اصل حرمت تغذيهٔ شير هے اسليے حکم رضاعة کے نفاذ کيليے ايک کم سے کم مقدار بهي هوني چاهيے - ليکن يه مقدار ايسي هي هوني چاهيے جس سے علت نهي و حرمت يعنى نشو و نماء جسم و توليد خون وتشکيل هيکل و بنيه حاصل هو و الا فلا

چنانچه حضرة شاه ولي الله نے بهي اس کے طرف اشاره کيا هے جبکه فرمايا هے : ولما کان الرضاع انما صار سببا للتحريم لمعني المشابهة بالام في کونها سبباً لقيام بنية المولود و ترکيب هيکلة، وجب ان يعتبر في الارضاع شيئان : احد هما القدرة الذي يتحقق به هذ المعني .... و الثاني ان يکون الرضاع في اول قيام الهيکل و تشبح صورة الولد، و الا، فهو غذاء بمنزلة سائر الاغذية الکائنة بعد التشبح و قيام الهيکل (٢ : ٩٨) يعني چونکه رضاعة کا سبب حرمت هونا اس علة پر مبني هے که مولود کے جسم و وجود کے نشو و نما کا ذريعه مرضعه کا دوده هوتا هے، اسليے ضرور هوا که رضاعة ميں دو چيزيں بطور اصل کے ديکهي جائيں - اول اتني مقدار ميں رضاعة کا هونا جس سے يه صورت پيدا هو، دوسرے يه رضاع انسان کے اول عهد ميں هو جبکه دودهه اسکي غذا هوتي هے، اور اسي سے اسکا جسم و هيکل نشو و نما پاتا هے - انتهى ملخصاً -

(احادیث رضاعـة)

اب آپ احادیث صحیحۂ باب پر نظر ڈالیے اور غور کیجیے کہ سطور مندرجۂ صدر محض عقلی استنباط و تعلیل ہی نہیں ہیں بلکہ احادیث صحیحہ سے ٹھیک ٹھیک یہی امور بطور اصول کے معلوم ہوتے ہیں -

سب سے پہلے حضرۃ عائشہ کی حدیث مسلم وغیرہ سامنے آتی ہے کہ "لا تحرم المصۃ و المصتان" یعنی ایک دو مرتبہ بچے کا پستان چوسنا حرمت رضاعۃ کا موجب نہیں ہوسکتا - پھر حدیث ام الفضل مندرجۂ مسلم میں ایک شخص نے آنحضرۃ سے پوچھا : کیا ایک مرتبہ بچے کے منہ لگا دینے سے حرمت ہوجاتی ہے ؟ فرمایا : لا تحرم الرضعۃ ولا الرضعتان و لا المصۃ و المصتان - ایک دوسری روایت میں "لا تحرم الاملاجۃ و لا الا ملاجتان" بھی آیا ہے - اسی طرح احمد و نسائی اور ترمذی نے حضرۃ ابن زبیر سے روایت کی ہے کہ "لا تحرم من الرضاعۃ المصۃ و المصتان" ترمذی میں ہے : "الصحیح عن اهل الحدیث من روایۃ ابن الزبیر عن عائشہ کما في الحدیث الاول" حاصل سب کا یہ ہوا کہ بچے کے ایک دو بار منہ لگا دینے اور دودھ پی لینے سے حرمت نہیں ہوسکتی - "رضعہ" سے مقصود رضاع کا ایک مرتبہ ہونا ہے - بچے نے جب پستان منہ میں لیا اور بغیر کسی کے چھڑائے خود چھوڑ کے دوبارہ پینا چاہا تو یہ ایک "رضعہ" ہے - "مصہ" کے معنی ہیں کسی چیز کو تھوڑا سا لینا - یا تھوڑا سا پینا - "ملج" کے معنی بھی یہی ہیں - یعنی بچے کا ہونٹوں میں پستان کو لینا اور دودھ پینا - پس تمام احادیث میں یہی الفاظ فرمائے جانے سے واضح ہوگیا کہ ایک دو مصہ و رضعہ سے حرمت نہیں ہوتی -

اسکے بعد حضرۃ عائشہ کی وہ مشہور حدیث پڑھیے جسکو باختلاف الفاظ و باتحاد معنی بخاری و مسلم اور ترمذی و احمد وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ "کان فیما نزل من القرآن عشر رضعات معلومات یحرمن ثم نسخن بخمس معلومات" الخ - اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آخری تعداد اسکی پانچ رضعات ہیں - یعنی بچے کا پانچ بار پینا - قصۂ ارضاع سالم بھی اسکا موید ہے کہ "ثم ارضعیہ خمس رضعات" اور خوف طوالت مانع تفصیل -

ان تمام روایات سے ثابت ہوگیا کہ چونکہ اصل علت حرمت دودھ کا تغذیہ اور اس سے جسم کا طیار ہونا ہے ' اور یہ حالت ایک دو مرتبہ پی لینے سے اس درجہ تک نہیں ہوتی کہ ماں کے حقوق قائم ہوجائیں ' اسلیے شارع نے ایک دو بار پینے کو وجہ حرمت نہیں قرار دیا ' اور اسکی مقدار و تعداد اتنی مقرر کردی جس سے مولود کے جسم کو کافی مقدار میں غذا ملسکے -

چنانچہ صحابہ میں حضرۃ علی ' حضرت عایشہ ' حضرۃ ابن مسعود ' ابن زبیر رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب تھا کہ خمس رضعات معلومات سے کم میں حرمت نہیں ہوتی - حضرۃ عطاء ' طاوس ' سعید بن جبیر ' عروہ ابن الزبیر ' لیث بن سعد ' وغیرہم بھی اسی طرف گئے ہیں - ائمۂ امصار میں حضرۃ امام شافعی ' امام احمد (فی ظاهر مذهبه) ابن حزم ' اور اسحق کا بھی یہی مذہب ہے - لیکن حضرۃ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ نے قلت و کثرت اور تعداد و مقدار کو اس بارے میں اہمیت نہ دی ' اور بسبب اہمیت حکم تحریم رضاع ہر حال میں حرمت کو ضروری قرار دیا سو بقول صاحب حجۃ اللہ یہ ایک طرح کی مزید احتیاط ہے ' مگر احادیث و روایات وہی ہیں جو اوپر درج کردی گئیں - وجوہ و قیاسات حنفیہ شرح معانی و غیرہ میں بہ تفصیل دیکھے جاسکتے ہیں ' اور امام المحققین حجۃ الاسلام حضرۃ امام ابن قیم نے زاد المعاد میں اور شیخ المتاخرین امام شوکانی نے نیل میں نہایت تفصیل کے ساتھہ تمام پہلوؤں پر بحث کردی ہے -

اب اسکے بعد اور آگے بڑھیے - ترمذی میں حضرۃ ام سلمہ سے ہے کہ "لا یحرم من الرضاع الا ما فتق الامعاء فی الثدي و کان قبل الفطام" دار قطنی کی روایت میں ہے "لا رضاع الا ما کان فی الحولین" ابو داؤد طیالسی اپنی مسند میں لاے ہیں : "لا رضاع بعد فصال و لا یتم بعد احتلام" ان سب سے بڑھکر حضرۃ عائشہ کی حدیث ہے کہ جب آنحضرۃ نے انکے پاس ایک شخص کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کون ہے ؟ حضرۃ عائشہ نے کہا میرا برادر رضاعی ہے - اسپر فرمایا : "یا عائشہ ! انظرن من اخوانکن فانما الرضاعۃ من المجاعہ" اس حدیث کو ترمذی کے علاوہ تمام اصحاب صحاح نے روایت کیا ہے - حاصل ان تمام روایات کا یہ ہے کہ حرمت رضاعۃ کیلیے ضروری ہے کہ دودھ پینے کی عمر میں بچہ اسقدر دودھ پیے جس سے اسکا معدہ کافی غذائیت حاصل کرسکے - اور اسکے لیے ضروری ہے کہ بچے نے اُس زمانے میں دودھ پیا ہو جبکہ اسکی غذا صرف دودھ تھی اور اسلیے وہ اپنی بھوک کو صرف ماں کے دودھ ہی سے دور کر سکتا تھا - یعنی ابتدا کے دو سال یا کچھہ زیادہ -

اسکے علاوہ ابو داؤد کی ایک اور روایت مرفوع بھی ہے کہ "لا رضاع الا ما انشر العظم و انبت اللحم" لیکن اسکے اسناد میں ابو موسی الهلالی اور انکے والد دو مجہول شخص ہیں - امام بیہقی کی ایک روایت سے خود ابو موسی کی مجہولیۃ تو دور ہوجاتی ہے مگر انکے والد کی مجہولیۃ باقی رہتی ہے - تاہم بصورت صالحیۃ احتجاج ' یہ روایت بھی سابق روایات کی موید ہے - یعنی دودھ کا اسقدر پینا جس سے مولود کے جسم و ہیکل میں نشو و نما ہوسکے -

پس غور کیجیے کہ ان تمام روایتوں سے بھی وہی علت اصلی ثابت ہوئی جو بطور اصل کے اوپر لکھی جاچکی ہے - چونکہ وجہ تحریم دودھ کا تغذیہ اور اس سے جسم کا نشو و نما پانا ہے ' اسلیے واضح کردیا گیا کہ وہی رضاعۃ سبب حرمت ہو سکتی ہے جو دودھ پینے کے زمانے میں ہوئی ہو ' بچے کیلیے غذاء اصلی ہو ' اور اس سے اسکے جسم و ہیکل میں نشو و نما ہو سکے -

خود شارع نے اسکی اخری مقدار "خمس رضعات معلومات" قرار دیدی ہے - پس دودھ پینے کے زمانے اور "حولین" میں جب کبھی خمس رضعات معلومات ہو تو یہ وہ رضاعۃ ہوگی ' جسکو شارع نے "ما فتق الامعاء في الثدي" ای فی زمن الثدی قرار دیا ہے ' اور یہی وہ مقدار ہے جو شارع کے نزدیک "ما انشر العظم و انبت اللحم" ہے -

(صورت مسئولہ)

اب آپکے سوال کی طرف متوجہ ہوتا ہوں - آپنے ایک تو مخصوص صورت حال پیش کی ہے - ساتھہ ہی نفس مسئلۂ رضاعۃ کے متعلق بھی تشریح چاہی ہے - اصل مسئلہ کیلیے تو غالباً سطور مندرجۂ صدر کافی ہونگی ' رہی صورت مسئولہ تو ضمناً اسکا بھی جواب ہوگیا - روایات مندرجۂ صدر سے ثابت ہوگیا کہ وجہ حرمت تغذیۂ شیر ہے - یعنی مولود کا دودھ پینا - پس اگر کوئی عورت بہلانے کیلیے بچے کے منہہ کو اپنی چھاتی سے لگادے اور وہ بغیر دودھ کے محض چوستا رہے ' تو اس سے ہرگز ہرگز حکم تحریم رضاعۃ ثابت نہیں ہوسکتا ' اور بجز احمق و بے عقل کے کوئی شخص اسکا تصور بھی نہیں کریگا - صورت مسئولہ میں عورت کا یہ کہنا کہ پانی نکلتا تھا ' محض لغو و بے اثر ہے - جب عورت عرصہ سے بیوہ ہوچکی تھی بلکہ سن یاس تک پہونچ چکی تھی تو دودھ کا وجود ہی باقی نہ رہا ' اور چونکہ وجہ حرمت دودھ کا پینا ہے ' اسلیے حرمت کا بھی وجود باقی نہیں -

آپ دیکھہ رہے ہیں کہ احادیث صریحہ تو اس حالت کو بھی وجہ حرمت قرار نہیں دیتے کہ بچہ ایک دو بار پستان منہہ میں

لیلے اور دودھ پیلیے - مصة و لا مصتان، رضعة ولا الرضعتان، املاجة و لا الا ملاجتان، نصوص صریحہ و قاطعہ ھیں - پھر جب دودھ کے وجود اور حالت مرضعیة میں بھی ایک دو بار مکیدن و نوشیدن وجہ حرمت نہیں، تو صورت مسئولہ میں کیونکر حرمت ھو سکتی ھے ؟ جن ائمۂ کرام رحمھم اللہ نے حرمت میں قلت و کثرت اور مقدار و عدد کو تسلیم نہیں کیا ھے ، انکے نزدیک بھی دودھ کا وجود بھر حال ضروری ھے - پس کسی طرح بھی اُس عورت کا بیان مفید حرمت نہیں ھو سکتا -

چنانچہ یہی وجہ ھے کہ گیارھویں صدی کے مجدد و مصلح امام المتاخرین علامۂ شوکانی نے اپنے مختصر در البھیہ میں باب الرضاع کو حسب ذیل جامع و حاوی لفظوں میں لکھا ھے :

انما یثبت حکمہ بخمس رضعات مع تیقن وجود اللبن و یحرم ما یحرم بالنسب (نسخۂ قلمی منقول از خط مصنف)	رضاعة کا حکم پانچ مرتبہ دودھ پینے سے ثابت ھوگا ایسی حالت میں کہ دودھ کا وجود یقینی ھو، اور پھر رضاعہ سے بھی وہ تمام رشتے حرام ھو جائینگے جو نسب سے ھوتے ھیں -

سبحان اللہ ! کیا جامع و مانع الفاظ ھیں، اور کس طرح چند لفظوں کے اندر باب الرضاع کے تمام مباحث مھمۂ و طویلہ کو ختم کردیا ھے - حضرة علامۂ شوکانی کے یہی خصائص و فضائل و آیات باھرۂ حکمة یمانیہ ھیں جنکو دیکھکر روح بے اختیار جوش تحسین و آفریں سے معمور ھو جاتی ھے، اور ارباب حق و صفا و پرستاران کعبۂ کتاب و سنت بیخودانہ پکار اٹھتے ھیں :

و انی و ان کنت الاخیر زمانہ
لات بما لم یستطعہ الاوائل

اب غور کیجیے کہ کس طرح علامۂ و مجدد ممدوح نے " مع تیقن وجود اللبن " کی قید لگا کر آپکے سوال کا جواب صاف دیدیا ھے اور یہ حقیقت اسقدر واضح ھے کہ اسدرجہ بحث و تحقیق کی بھی ضرورت نہ تھی

بھر حال جو جواب آپکے سوال کا بعض علماء عصر نے دیا ھے کہ " عورت کا بیان مفید حرمت نہیں اور نکاح ھوسکتا ھے " بالکل صحیح ھے - رھا یہ مسئلہ کہ اس بارے میں " صرف ایک عورت کا قول معتبر نہیں" تو یہ امر البتہ بحث طلب، اور صحیح بخاری وغیرہ میں حدیث عقبہ بن الحرث اور واقعہ امة سوداء موجود، اور مذھب حضرة عثمان و ابن عباس و زھری و الحسن و اسحق و الا وزاعی و احمد بن حنبل و مالک رحمھم اللہ معلوم، لیکن آپکی پیش کردہ صورت کو اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں - مجرد مرضعہ کی شہادت معتبر ھو یا نہو، لیکن یہاں تو سرے سے حالت رضاعة ھی مفقود ھے - کوشش کیجیے کہ یہ جاھلانہ خیال دور ھوجاے اور جو رشتہ شرعاً جائز ھے، اسکو شریعة پر افتراء کرکے اور اسکی نسبت غیر صحیح سے نا جائز فائدہ اٹھاکر نہ روکا جاسکے، کہ یہ ایک خدمت دینی ھوگی اور آپکا اجر اللہ کے یہاں طیار ھے -

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

ھندوستان کے تمام اردو، بنگلہ، گجراتی، اور مرھٹی ھفتہ وار رسالوں میں البلاغ پہلا رسالہ ھے جو باوجود ھفتہ وار ھونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ھوتا ھے - تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسکی اشاعت کے استقبال کیلیے چشم براہ ھے - پس اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ھیں تو ایجنسی کیلیے درخواست بھیجیے، کمیشن معقول دیا جاتا ھے -

مسئلۂ تسمیۂ طٰہٰ و یاسین

(ایک مستفسر - از آرہ)

(۱) ناموں میں معنی اصلی ملحوظ ھوتے ھیں یا نہیں ؟

(۲) یاسین اور طٰہ نام رکھنا جائز ھے یا نہیں ؟

یہاں مولوی رحیم بخش صاحب نے ان سوالوں کا یہ جواب دیا ھے کہ :

(۱) معانی کا ملحوظ ھونا عقلاً ضروری نہیں مگر اس بالکل انکار بھی نہیں کیا جا سکتا - احادیث صحیحہ سے معلو ھوتا ھے کہ آنحضرة نے متعدد ایسے ناموں کو بدلدیا جنکے معانی اچھے نہ تھے - ترمذی میں ھے : ان النبی صلعم کان یغیر الاسم القبیح

(۲) یاسین اور طہ نام رکھنا یقیناً منع ھے کہ وہ اسماے الٰہ و اسماء آنحضرة صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ایسے نام ھیں جنکے معانی معلوم نہیں - کیا عجب کہ انکے وہ معانی ھوں جو غیر خدا یا غیر رسول پر صادق نہ آسکیں - چنانچہ امام ابن عربی نے احکام القران میں حضرة امام مالک کا قول نقل کیا ھے کہ یاسین نام نہ رکھو کیونکہ وہ اللہ کا نام ھے -

نیز مولوی صاحب موصوف یہ بھی فرماتے ھیں کہ جس شخص کا نام طہ یا یاسین ھو، اسکے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں - اب جناب سے گذارش ھے کہ اسکا جواب البلاغ میں مرحمت ھو -

البلاغ :

ناموں میں انکے معانی کی رعایت کا ھونا عقلاً واضح و بین، اور احادیث صحیحہ سے ثابت و معلوم ھے - اگر ناموں میں معانی ملحوظ نہیں تو عبد المسیح اور عبد العزی کیوں ناجائز ھوں اور کیوں بدلے گئے ؟ کسی عمارت کا ھم نام رکھتے ھیں تو مہمل و بے رعایت نہیں رکھتے، کتابوں کا نام رکھتے ھیں تو کتاب کے موضوع و مقصد کو ملحوظ رکھتے ھیں، حتی کہ اپنے پالتو محبوب جانوروں کے ناموں میں بھی رعایت معانی ضرور کرتے ھیں پھر یا للعجب اگر انسان کے نام میں جس سے وہ مدة العمر پکارا جائیگا اور جو ھمیشہ کیلیے اسکا علم و خطاب ھوگا، معانی صحیحہ و مفہومات مستحسنہ کی رعایت ملحوظ نہ رکھی جاے - احادیث اس بارے میں بے شمار ھیں اور کتب محدثین میں یہ مبحث تفصیل موجود ھے - حضرة عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک لڑکی کا نام " عاصیہ " رکھا تھا - آنحضرة نے بدلکر " جمیلہ " رکھا - عاصیہ کے معنی گنھگار اور نافرمان کے تھے، آپنے نام بدلکر گویا اشارہ کر دیا کہ انسان کیلیے بہتر وصف جمال ھے نہ کہ عصیان - حضرة علی علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کا نام حرب یعنی لڑائی رکھا - عرب میں یہ نام بکثرت رکھا جاتا تھا - آنحضرة نے سنا تو فرمایا حسن رکھو - جب دوسرے صاحبزادے پیدا ھوے تو پھر حضرة علی کی رھی " حرب " تجویز کیا - آپنے پھر بدلدیا اور حسین رکھا - تیسرے صاحبزادے محسن ھیں، انکا نام بھی پہلے حرب رکھا تھا، آنحضرة نے بدلکر محسن کردیا -

حضرة سعید بن مسیب کہتے ھیں کہ میرے جد امجد جب آنحضرة صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں حاضر ھوے تو آپنے نام پوچھا - عرض کیا " حزن " یعنی رنج و ملال - فرمایا " بل انت سھل " لیکن چونکہ حزن مشہور ھوچکا تھا، لوگ اسی نام پکارتے رہے -

مجھے اس وقت فرصت بالکل نہیں ھے اور کتابوں کو نہیں دیکھ سکتا، لیکن یاد پڑتا ھے کہ ابو داؤد میں بروایت ابو وھب ...

" قال رسول الله صلعم : سموا باسماء الانبياء و احب الاسماء الی الله عبد الله و عبد الرحمن " یعنی انبیاء کرام کے نام رکھا کرو اور سب سے زیادہ پیارا نام الله کے نزدیک عبد الله اور عبد الرحمن ہے -

ان تمام تصریحات و واقعات سے ثابت ہوا کہ :

(۱) شارع نے ناموں کے معانی و مطالب کی رعایت کی ہے جیسا کہ عقل صحیح کہتی ہے کہ ہونی چاہیے - نام سب سے پہلی چیز ہے جو مسمی کو نمایاں کرتی ہے - پس اگر اسمیں رعایت معانی صحیحۂ و مستحسنہ ملحوظ نہو تو اسکا اثر مسمی کی شخصیت و وجود پر لا محالہ پڑیگا -

(۲) مسلمانوں کے ناموں کیلیے ضروری ہے کہ تمام غیر شرعی نسبتوں سے پاک ہوں - بحکم حدیث مسلم " لا یقولن احد کم عبدی و امتی - کلکم عبید الله و کل نسائکم اماء الله " یعنی اپنے غلاموں اور زیر دستوں کو کوئی اپنا بندہ اور بندی نہ کہے - تم سب صرف الله هی کے بندے ہو ' اور سب عورتیں الله هی کی بندیاں ہیں -

(۳) مومن و مسلم ہستی وہ اشرف و اعلی ہستی ہے جسکو خدا نے " خیر البریہ " قرار دیا ہے ' یعنی تمام کرۂ ارضی میں اس سے اشرف و اعلی کوئی وجود نہیں - پس انکے نام بھی ایسے ہونے چاہئیں جو بہ لحاظ اپنے مطالب و معانی کے اشرف و اعلی ہوں ' اور شرف انسانیت و ایمان در واضح کرنے والے ہوں ' نیز تمام غیر الہی نسبتوں سے پاک ہوں - اگر خود انکی پیشانی خدا کے سوا اور کسی کے آگے نہیں جھک سکتی ' تو انکے ناموں میں بھی خدا کے سوا اور کسی کی عبد ... غلامی کی نسبت نہیں ہوسکتی -

(۴) آنحضرۃ صلی الله ... سلم نے ہمیشہ ایسے ناموں کو بدل دیا جنکے معانی اخلاق ... و خصائص حسنہ کے خلاف تھے ' کیونکہ یہ شرف انسانی و اسلامی کے خلاف ہے - لیکن آجکل ہزارہا جاہل مسلمان ایسے نام اپنے بچوں کے رکھتے ہیں جو الفاظ کے لحاظ سے کریہہ الصوت اور معانی کے لحاظ سے ارذل و اسفل ہیں ' مثلاً دموی ' چھکوڑی ' بھوسی ' شبراتی ' چھٹن ' بین ' بدھن ' وغیرہ وغیرہ من الخرافات ' تو یہ سب شرعاً بالکل نا جائز ہیں اور اپنے وجود مومن و مسلم کو جو الله کے آگے زمین و آسمان کی تمام کائنات سے زیادہ افضل و برتر ہے ' ذلیل و خوار کرنا ہے - علماء کا فرض ہے کہ ایسے ناموں کو حکماً بدلیں ' بشرطیکہ وعظ کی قیمت وصول کرنے اور پیری و مرشدی کے نذرانے لینے کے سوا اور بھی کوئی کام وہ کرنا چاہتے ہوں -

(۵) فرمایا کہ انبیاء کرام کے نام رکھو - کیونکہ انبیاء کرام کے نام نہایت اجمل و احسن ہیں - انکے هم اسم ہوکر انکے اعمال جلیلہ و اسوۂ حسنہ کی پیروی کا شوق ہوگا - و لنعم ما قیل :

فتشبہوا ان لم تکونوا مثلہم
ان التشبہ بالکرام کرام

سب سے زیادہ محبوب نام الله کو عبد الله اور عبد الرحمن جیسے نام ہیں ' اور یہ بالکل ظاہر ہے - عبد الله کے معنی یہ ہیں کہ وہ انسان جسکی غلامی اور عبودیت کیلیے الله کے سوا اور کسی کی چوکھٹ نہیں ' سو جو انسان عبد الله ہوگا ' یعنی صرف الله هی کا اور الله هی کیلیے ہوگا ' اس سے بڑھکر الله کو اور کون محبوب ہوسکتا ہے ؟ پھر اس حدیث پر غور کرو کہ الله کو اپنی عبدیت و غلامی کس قدر محبوب ہے کہ ناموں میں بھی وہ انہی ناموں کو محبوب رکھتا ہے جنمیں اسکی غلامی کی طرف اشارہ ہو - آہ ' جس ذات کو نام میں بھی غیر کی عبدیت پسند نہیں ' وہ عمل کے اندر دوسروں کی غلامی میں تم کو دیکھنا کب گوارا کریگا ؟ ان الله لا یغفران یشرک به و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء - محبوب کہتا ہے کہ عاشق کی ساری خطائیں معاف ہیں لیکن یہ خطا معاف نہیں ہو سکتی کہ میرے سوا کسی دوسرے کو بھی اپنے دل میں جگہ دے کہ دل صرف میرے لیے ہے :

اذا کان هذا الدمع یجری صبابۃ
علی غیر لیلی فہو دمع مضیع

میں نے جب ابو داؤد میں یہ الفاظ پڑھے تھے : احب الاسماء الی الله عبد الله - تو کہہ نہیں سکتا کہ قلب و جگر کا کیا حال ہوا تھا ؟ آہ ' ایسا کیوں نہیں ہے کہ جگر پھٹ جاتے اور کیوں دلوں کے ٹکڑے منہ سے نہیں نکل پڑتے ؟ الله الله ! اسکو تو ناموں میں بھی وہی نام پسند جنمیں اسکے غلامی کی نسبت ہو ' اور ہمیں اپنے کاموں میں وہ کام پسند جو دوسروں کی غلامی کی لعنت سے مخذول و ملعون ہوں !

سارت مشرقۃ و سرت مغرب
شتان بین مشرق و مغرب

آپ کہینگے کہ مبحث کیا ہے اور کہہ کیا رہا ہوں ؟ ہاں یہ سچ ہے ' مگر میں کیا کروں ' کوئی بحث ہو مگر دل کے اصلی زخم کو نہیں بھلا سکتا ' اور جب ٹیس اور ٹپک ہو تو ہر صحبت میں آہ نکل هی آتی ہے :

تمثل لی لیلی بکل سبیل !

رہا آپکا دوسرا سوال کہ یاسین اور طہ نام رکھا جاے یا نہ رکھا جاے ؟ تو مولانا رحیم بخش صاحب نے جو جواب دیا ہے صحیح ہے ' اور اولی یہی ہے کہ انسے احتراز کیا جاے کیونکہ انکے معانی یقینی طور پر متحقق نہیں اور اسلیے طرح طرح کے خدشات لاحق ' اور حضرۃ امام مالک کی نہی قابل قبول و مدلل -

البتہ مولوی صاحب کا یہ تشدد کہ جس شخص کا نام طہ ہو اسکے پیچھے نماز درست نہیں ' بالکل غلط اور یکسر قابل رد و انکار ہے - صحت امامت کے شرائط ہم کو معلوم ہیں ' اور ان پر تسمیۂ طہ سے کوئی اثر نہیں پڑتا - معلوم نہیں اصلی حالات کیا ہیں اور کیا امور مفتی کے سامنے پیش کیے گئے ؟ بہر حال اگر ایک شخص کا نام طہ ہو اور وہ نماز پڑھاتا ہو تو بلا تکلف اسکے پیچھے نماز پڑھیے - کوئی دلیل شرعی اسکے خلاف نہیں -

الهـــلال کی مکمـــل جلـــدیں

آخـــری فـــرصـــت

الهـــلال کی مکمل جلدیں اب بالکل ختم ہوگئی ہیں - صرف دوسری اور تیسری جلد کے چند مکمل نسخے باقی ہیں - بظاہر امید نہیں کہ پھر دوبارہ مجلدات الهـــلال طبع ہو سکیں - اسلیے ارباب ذوق اس آخری مہلت سے فائدہ اٹھائیں اور اگر طلب ہو تو دفتر سے منگوالیں - ہر نسخہ مجلد ہے - مع فہرست مضامین و تصاویر - قیمت مجلد آٹھ روپیہ -

بعض جلدیں نا تمام بھی نکل سکتی ہیں - یعنی جن میں ایک یا دو نمبر نہیں ہیں - جن حضرات کو نا تمام جلدوں کی ضرورت ہو - وہ طلب فرما لیں - جتنے پرچے نہیں ہیں ' انکی اور جلد کی قیمت وضع کرلی جائیگی -

وہ وقت دور نہیں ہے جب مرحوم الهلال کے ایک ایک پرچے کو لوگ ڈھونڈھینگے اور کہینگے کہ وہ ایک تاریخی وجود تھا جو اب نہیں ملسکتا :

کوکبـــم را در عـــدم اوج قبـــولی بـــوده است
شہرت شعرم بہ گیتی بعد من خواهد شـــدن

المسئلة والمناظرة

بیع غرر و مسئلہ اجارہ اراضی، مروجہ

از جناب مولانا ابوالنصر محمد عبد القادر صاحب
مفتی ریاست جموں

مخدومنا مولانا ابوالکلام سلمہم اللہ السی دار السلام - السلام علیکم و رحمة اللہ - معروض آنکہ جناب کے رسالہ البلاغ ۲۵ فروری سنہ ۱۶ صفحہ ۱۹ میں ایک مضمون مولوی سید سلیمان صاحب کے نام سے چھپا ہے، جسمیں وہ لکھتے ہیں کہ زمین کاشت کو حصہ مقررہ پر دینا بیع غرر میں داخل ہے - خاکسار کی راے میں مولویصاحب کی تقریر تفصیل طلب ہے - ورنہ مطابق تحقیق سے بعید ہے - یہاں جموں میں سے ایک جاہل عنید نے پہلے ہی پنجاب کے رواج ٹھیکہ پر جو مالک زمین اپنی زمین مزارعہ کو بطور اجارہ کے نقدی مقررہ یا غلۂ مقررہ پر دیدیتے ہیں، بہت فتنہ اور شور و غل بپا کر رکھا تھا - جناب کے اخبار نے زخم پر نمک کا کام دیا، اسلیے مجبوراً خاکسار کو بھی کچھہ لکھنا پڑا - امید ہے کہ جناب فریقین کی تحریرات دیکھکر اپنی راے زرین اور فکر متین سے مسلم پبلک کو فتنہ سے بچاوینگے - اور اگر جناب کچھہ لکھنا مناسب نہ سمجھیں تو پھر خاکسار کی تحریر کو طبع کردیں تاکہ محتسبان حق خود فیصلہ کرلیں - میری کم بضاعتی یا طرز تحریر سے ناواقفیت مانع نشر حقیقت نہو -

مولوی محمد سلیمان صاحب البلاغ ۲۵ فروری سنہ ۱۶ میں لکھتے ہیں:

" زمین کو یا مال کو کاشت یا تجارت پر اسطرح دیں کہ اسکی شرح حصہ خاص (مثلاً چار سو من غلہ یا چار سو روپیہ) سے مقرر کرلی جاے، ان تمام صورتوں میں بیع حالت مستقبل پر مبنی ہے، جسکے متعلق کوئی حصہ نہیں کیا جا سکتا "

عبارت مذکورہ سے دو احتمال ہوسکتے ہیں:

(۱) کوئی شخص اپنی اراضی کسی مزارع کو اس شرط پر دیوے کہ پیداوار میں سے جو میرا حصہ ہے، وہ میں اسقدر رقم یا اسقدر غلہ پر فروخت کرتا ہوں - تو یہ بلا شبہہ بیع حالت مستقبل پر مبنی ہے -

(۲) ایک شخص اراضی کاشتکار کو اس قرار داد پر دیوے کہ میں اپنی اراضی اتنی رقم پر یا اتنے غلہ پر ایک سال کیلیے یا زیادہ کیلیے بطور اجارہ و کرایہ کے دیتا ہوں - یہ طریق پنجاب میں عام طور پر مروج ہے -

مالکان اراضی مزارعین کے خوف خیانت سے اراضی بطور ٹھیکہ کے طریقہ مذکورہ پر دیتے ہیں - مولوی صاحب کی غرض اگر اسی طریق کو بیع غرر میں شامل کرنا ہے تو یہ بعید از تحقیق ہے - بیع کے معنی کسی چیز کا بعوض مالک ہونا ہی نہیں ہے - بلکہ بیع چار انواع کو شامل ہے - کما فی شرح الوقایة: و اعلم ان التملیکات اربعة انواع، فتملیك العین بالعوض بیع، و بلا عوض ہبة، و تملیک المنفعة بعوض اجارة، و بلا عوض عاریة - صورت مذکورہ مروجہ پنجاب تملیک اجارہ ہے جسکے مشہور معنی کرایہ ہیں - اور صحیح مسلم نے باب ہی کراء الارض باندھا ہے، اور زمین کا کرایہ پر دینا جائز اور مفتی بہ ہے - ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ میں صاف موجود ہے: و لو استاجر ارضاً لبناء او غرس صح - (شرح وقایہ صفحہ ۲۹۶)

بلوغ المرام محشی مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۳ میں ہے: و عن حنظلة ابن قیس رض قال سالت رافع ابن خدیج رض عن کراء الارض بالذہب و الفضة فقال لا باس بہ - انما کان الناس یواجرون علی عہد رسول اللہ صلعم علی الماذیانات و اقبال الجداول و اشیاء من الزرع فیہلك ہذا و یسلم ہذا - و یسلم ہذا و یہلك ہذا و لم یکن للناس کراء الا ہذا فلذالك زجر عنہ - فاما شیء معلوم مضمون لا باس بہ - رواہ مسلم - شیخ المحدثین حافظ امام ابن حجر عسقلانی رح مولف کتاب مذکور نے بعد ذکر اس حدیث کے لکھا ہے: و فیہ بیان لما اجمل فی المتفق علیہ من اطلاق النہی عن کراء الارض - و شارح کتاب مذکورہ صاحب سبل السلام اور علامہ امام شوکانی یمنی حدیث مذکورہ کی شرح میں لکھتے ہیں: و قد جمع بین احادیث النہی عن المزارعة و بین الاحادیث الدالة علی جوازہا، بوجوہ، احسنہا ان النہی کان فی اول الامر ثم ابیح و یدل علی ہذ الجمع حدیث جابر و حدیث رافع ابن خدیج فی الباب عند مسلم، و یؤیدہ مما وقع من المزارعة فی عہدہ صلعم و فی عہد الخلفاء - و من البعید غفلتہم عن النہی کانوا یدفعون الارض الی من یزرعہا ببذر من عندہ علی ان یکون لمالك الارض ما ینبت علی مسائل المیاہ و رؤس الجداول فنہوا عن ذالك مما فیہ من الغرر فربما ہلك ذا دون ذالك - انتہی

حضور علیہ السلام کا بعد فتح خیبر یہود خیبر کو اراضی حصہ مقررہ نصف یا ربع پر دینا بھی اسی کا موید ہے - صورت مذکورہ مروجہ پنجاب تو بالکل ایسی ہے جیسے مکان کرایہ پر دئیے جاتے ہیں، پھر جب مکانوں کا کرایہ پر دینا جائز و مباح ہے تو معلوم نہیں کہ مولوی صاحب نے کس دلیل سے زمین کے کرایہ پر دینیکو بیع غرر میں شمار کرلیا ہے - ملاحظہ ہو موطا امام محمد رح صفحہ ۳۵۶: قال محمد و بہذا ناخذ لا بأس بکرائہا بالذہب و الورق و بالحنطة کیلاً معلوماً و ضرباً معلوماً ما لم یشترط ذالك مما یخرج منہا فان اشترط مما یخرج منہا کیلاً معلوماً فلا خیر فیہ و ہو قول ابی حنیفة و العامة من فقہائنا - و قد سئل عن کرائہا سعید ابن جبیر بالحنطة کیلاً معلوماً فرخص فی ذالك فقال ہل ذالك الا مثل البیت یکری؛ مولانا مخدومنا محمد عبد الحی صاحب مرحوم محدث لکھنوی اسکی شرح تعلیق الممجد میں لکھتے ہیں: ای لیس ذلك الا مثل کراء البیت بالذہب و الفضة و الحنطة المعلومة و غیر ذلك فلما جاز ذالك، جاز ہذا -

مولوی صاحب ممدوح کی غرض اگر صورت ثانیہ مروجہ پنجاب ہے تو جناب کو تفصیل کے ساتھہ مدلل لکھنا چاہیے اور اگر غرض صورت اول ہے یا کچھہ اور، تو بھی پبلک کو شبہ اور فتنۂ و فساد سے بچانا چاہیے - خاکسار نے جو کچھہ لکھا ہے نیک نیتی اور اعلان حق کے لیے لکھا ہے - اگر مولوی صاحب خلاف مدلل مبرہن لکھیں جس سے بندہ کی تسکین ہوجاے تو بندہ فوراً رجوع کیلیے تیار ہے -

البلاغ:

یہ عاجز آپکی راے سے بالکل متفق ہے اور آپکا بیان صحیح و مدلل ہے - جہاں تک میں غور کرتا ہوں آپکی بیان کردہ صورت اجارہ ہی کی معلوم ہوتی ہے اور اجارہ کو بیع غرر مروجۂ جاہلیة و حال سے کوئی تعلق نہیں - غالباً مولانا سید سلیمان صاحب کا بھی یہی مقصد ہوگا - امید ہے کہ وہ خود اسپر لکھینگے - اصولاً بیع غرر او اسکے اطلاقات کے چند پہلو ضرور قابل غور ہیں اور مسئلہ کو حدود حیل سے بالکل الگ کرلینا چاہیے کہ شریعت میں حیلہ نہیں ہے اگر آیندہ فرصت ملی تو کچھہ عرض کرونگا - سر دست جناب کی تحریر کی اشاعت کافی ہے - اور میں اس سے متفق ہوں -

اُسوۂ حسنہ

تـفـویض و اطـاعت

عہـد صحابۂ کرام رضي الله عنہم

تم نے غور کیا ہوگا کہ عالم کي اکثر قوتیں ایک قوت کے تابع ہوتي ہیں ' اور اوس ایک ہي قوت پر تمام قوتوں کي ہستي کا دار و مدار ہوتا ہے - ایک جرنل کي بہادري ہزاروں اور لاکھوں کو بہادر بنا سکتي ہے ' اور اسي ایک کے جبن و بزدلي سے کل فوج ذلت و نامرادي کا جامہ پہن لیتي ہے - اس قسم کي چہوٹي چہوٹي مثالیں بکثرت پیش نظر لائي جاسکتي ہیں ' مگر ان سب سے گذر کر نظام عالم کي ایک مجموعي مثال سامنے لاؤ - جسطرح تمام عالم کي طاقت و حرکت کا سرچشمہ ایک جرم آفتاب ہے اور بغیر سورج کے اس عالم کي نزہت و رونق قائم نہیں رہسکتي ' ٹہیک یہي حالت مذہب کي بہي ہے - کل مذہبي اعمال و افکار اور شریعت و سکون کا سرچشمہ محض اوس شخص کا وجود ہوتا ہے جو مذہب کا منّاد بنکر آتا ہے ' اور ایک صحیح تعلیم الہي لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے - اگر وہ اپني پیش کردہ صداقت کا مکمل نمونہ ہے تو اسکي قوت جذب و کشش عالم کو اپني طرف کہینچ لیتي ہے اور پہر اسي کي حرکت و قوت میں وہ زور پیدا ہو جاتا ہے کہ تمام عالم اوس سے حرکت میں لایا جاسکتا ہے ' طبقات ارضي اوس سے اولٹے جاسکتے ہیں ' اور زمین و آسمان زیر و زبر کیے جاسکتے ہیں -

حکماء کہتے ہیں کہ انسان میں بالطبع نقل کا مادہ موجود ہے ' جیسا دیکھتا ہے ویسا کرتا ہے - اسي کو ارسطو اصول محاکات سے تعبیر کرتا ہے - لیکن مذہب ایک حقیقت ہے جس کو اسوۂ حسنہ کہتا ہے - اللہ تعالی انبیاء کو مبعوث کرتا ہے اور بار بار اونکي زندگي اور اونکے اعمال کي طرف توجہ دلاتا ہے - اسي طرح عہد انبیاء کے جو مقدس نفوس ہیں ' اونکے سوانح و حالات کو بہي پیش کرتا ہے - جہاں قرآن کریم نے یہ کہا کہ : لقد کان لکم في رسول الله اسوۃ حسنـۃ لمن کان یرجو لقاء الله والیوم الاخر و ذکـرالله کثیرا (احزاب : ۸) وہاں صحابہ کے متعلق بہي ارشاد فرمایا کہ : لقد کان لکم فیہم اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو الله والیوم الاخیـر و من یقـول فان الله غني حمیـد - (۶۰ : ۶) ایک دوسـرے مقـام پر حضـرت ابراهیـم کے اسوۂ حسنہ کے ساتھہ اونکے متبعین کے بہي اسوۂ حسنہ کا ذکر کیا گیا :

قد کانت لـکم اسوۃ حسنـۃ في ابراهیم والذین معہ اذ قالوا لقومہـم انا براء منکم و ممـا تعبـدون مـن دون الله - (ممتحنہ : ۴)

ایک جگہ حکـم ہوا کہ : یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا الله و اطیعوا الرّسول تو اوسکے بعد ہي متصل فرمایا : و اولی الامر منکم - اور یہ ظاہر ہے کہ صحابہ کرام اولی الامر کے اولین مصداق ہیں - پس جس جس طرح اسوۂ انبیاء کرام کو یاد دلایا گیا ہے اسي طرح آغوش نشینان عہد نبوت کے اسوۂ حسنہ اور طریق عمل کا بہي ذکـر کیا گیا ہے -

خیر الناس قرني ثم اللذین یلونہم ثم اللذین یلونہم (بخاري)

(تفویض اور اسوۂ صحابہ)

تفویض کے معني کسي شے کو سونپ دینے کے ہیں - قرآن حکیم اور احادیث و اثار اس لفظ کو کمال مرتبۂ ایمان کیلیے استعمال کرتے ہیں ' اور بہ تصریح واضح کرتے ہیں کہ جب تک یہ مرتبہ حاصل نہو ' اس وقت تک کوئي انسان مومن کامل نہیں ہوسکتا -

تفویض اسلامي سے مقصود یہ ہے کہ ایک انسان اپنے اندر اور اپنے سے باہر جو کچھہ رکھتا ہے ' وہ سب کچھہ الله اور اسکے رسول کے سپرد کردے اور یقین کرلے کہ میري جان اور میري جان کے لوازم میں سے جو کچھہ ہے ' وہ میرا نہیں بلکہ الله اور اسکے کلمۂ حق کا ہے - تمام کائنات عالم اسی تفویض پر قائم ہے -

روح اگرچہ ہمارے جسماني پیکروں میں ہے مگر ہر وقت خیال یہ ہو کہ یہ ہماري نہیں بلکہ کسي اور کي ہے - مال و متاع ' دولت و تمول ہمارے خزانوں میں مقفل ہو ' مگر یہ یقین ایک لمحہ کیلیے بہي ہم سے جدا نہ ہو کہ یہ سب کچھہ ہمارا نہیں بلکہ کسي دوسرے کا ہے - اعزا و اقارب کا رشتۂ الفت ہمارے گلے ہیں ہو ' مگر اوس ایک رشتہ کے قائم رکھنے کیلیے ہر ان تمام رشتوں کو توڑا جاسکے - آنحضرۃ صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا :

لا یومن احدکم حتی	اوسوقت تک مومن کامل کوئي نہیں
اکون احب الیہ من	ہو سکتا جب تک کہ اوسکي جان و مال اور
مالہ و اولادہ و نفسہ	اہل و عیال سے زیادہ میں عزیز نہ ہوجاؤں -

اس حدیث میں تین چیزوں کا ذکر فرمایا - جان ' اہل و عیال ' مال - اور اگر غور کرو تو انسان کي محبوبات و مطلوبات میں سے جو کچھہ ہے سب اسي کے اندر ہے - اس سے باہر کچھہ نہیں - سب سے پہلے وہ اپني جان اور زندگي کا عاشق ہے اور یہ وہ عشق ہے جو اس سے صدہا عشقوں کو چہڑادیتا ہے - پہر اہل و عیال کي محبت و تعلق کا مرتبہ ہے کہ بسا اوقات انسان اپني جان کو قربان کر ڈالنا چاہتا ہے مگر اپني اولاد و عیال کو دکھہ میں نہیں دیکھہ سکتا - اسکے بعد مال ہے ' اور اسکي محبت کي زنجیریں بہي بڑي ہي سخت ہوتي ہیں - مال اسکي زندگي کے قیام کا ذریعہ ' اسکي محنت کا حاصل ' اور اسکے بقا کیلیے وسیلۂ غذا ہے -

پس اس حدیث میں مومن کي زندگي اور مرتبۂ ایمان کي تکمیل کي یہ تصویر کہینچي گئي ہے کہ جان ' مال ' اہل و عیال سب کي محبت کے رشتوں پر ایمان و حق کا رشتہ غالب آجاے اور صاحب قرآن و داعي اسلام (صلي الله علیہ وسلم) کي محبت و متابعت کے آگے کوئي چیز حتي کہ خود اپني جان بہي وقیع نہو - یہي تفویض ہے ' اور یہي وہ حقیقت ایمان و اسلام ہے جسکي عملي تصویر ہم کو صحابہ کرام کي زندگي میں نظر آسکتي ہے -

اس حدیث کے مطابق تفویض کي ہم بہي تین قسمیں قرار دیتے ہیں : تفویض نفس ' تفویض مال ' اولاد ' اور ان تینوں قسموں کے لحاظ سے ہم صحابہ کرام کے جستہ جستہ واقعات پیش کرینگے -

اس سلسلہ میں ہم ترتیب خلافت کو ملحوظ رکھکر پہلے خلفاء اربعہ کي مقدس زندگي پر نظر ڈالتے ہیں -

(حضرۃ صدیق رض)

سب سے پہلے حضرۃ ابو بکر صدیق رضي الله تعالی عنہ کي زندگي کے چند متفرق واقعات یکجا کرینگے جن سے آن کے تفویض مال و متاع کا اسوۂ حسنہ واضح ہوتا ہے -

[۱]

دنیاء اسلام جانتي ہے کہ حضرت بلال نے صدر اسلام میں جب سر زمین اسلام پر قدم رکھا تو مصائب و آلام نے اونکو کسطرح گہیر لیا تہا ' اور کفار عرب کیسے ہیبت ناک عذاب اونکو دیا کرتے تہے ؟ یہ زہرہ گداز خبر جب حضرت ابو بکر کے گوش گذار ہوئي تو بے اختیار تڑپ اٹہے - رسول اکرم صلعم کي خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا : " کاش اسوقت میرے پاس مال ہوتا تو میں بلال کو خرید لیتا " آخر کار پہر جسطرح ممکن ہوا جستجو کرکے اونکو خریدا اور آزاد کردیا - (ترمذي وغیرہ)

تفویض مال کي یہ سنت حسنہ صرف ایک ہي مرتبہ اُنسے ادا نہیں ہوئي - بلکہ بعینہ اس قسم کے متعدد واقعات ظہور

میں آے - چند مرتبه مختلف غلاموں کو گرفتار عذاب دیکھا اور خرید کر آزاد کردیا - یہانتک که حضرت بلال کیطرح جو غلام خریدے گئے اور پھر آزاد کیے گئے' اونکا شمار سات تک ہے - (استیعاب ج - ۱ - ص - ۳۴۲)

[۲]

جب حضرت ابو بکر مشرف باسلام ہوے ہیں تو اونکے پاس چالیس ہزار درہم تھے - عرب جاہلیة میں اسقدر روپیه کا ہونا ایک غیر معمولی دولت مندی تھی لیکن حضرة ابو بکر نے یه تمام روپیه راه اسلام میں بے دریغ لٹا دیا حتی که خود آنحضرة نے فرمایا: ما نفعني مال ما نفعني مال ابي بكر - یعنی ابو بکر کے مال کے برابر کسیکے مال نے مجھکو نفع نہیں دیا (استیعاب ج - ۱ - ص - ۳۴۲)

ایک مرتبه جناب رسالت مآب صلعم نے صحابه سے سوال کیا که آج جنازه کی نماز کس نے پڑھی؟ تمام خاموش رہے مگر حضرة ابو بکر نے عرض کیا : یا رسول الله میں نے - اسی طرح آپنے چند سوال کیے اور سبکے جواب میں سامعین نے سکوت کیا' لیکن حضرت ابو بکر نے ہر ایک کے جواب میں ہاں کہا - یہانتک که آپنے دریافت فرمایا : مسکین کو آج کھانا کس نے کھلایا ہے ؟ حضرت ابو بکر نے عرض کیا که میں نے - اسکے بعد ارشاد نبوی ہوا : وجبت له الجنــة (مسلم جزء ۲ - ص - ۲۷۴)

[۳]

حضرت عمر فرماتے ہیں که ایک مرتبه آنحضرة نے ہم تمام صحابه کو صدقه کرنیکا حکم دیا - میرے پاس کافی مقدار میں مال موجود تھا - میں نہایت خوش ہوا که آج قطعاً جناب صدیق سے بازی لے جاؤنگا - آخرکار نصف مال میں نے گھر چھوڑا اور نصف لاکر خدمت نبوی میں پیش کردیا - لیکن حضـرت ابوبکر کل مال لے آئے - آنحضرة نے مجھسے سوال کیا که تم اپنے اہل و عیال کیلیے کسقدر مال رکھه آے ہو؟ میں نے کہا که نصف - یہی سوال جناب ابوبکر سے کیا گیا - اونہوں نے جواب میں عرض کیا که کچھه نہیں' خدا اور اوسکے رسول کا نام میرے اہل و عیال کا سرمایه اور میرے گھر کی دولت ہے - حضرت عمر فرماتے ہیں که اسکے بعد مجھے یقین ہوگیا که اب میں کبھی حضرة ابوبکر سے آگے قدم نہیں رکھه سکتا (ترمذی - ج - ۳ -)

[۴]

تم صدر اسلام کی صعوبتوں کو دیکھو' اوسوقت عالم اسلامی کی بینوائی کو دیکھو' یکسر غربت و افلاس کو دیکھو' ہروقت بلاؤں اور مصیبتوں کا حصار و ہجوم دیکھو' پھر سونچو که کیا صحابه کرام کو یه خیال نه تھا که آج گھر لٹا کر کل کیا کھائینگے ؟ کیا اونکو یه خبر نه تھی که اس عالم افلاس میں بظاہر دولت کے آنیکی کہیں سے بھی توقع نہیں' پھر گذران اوقات کیونکر ہوگی ؟ بھوکے بچے کیا کھائینگے ؟ بھوک پیاس سے اونکا تڑپنا کسطرح دیکھا جائیگا ؟ یه تمام خیالات اونکے سامنے بھی تھے - اور آج کی طرح وه بھی عاقبت بیں تھے - تاہم انکے قلب میں ایمان تھا' سینه میں جوش تفویض تھا' سر میں عشق اطاعت رسول کا سودا تھا' رگوں میں جاں نثارانه خون تھا' اور ایثار و جانفروشی کا طوفان اندر سے اوبل رہا تھا جسکے زور سے یه تمام بندھن کٹ جاتے ہیں - اور جب یه کیفیت طاری ہوجاتی ہے تو پھر لوٹنے میں نہیں بلکه لٹانے میں مزه آتا ہے - بننے میں نہیں بلکه بگڑنے میں خوشی ہوتی ہے - اقامت میں نہیں بلکه غربت میں عیش و سرور معلوم ہوتا ہے - بہشت نما قصروں میں نہیں بلکه ہیبت ناک جنگلوں میں [illegible] ہے - اگر تمہاری مادی آنکھیں اس عالم وجد و سرور کو مشاہده نہیں کرسکتیں تو صفحۂ قرطاس پر ان واقعات کو تو دیکھه سکتی ہیں ! فهل من مدكر؟

(مراسلات)

مجـــوزه شیعـــه کالـــج

البلاغ نمبر ۱۳ اور ۱۴ وصول ہوا - شیعه کالج پرخاتمه سخن اور سورۂ و التین کا تتمه باب تفسیر نظر سے گذرا - مگر قبل اسکے که ان کے متعلق کچھه راے زنی کیجاے' کیا حقیر کو یه کہنے کی اجازت ہے که عالیجناب میرزا محمود طرزی بے ایڈیٹر سراج الاخبار کابل نے حضور کے باره میں جو کچھه فرمایا ہے' وه گویا میرے منهه سے بات چھین لی ہے ؟ آپ سے برتر صاحب زبان و قلم' آپ سے عالی مرتبه مصلح ملت' اور آپ سے بڑھکر مومن مخلص اس وقت کون ہے ؟ آپ کے دل کی کیفیت میں جو کچھه بھی کیف ہے' وه الہلال مرحوم و البـلاغ کی آنکھوں سے ٹپکتا ہے - اسپر حضور یه ستم کرتے ہیں که میرزا موصوف کے جواب میں نظیری کا شعر پیش کرتے ہیں - یه محض انکسار ہے - جناب میرزا محمود نه معلوم آپ کو کیا جواب دیں' مگر انکی طرف سے اور نیز ہندوستان کے گوشه گوشه سے یه صدا اٹھه رہی ہے : (نظامی)

دبیر نکته سنجی' ساحری' نے نے غلط گفتم
فسوں سازی فسوں خوانی فسون سامری دانی !

غالب نے اپنے دیوان کے بارے میں دعوی کیا ہے که :

غالبِ اگر فن سخن دیں بودے
آں دین را ایزدی کتاب ایں بودے

آج وه دعوی اگر آپ کریں تو کس کو کلام ہوسکتا ہے ؟ مگر شاعرانه تعلی کی جگه آپ کے انکسار طبع نے البـلاغ کا مرتبه بلند کردیا ہے !

کیا عرض کروں که سورۂ تین کی تفسیر پڑھکر آنکھیں کسقدر روشن ہوگئیں - بیشک حضور ہی کا قلم ہے جس نے اس میدان میں یوں گل افشانی کی که میدان میدان نه رہا بلکه چمن حقائق و معارف ہوگیا - تین اور زیتون کی شہادت دینے کی جو پہلے بیان کیگئی تھی وه دل کو لگتی نه تھی - تفسیر کے معنی ہیں که آنکھوں کے سامنے جتنے پردے پڑے ہوں سب اوٹھه جائیں - یہی حالت حضور کی تحریر پڑھکر ہوئی - ہندوستان کے مدعیان علم کہاں سے آپ کا ایسا دماغ لائیں جو فلسفۂ قدیم موجوده فلسفۂ یورپ کا احاطه کرکے فلسفۂ اسلام سے اسکا موازنه کریں اور دکھادیں که سب باطل اور ظن ہیں - فقط اسلام ہی حق عین فطرت ہے - سبحان الله ! حضور یقین مانیں که میں ایک عزیز کو پرسوں وه تفسیر سنانے لگا تو محویت کا یه عالم تھا گیاره بجے شب سے پڑھتے پڑھتے صبح کے تین بج گئے ! قادر الکلامی اور معجز بیانی کسی میں ایسی تو ہو؟ تین اور زیتون سے اشاره جناب حضرة عیسی علیه السـلام کی ذات مقدس کیطرف تو آیت قرآنی کے معنی بالکل واضح ہوگئے - اور مزید رد و جواب کی مطلق گنجایش نہیں - !

اس تفسیر کو دیکھکر تفسیر القرآن کیلیے بیچینی اور بڑھ گئی خدا آپ کی ذات کو ہم میں تا صد و سی سال باقی رکھے ! گمراہاں راه کیلیے ہمیشه شمع ہدایت ثابت ہوں -

شیعه کالج کی بابت یه عرض کرنا ہے که حضور کی عین صائب ہے - میں خود امامیه طریق رکھتا ہوں مگر ہاں و تفریق کو حقیقت امامیت نہیں سمجھتا جیسا که اہل وغیره سمجھتے ہیں - حضور کی راے سے مجھے اتفاق کلی ہے - " استیٹسمین " وغیره میں میں ایک مضمون بھیجنے جسمیں آپ کی تحریر کا حواله رہیگا اور دو ترمیمیں جو پیش ہیں انکی تائید ہوگی -

شیعہ کالج کا نام بدل دینا اور کالج فنڈ میں غیر شیعہ کی امداد قبول کرلینا ' یہ دو ایسی باتیں ہیں جکے ماننے میں غالباً کسی کو عذر نہ ہوگا - ان افراد اور اس جماعت کی مخالفت سے قطع نظر جو سوا شیعوں کے دنیا کے کسی فرد بشر کو جنت کیلیے مستحق ہی نہ سمجھتے ہوں ' ایسے تعصب کی مخالفت تو کوئی روک نہیں سکتا - رہا یہ کہ عام شیعوں کا کیا خیال ہے ؟ تو مذہب امامیہ بد قسمتی سے ایسے لوگوں کی امانت میں ہے جو کسیطرح اہل نہیں اور اپنے بیجا تعصب سے مذہب کو بدنام کرتے ہیں' ورنہ خود اسلام (یا اسکا کوئی طریق اختیار کیا جاے) تعصب سے کوسوں دور ہے -

خدا کرے آپ کی ترمیموں کی تائید میں ہندوستان کے ہر گوشہ سے صدائیں بلند ہوں !

(سید رضی احمد بلگرامی)

البــلاغ :

الحمد للہ کہ سورۂ و التین اور حقیقت شہادۃ تین و زیتون کے متعلق آپنے جو سوال کیا تھا ' اسکا جواب آپکے لیے موجب تسکین و اذعان ہوا - اپنی محبت اور حسن ظن کی وجہ سے آپنے جو کچھہ لکھا ہے ' اللہ تعالی ہم سب کو اسکا اہل ثابت کرے -

مجوزہ شیعہ کالج کے متعلق فقیر نے جو کچھہ لکھا ہے ' وہ محض ایک مخلصانہ التماس ہے جو اگر سنی گئی تو کلمۂ اسلام و ملت کی سب سے بڑی خدمت ہوگی' اور اگر اعراض کیا گیا تو و ما علینا الا البــلاغ - اللہ علیم و خبیر ہے اور وہ بہتر جانتا ہے کہ جو کچھہ لکھا گیا وہ فریقانہ تعصب و تحاسد کا نتیجہ ہے یا ایک ایسے دل کی صدا ہے جو اس طرح کے تمام جذبات سافلہ و رذیلہ سے الحمد للہ کہ بالکل پاک ہوچکا ہے - آپکو یاد ہوگا کہ جب آپ نے شیعہ کالج کے متعلق خط لکھا اور پھر خود آکر ملے اور سخت اصرار کیا کہ اس تحریک کی اصلاح کیلیے میں قلم اٹھاوں تو میں نے کیا جواب دیا تھا ؟ آپ بسبب اپنے کمال جوش اتحاد و عشق وحدۃ اسلامی کے مصر تھے کہ دوسرا کالج قائم ہی نہ ہونا چاہیے- لیکن میں نے اس سے مخالفت کی تھی اور کہا تھا کہ صرف طرز عمل اور طریق کار کا سوال ہے' اور اگر ان حالات سے الگ رکھکر اس تحریک کو شروع کیا جاے جو اغیار کی خود غرضانہ مصلحتوں کا نتیجہ ہیں ' تو نفس تحریک سے کوئی وجہ اختلاف نہ ہونی چاہیے-

خط کے اخر میں آپ لکھتے ہیں کہ جن بزرگوں کے ہاتھہ میں آج فرقۂ امامیہ کی امانت ہے وہ کسی طرح اسکے اہل نہیں - لیکن میں تو کوئی وجہ نہیں پاتا کہ ایسی شدید مایوس راے آپ قائم کریں - میں دیکھتا ہوں کہ الحمد للہ جماعۃ شیعہ میں (اور جماعۃ صرف ایک ہی ہے جسکا نام اسلام ہے) ہر جگہ اور ہر حصہ میں ایسے ارباب نظر و راے موجود ہیں جنسے بڑی بڑی امیدیں ہم سب کی وابستہ ہیں ' اور انشاء اللہ تعالیٰ مایوسی کی جگہ ہر طرح فتح باب امید ہے - جماعۃ امامیہ کا سب سے بڑا مرکز و مبدء علوم و مذہب سر زمین عراق اور علی الخصوص عتبات عالیات (زاد اللہ شرفہم) ہیں ' اور آپ کو معلوم ہے کہ حضرات مجتہدین کرام عراق و حجج اسلامیۂ عتبات عالیات نے سالہا سال سے کس طرح وحدۃ امۃ و اتحاد کلمہ کیلیے قولاً و فعلاً اسوۂ حسنہ پیش کیا ہے' اور علی الخصوص حضرۃ شہید خامس آیۃ اللہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کے اعمال مقدسہ ہمارے سامنے ہیں ' اور انکے نقش قدم پر چلنے والے انسے بڑھکر اپنے اقدام حق کا ثبوت دے رہے ہیں - پھر ہندوستان میں بھی جہانتک فقیر کی معلومات ہے ' ایسے ارباب نظر و فکر موجود ہیں جنکی توجہات گرامی سے کسی طرح بھی ہم نا امید نہیں ہوسکتے - علی الخصوص جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ جنکی ذات گرامی سے فقیر کو ہمیشہ بہترین توقعات رہی ہیں اور مجوزہ شیعہ کالج کے متعلق بھی امید واثق ہے کہ وہ آخری صحبت کی دو گذارشوں پر ضرور توجہ فرمائینگے ' اور انشاء اللہ مسئلۂ وحدۃ کلمہ و حفظ بیضۂ ملت و اتحاد احزاب و فرق اسلامیہ کی دعوۃ حقہ پر ہم سب سے زیادہ انکی نظر صائب کام فرما ہوگی - نیز چونکہ جناب ممدوح کی خدمت میں فقیر کو شخصاً نیاز حاصل ہے ' اور وہ فقیر کے مسلک و اصول سے بخوبی واقف ہیں ' اسلیے کسی طرح یہ امید نہیں کیجا سکتی کہ اس بارے میں بعض نادان و نافہم طبائع کی پیدا کردہ غلط فہمیاں انکے لیے موجب عدم التفات ہوسکیں - و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعبــاد -

---

ایک اہم علمی مسئلہ !

تجربہ کی قوت' اور یہ کہ تجربہ سے تمام مشکلیں دور ہو جاتی ہیں !

یہ مسئلہ حل ہوگیا کہ صناعۃ کے مسئلہ میں ملک اور سر زمین کو دخل نہیں !

رنگون سوپ ورکس اس اکتشاف کا ذریعہ ہے

یورپ اور ممالک متمدنہ کی صناعیوں اور عملی ایجادات کا سلسلہ جس وقت سے شروع ہوا ہے' اسی وقت سے یہ مسئلہ بھی تمام مشرقی ممالک اور علی الخصوص اہل ہند کے سامنے ہے کہ کیوں یورپ کی سی صنعتیں اور مصنوعہ چیزیں ہماری سر زمین میں نہیں بن سکتی ہیں ؟

اس سوال کا ہمیشہ ایک ہی جواب رہا ہے اور جس وقت سے سوال ہے اس وقت سے وہ جواب بھی موجود ہے - صنعت و حرفت کی کنجی تجربہ ' کوشش ' سرمایہ ' اور سرمایہ کے صحیح استعمال میں پوشیدہ ہے - اگر ہندوستان بھی انہی اصولوں سے کام لے اور تجربہ کی راہ میں اولوالعزمانہ قدم رکھے تو وہ سب کچھہ کر سکتا ہے جو یورپ ' امریکہ ' اور جاپان میں ہو رہا ہے !

اس جواب کی صداقت کا عملی ثبوت " رنگون سوپ ورکس " یعنی صابون سازی کا کارخانہ واقع رنگون ہے - اس کارخانے نے کافی سرمایہ لگا کر اور جدید علمی و صناعی اصولوں سے کام لیکر صابون بنانے کا کام جاری کیا اور جاپان کے ماہرین کیمسٹری سے مدد لی - اسکا نتیجہ ہمارے سامنے ہے - بہترین ' خوشبودار ' خوش رنگ ' مفید رنگ و جلد ' اور بالکل بے ضرر صابون مثل ولایتی صابونوں کے بننے لگے ' اور تھوڑے ہی عرصے میں اسکا غلغلہ دور دور تک پہنچ گیا -

اگر آپ کے دل میں ملکی صنعت و حرفت کا درد ہے ' تو کیا یہ ضروری نہیں کہ آپ اس کارخانے کے صابونوں کو ولایتی صابونوں پر ترجیح دیں ' جب کہ چیز ویسی ہی اور قیمت میں ارزانی ہے ؟

اس کارخانے کا صدر دفتر " مکان نمبر ۱۶ - گلی نمبر ۲۸ - رنگون " ہے اور اسکی ایک شاخ کلکتہ کیننگ اسٹریٹ - میتھ بلڈنگ ' نمبر ۳۴ " میں موجود ہے - کم سے کم ایک بار تجربہ تو کیجیے اور دیکھیے کہ خود اپکے ملک میں بھی کیا کچھہ ہو رہا ہے مگر آپکی بے التفاتیاں اور یورپ کی پرستش ہے جس نے ملکی صنعت و حرفت کا دروازہ بند کردیا ہے !

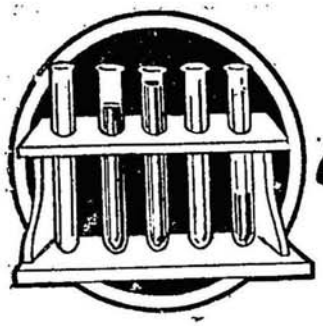

مذاکرہ علمیّہ

التحـــول الفجـــائي

یعنـي

(MUTATION)

(۲)

(اعصار تغیرات)

ان دونوں دتونوں کو صحیح دسلیم درنے دعد بهي ایک سوال رهجاتا هے - یعني یه تمام تنوع و تعدد کتنے عرصے میں هوا ؟

ڈارون نے مدت کي تعیین نہیں کي تهي اسلیے تقدیر و تخمین ے سامنے ایک غیر محدود میدان پڑا تها مگر تهوڑي هي دور کے بعد عمر زمین کي آخري سرحد ملجاتي تهي

علماء طبقات الارض زمین کي جو عمر تجویز کرتے تے' وہ ان کثیر التنوع اور سست رفتار تدریجي تغیرات کے لیے ناکافي معلوم هوتي تهي - اسلیے قدرتي طور پر دو صورتیں پیدا هوگئي تهیں :

(۱) زمین کي عمر کا تخمینه غلط هے -

یه صورت قرین قیاس اور دلائل و برهان سے بے نیاز تهي - اسلیے عموماً یهي اختیار کي گئي اور علماء ارض نے اپنے تخمینه کے حدود وسیع کرکے سو ملین سال تک مدت عمر ارض وسیع کردي -

(۲) یه مانا جاے که جسطرح مخصوص حالات کے بعد ایک فرد سے دوسري مختلف فرد پیدا هوجاتي هے' اسیطرح مخصوص حالات کے بعد ایک نوع سے دوسري مختلف نوع پیدا هوگئي هے -

اس اجمال کي تفصیل یه هے که جسطرح نوع مجموعه افراد کا نام هے' اسیطرح فرد مجموعه حویصلات کا نام هے - حویصله کي تعریف تم پڑھ چکے هو - یعني وہ ابتدائي کرۂ حیات جس سے بتدریج جنین بنتا اور پهر حیوان کي شکل اختیار کرتا هے - ان حویصلات میں سے هر ایک حویصلے سے ایک اور حویصله پیدا هوتا هے - پهلا حویصله مرجاتا هے' دوسرا حویصله اسکي جگه لے لیتا هے - اپنے پیشرو کي طرح اس حویصلے سے بهي ایک اور حویصله پیدا هوتا هے - یه بهي مرجاتا هے اور اسکي جگه نو پید حویصله لیلیتا هے - غرض اسیطرح حویصلات کي موت و پیدایش کا سلسله جاري رهتا هے (۱) پس فرد و نوع دونوں مستقل بالذات کوئي شے نہیں هیں' بلکه اول الذکر حویصلات اور ثاني الذکر افراد کے مجموعه کا نام هے -

پس جسطرح یه ممکن هے که ایک مجموعۂ حویصلات (فرد) سے دوسرا مجموعۂ حویصلات اسطرح پیدا هوجاے که دونوں میں نمایاں اختلاف هو' اسیطرح یه بهي ممکن هے که ایک مجموعه افراد (نوع) سے دوسرا مجموعه افراد (نوع) اسطرح پیدا هوجاے که دونوں میں امتیاز واضح هو - اور نیز جسطرح مجموعه حویصلات میں اختلاف کے لیے یه ضروري نہیں که بتدریج و بدفعات پیدا هو' اسیطرح مجموع افراد میں بهي اختلاف کے لیے اس قید کي کچهه ضرورت نظر نہیں آتي -

(التحول الفجائي)

یہي مقام ہے نظریه "تحول فجائي" پیدا هوتا هے' اور اس مضمون میں همارا اصلي مقصود یهي جدید نظریه هے -

لفظ تحول "حول" سے هے - حول کے معني "تغیر الشي و انفصاله عن غیره" کے هیں یعني کسي چیز میں ایسے تغیر کا هونا که وہ کسي دوسري چیز سے بالکل الگ هوجاے - مذهب ڈارون کي بنیاد اس اعتقاد پر هے که مختلف موثرات و گرد و پیش کي بنا پر بتدریج تغیرات پیدا هوتے هیں اور پهر وہ یهاں تک بڑھ جاتے که بالکل ایک مختلف نوع پیدا هوجاتي هے - پس ایسے تغیر کیلیے صحیح ترین لفظ عربي میں "تحول" هے -

لیکن کیا حسب مذهب ڈارون همیشه یه تحول بتدریج هوتا هے یا کبهي ایسا بهي هوسکتا هے که بغیر کسي بڑي علم الارضي یا طبیعیاتي مدت کے یکایک هوجاے ؟ تحول فجائي اسي دوسرے پہلو کا نام هے - "فجائي" یعني یکایک' اچانک -

یه صورت ایک زمانے تک محض اجمال کي حد تک رهي' سب سے پہلے هالینڈ کے ایک عالم نباتات پروفیسر دي ویریس نے اس اجمال کو علمي مسئله کي صورت میں بہ تفصیل پیش کیا -

دنیا کے تمام اکتشافات و اختراعات قریباً اتفاق و بخت کي رهنمائي سے هوے هیں - پروفیسر دي ویریس نے امسٹردم کے باغ میں ایک دفعه هر قسم کے بیج بوے' اور نہایت احتیاط کے ساتهه انکي نگراني شروع کي - جس پودے میں اصلي درخت سے ذرا بهي اختلاف نظر آتا تها' اسکے گرد ایک اوٹ کهڑي کردیتا تها تاکه ایک پودہ دوسرے پودے سے ملنے نه پاے' اور یه شبه نه هو که یه اختلاف متعدد پودوں کے باهم ملنے کا نتیجه هے -

یه سلسله عرصه تک جاري رها' یهاں تک که پروفیسر موصوف نے دیکها که بعض درخت اپنے هم نوع درختوں سے اسقدر علحدہ هوگئے که انکو مستقل نوع یا کم ازکم مستقل صنف کہنا بیجا نه تها -

ایک درخت هے جسکے پتوں کي قطع گدهے کے کان سے ملتي هوئي نظر آتي هے - یه درخت امریکن نژاد هے - سنه ۱۶۱۳ع میں امریکه سے هالینڈ لایا گیا - یهاں کي آب و هوا سازگار هوئي' اور جنگلوں اور باغوں' دونوں مقامات میں پیدا هونے لگا - سنه ۱۸۷۵ میں دیکها گیا که شهر بلورهم کے اطراف میں یه درخت بکثرت پیدا هوا' بڑها' اور اتنے گونه گوں اقسام پیدا هوگئے' گویا اسوقت یه خاندان علم طبقات الارض کے دور اول میں هے' اور نئے نئے اصناف پیدا هو رهے هیں !

---

(۱) حویصلات کا نظریه دلچسپ اور علمي حیثیت سے نہایت اهم هے - مگر اجمال ناکافي هے اور تفصیل کا موقع نہیں - مواد پیش نظر هے - بشرط فرصت انشاء الله تعالی اس نظریه پر بهي مفصل بحث کي جائیگي - اس مضمون میں اصل نظریه کي تشریح اور دلائل کے علاوہ اس پر بهي بحث کي جائیگي که حکماء اسلامیه کے مشهور و معروف مسئله تجدد امثال اور اس نظریه کچهه فرق هے یا نہیں ؟ اگر هے تو کسقدر هے ؟ منه

دي وبريس نے جو درخت لگائے تھے ' انمیں ایک درخت یہ بھي تھا - سنه ١٨٨٦ع سے سنه ١٩٠٠ع تک وہ برابر اس درخت کو لگاتا رہا - پہلے ھي سال یعني سنه ٨٧ع میں جو درخت نکلے ' وہ اصل سے مختلف الشکل تھے - دوسرے سال سنه ٨٨ع مین جو درخت پیدا ہوے ' وہ نه صرف اصل سے مختلف ھي تھے بلکه خود انمیں باہم اختلاف بھي تھا -

سنه ١٩٠٠ع میں دي وبریس کے پاس اس درخت کے ٨٠٠ پودے تھے جنکي ترتیب و تقسیم کے بعد مستقل ٧ - اصناف پیدا ہوتے تھے - یه یاد رکھنا چاھیے که یه ٨ سو دودے ایک ھزار پودوں میں سے منتخب کیے گئے تھے - اس حساب سے تحول فجائي کا اوسط ٢ - ١/١ في صدي ھوا -

ڈاکٹر وہائٹ چیرٹ کہتے ھیں :

" میں نے سنه ١٨٩٨ع میں ولایتي بیگن کي الکم نامي قسم کے ٢٤٠ درخت لگاے - پھول آنے سے پہلے میں نے ان کو اکھاڑ کے اپنے چھوٹے پائیں باغ میں لگادیا - وھاں درخت لگ گئے اور خوب پھلے پھولے - انمیں جو پھل لگے وہ ویسي ھي تھے جیسے که انکي اصل میں لگتے تھے - تنا تقریباً دو میٹر کا لمبا مگر اتنا نازک اور پتلا که دوھرا ھو ھو کے زمین پر آ گیا تھا ' پتوں کا رنگ ھرا ' سطح پر جھریاں کم ' پھل کا قد میانه وضع ' شکل کروي مسطح اور عرض میں کسیقدر مستطیل ' پر مغز ' خوش ذائقه ' پکنے کے بعد رنگ سبزي سے قرمزي ھوجاتا تھا - قرمزي کے ساتھه کسیقدر زردي بھي ھوتي تھي - تمام پھل ایک ساتھه پکتے تھے - ان پھلوں میں جو پھل سب سے اچھے تھے ' اُن میں سے چند پھلوں کے بیج لیکے ایک کیسے میں رکھه لیے - دوسرے سال جب فصل آئي تو میں نے پھر یه بیج بوے - مجھے انتظار تھا که ابکے بھي الکم کے بیگن پیدا ھونگے - کیونکه میں نے نہایت عمدہ پھلوں کے بیج پوري احتیاط کے ساتھه محفوظ رکھے تھے اور کوشش کي تھي که ان میں دوسري قسم کا ایک بیج بھي ملنے نه پاے - پھر جس جگه یه بیج بوے گئے تھے ' وھاں اور کوئي درخت بھي نه تھا - با ایں ھمه جب انکي کلي پھوٹي تو اصل سے بالکل مختلف تھي ' بڑھي تو تنا سیدھا مگر بلندي ایک اور ثلث میٹر سے زیادہ نه تھي - شاخ کم اور سخت ' لچک ندارد ' پتے سبز تھے مگر عریض ' گنجان اور سطح پر شکنیں ' پھل کي شکل اصلي پھل سے ھمشکل تھي مگر ذائقه اور رنگ دگرگوں ' سرخي اور لذت دونو زیادہ ' مگر زردي مفقود - میں سمجھا که نه تو یه بیگن کي کوئي قسم ھے اور نه الکم کا درخت ' میري غفلت سے غلطاً بیج ضائع ھوگئے اور یه کوئي دوسري ھي چیز ھے جو الکم کي جگه بو دي گئي -

پھر سنه ١٩٠٠ع میں میں نے فلاد سیڈ اسٹور (مخزن تخم) سے الکم کے بیج خریدے - یه بیج ان درختوں کے تھے جو پنسلفانیا میں بوے گئے تھے جہاں سے میں نے پہلے الکم کے درخت لیے تھے - یه بیج بڑھے ' درخت بھي لگے - مگر ان درختوں سے بالکل مختلف جن کے حالات پہلے بیان کیے جا چکے ھیں - یه یاد رکھنا چاھیے که ان درختوں کے گرد و پیش ولایتي بیگن کي کسي اور قسم کا ایک درخت بھي نه تھا -

جیسا که میں نے پہلي دفعه کیا تھا اس بار بھي نہایت احتیاط کے ساتھه بہترین پھلوں کے بیج رکھه لیے اور دوسرے سال بوے - بحیرت وصد تعجب ! که ابکي بھي سنه ١٨٩٩ع کي طرح شاخیں ' پتے ' پھول ' سب کچھه اصل سے مختلف اور سنه ٩٩ع کے درختوں اور پھلوں سے مشابه نکلے ! اس مرتبه اسکي وجه میں اپني غفلت کو نہیں قرار دیسکتا تھا کیونکه بیجوں سے لیکے پھل کے آنے تک تمام کام میں نے خود کیے ' اور اسي توجه و اعتناء کے ساتھه جیساکه میں تمام تجارب علمیه میں کرتا ھوں - یه اختلاف ھر بیج میں تھا ' اور ایک درخت بھي اپني اصل کي طرح نه تھا -

مجھے یقین ھوگیا که اب یه دوسري قسم پیدا ھوگئي ھے - میں نے اس کا نام واشنگٹن رکھا ھے - یه قسم رنگ و ذائقه اور برگ و بار ' دونوں میں اپني اصل سے مختلف ھے "

غرض پروفیسر دي وبریس اور ڈاکٹر وہائٹ کے تجارب سے معلوم ھوتا ھے که اس آھسته خرام تدریج کے بغیر بھي جو ڈارون مانتا ھے ' بالکل ممکن ھے که ایک اصل کي بعض فرعیں یکایک اپني اصل سے مختلف ھوجائیں اور ایک مستقل نوع قرار دیجا سکیں -

(عالم حیوانات)

ان تجارب کا اثر صرف نباتات پر ھے ' اسلیے ان سے صرف نباتات میں تحول فجائي کا ثبوت ملتا ھے - اب دوسرا سوال یه ھے که آیا حیوان میں بھي تحول فجائي ھوسکتا ھے ؟

یه صحیح ھے که نباتات کي طرح حیوانات میں بھي تحول فجائي کے وقوع کي کوئي شہادت قطعي و عیني موجود نہیں ' لیکن سوال یه ھے که :

(١) کیا تحول فجائي ممکن ھے ؟

(٢) کیا تحول فجائي محض احتمال ھے ' یا اس حد سے گذر کر واقعه کي صورت میں بھي کہیں آچکا ھے ؟

(٣) حیوانات میں اسکے وقوع کے لیے کوئي امر مانع ھے ؟

(٤) طبقات الارض کے درس و مطالعه سے کیا معلوم ھوتا ھے ؟

نباتات میں تحول فجائي کے متعلق ھم جسقدر لکھه چکے ھیں ' اس سے اندازہ ھوگیا ھوگا که اول الذکر دو سوالوں کا جواب اثبات میں ھے - البته وقوع کي شہادتیں ابھي اس کثرت تک نہیں پہنچي ھیں که یه نظریه اپنے آخري دور اذعان تک پہنچ جاے

تحول فجائي کے ماننے میں پس و پیش اس بناء پر نه تھا که اسکا مظہر کون ھے ؟ بلکه اس بناء پر تھا که آیا وہ في نفسه ممکن الوقوع بھي ھے یا نہیں ؟ اور اگر ھے تو اسکے وقوع کا کیا ثبوت ھے ؟ اسلیے جب نباتات میں اسکے وقوع کا ثبوت مل چکا ھے تو اب حیوان میں اسکے امکان کا سوال نہیں رھا بلکه ثبوت وقوع کا سوال سامنے آ گیا ھے -

فرانس کے ایک مشہور حکیم طبیعي موسیو داستر نے حال میں اس موضوع پر نہایت تفصیل سے بحث کي ھے جس کا خلاصه رساله سائنٹفک امریکن میں شائع ھوا ھے - اس بحث کے ذکر سے پہلے زمین کے مختلف طبقات کو سمجھه لینا چاھیے - چونکه طبقات ارض کا ذکر عرضاً آگیا ھے ھم صرف اصل نظریه کے ذکر پر اکتفا کرینگے -

(طبقات ارضیه)

یه مشتعل و ملتہب اجرام جنکو فلکیات میں " شموس " یعنے سورج کہتے ھیں ' تمام سیارات کے وجود کا سرچشمه ھیں - قانون اشتعال کي بناء پر یه اجرام بڑے بڑے دھکتے ہوے ٹکڑے اچھالتے رھتے ھیں - یه ٹکڑے تھوڑي دور جاکے پھر واپس آ جاتے ھیں اور انھي میں گر پڑتے ھیں ' یه اجرام پھر انکو اچھالتے ھیں اور وہ پہلي مرتبه کیطرح پھر واپس آجاتے ھیں - یه سلسله برابر جاري رھتا ھے -

یه اجرام اپنے محور پر گردش کرتے رھتے ھیں - اسي حالت میں اتفاق سے کبھي کوئي ایسا واقعه پیدا ھو جاتا ھے جسکي وجه سے کوئي ٹکڑہ ان اجسام میں سے نکلجاتا ھے اور پھر انمیں واپس نہیں آتا - اسي وقت اس ٹکڑے کے گرد ایک مخصوص دائرہ پیدا ھو جاتا ھے ' اور وہ ٹکڑہ مستقل ھوکر اس دائرہ میں بلا انقطاع گردش کرنے لگتا ھے -

تمام سیارات کي طرح زمین بھي آفتاب کے جسم کا ایک ٹکڑا ھے - اسکے انفصال و انقطاع کي صورت وھي ھوئي جو اوپر ھم نے بیان

كي ہے - ابتداء انقطاع میں یہ شعلۂ مجسم تھا- فضاء محض میں گردش کا اقتضاء یہ تھاکہ اسکي حرارت نکلے' خروج حرارت کا لازمي نتیجہ یہ تھا کہ جسم میں برودت پیدا ہو' برودت اپنے ساتھہ انجماد لاتي ہے- چنانچہ جب اسکي حرارت نکلي تو اسمیں انجماد شروع ہوا ' اور اس سیال کرے کے بالائي حصہ پر ایک سطح منجمد قشري تیار ہوگئي- (انجماد قشري یعني ایسا انجماد جسپر چھلکے کي طرح بالائي غلاف ہو) یہ قشر باریک تھا اور ان مواد سے تیار ہوا تھا جو پگھلے ہوے بہتے پھرتے تھے - یہي قشر یا سطح منجمد زمین کا طبقۂ اولی کہلاتي ہے -

طبقہ اولی کے نیچے ایک آتشکدہ تھا کہ برابر جل رہا تھا - بخارات پیدا ہوے اور اس طبقہ کے مسامات کي راہ سے نکلکر بلند ہوگئے - اوپر جاکے ابر بنے اور ابروں سے دریا پیدا ہوے ' ان دریاوں میں ارضیت کے قابل جو اجزاء تھے' وہ نیچے بیٹھگئے ' اور ایک دوسرا طبقہ تیار ہوگیا - اس طبقہ میں حیوانات کے بقایا و آثار اور مختلف اقسام کے پتھر بھي پاے جاتے ہیں - یہ طبقہ ثانیہ کہلاتا ہے -

اسکے بعد ایک اور طبقہ ہے - یہ طبقہ مختلف قسم کے پتھروں سے مرکب ہے- اسکو طبقہ ثالثہ کہتے ہیں- اسکے بعد وہ طبقہ ہے جسکو طبقہ رابعہ کہتے ہیں' اور جسکے متعلق موسیو داسترے نے اپنے مضمون میں دعوی کیا ہے کہ حیوانات میں تحول فجائي علم الارض کے دور اولین میں ہوا تھا-

موسیو داسترے نے اس دعوی پر ان بقایا و آثار سے استدلال کیا ہے جو طبقہ اولی کے کھنڈروں کے درس و نظر (اسٹڈي) کے وقت نظر آتے ہیں -

ان کھنڈروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا تمام انواع حیوان اسوقت بہت تھوڑے عرصہ کے اندر پیدا ہوگئے تھے - کیونکہ طبقہ اسدرجہ باریک ہے کہ انکي ساخت کے لیے طویل زمانے کي ضرورت نہیں -

تاریخ طبیعي (نیچرل ہسٹري) میں ایک اصطلاح زحافات یعني (Reptiles) بھي ہے - زحافات سے مراد وہ حیوانات ہیں جنکے جسم کا قوام ہڈي اور ٹھنڈے خون سے ہوتا ہے -

زحافات علم الارض کے دور ثاني میں پیدا ہوے ہیں - انکے بقایا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے اندر غیر معمولي تنوع و اختلاف تھا - بعض بلي سے بھي چھوٹے تھے - بعض ہاتھي سے بھي بڑے - بعض گوشت کھاتے تھے - بعض نباتات- بعض پاني میں رہتے تھے - بعض خشکي میں - بعض دو پیروں پر چلتے تھے- بعض چار پر- یہ تنوع اور اختلاف اگر اُسي تدریج کے ساتھہ ہوا ہے جو ڈارون مانتا ہے' تو اسکے لیے ایک غیر معمولي طویل مدت چاہیے - مگر جیساکہ اس طبقہ کے درس سے معلوم ہوتا ہے ' وہ کسي غیر معمولي و طویل مدت کي جگہ بہت ہي کم مدت میں تیار ہوا ہے -

موسیو داسترے ان تمام نظریات کو پیش کرکے استدلال کرتے ہیں کہ :

" اس طبقہ ارضي کے حالات سے تحول فجائي پر استدلال کیا جاسکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ طبیعۃ کا اصول تسلیۃ صرف قانون تدریج ہي کا پابند نہیں - جب نباتات کے علاوہ حیوانات میں بھي اسکا سراغ چلتا ہے تو پھر اس نظریہ کي تضعیف کي کوئي وجہ ہم نہیں پاتے ' اور ہم کو اس وقت کا انتظار کرنا چاہیے' جب تحول فجائي بالکل قطعي حد تک پہنچ جائیگا "

(استــــدراک)

تحول فجائي کے مسئلہ کو اس قدر تشریح و تفصیل سے ہم نے کیوں لکھا ہے ؟ اور کیا مقاصد اسکي تحریر سے پیش نظر ہیں ؟ انکو ہم آیندہ بسلسلۂ " بقاء حق و فناء باطل " لکھینگے جسکا سلسلہ جاري ہے - یہاں صرف چند اشارات کر دیتے ہیں :

(۱) قانون نشوء و ارتقاء اور مذہب ڈارون کي بنیاد قانون تدرج تخلیق و نشوء پر ہے - یعني کوئي چیز دنیا میں یکایک نہیں پیدا ہو جاتي - بتدریج مختلف دوروں سے گذر کے ایک انتہائي نقطہ تک پہنچتي ہے' اور یہي تحول تدریجي ایک نوع کو دوسري نوع میں بدل دیتا ہے- یہ قانون بالکل صحیح ہے اور ہمارا روزانہ مشاہدہ بھي اسکي تصدیق کرتا ہے ' لیکن جو عموم و اطلاق اسمیں پیدا ہوگیا ہے' اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مذہب کي بعض تعلیمات کے متعلق مدعیان علم کو شبہات پیدا ہونے لگے ہیں -

(۲) کہا جاتا ہے کہ بغیر تدریجي تخلیق و نشوء کے کوئي تخلیق و تبدیلي نہیں ہو سکتي - تمام انقلابات مادیہ کا یہي حال ہے - پس اگر مذہب کسي موقعہ پر اچانک اور ناگہاني تغیرات و تخلیقات کي خبر دیتا ہے تو وہ قابل تسلیم نہیں -

(۳) ہم سرے سے اس اصول ہي کو تسلیم نہیں کرتے کہ حق و باطل اور علم و جہل کا معیار انساني ظن و تخمین اور اسکے قیاسي نظریات ہیں - ظن اور شک کا مقابلہ کبھي اُس کتاب الٰہي سے نہیں ہو سکتا جسکا دعوا یہ ہے کہ میرے پاس ظن نہیں بلکہ یقین ہے ' اور جو سب سے پہلي معرفي اپني ان لفظوں میں کراتي ہے کہ :

لاریب فیہ (آغاز بقرہ)	اس کتاب میں شک و شبہہ کو دخل نہیں

تاہم جن لوگوں کے ایمان و یقین کا سر رشتہ انساني ظن و تخمین کے ہاتھہ میں ہے ' وہ اگر چاہیں تو بغیر اپنے اصول سے انحراف کرنے کے اعلانات قرانیہ کو بھي تسلیم کر سکتے ہیں - یہي نظریۂ تحول فجائي ہے جو یکسر ڈارون کے قانون نشو و تدریج کے خلاف وقوع کي شہادت دیتا ہے' اور یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ نباتات و حیوانات میں بغیر تدریج کے تھوڑے ہي عرصے کے اندر تحولات و انقلابات ہو جاسکتے ہیں - پھر جب غیر تدریجي تحول کا اعتراف شروع ہوگیا تو قانون تحول تدریجي کا عموم کہاں رہا ؟ اور کب نظریۂ ڈارون اس حد تک پہنچ گیا کہ اسکي بنا پر ایک ایسي کتاب کو جھٹلایا جاے جو دعوا کرتي ہے کہ میں ظن و تخمین و نظریات نہیں ہوں - برہان و یقین اور بصائر و " لاریب فیہ " ہوں ؟ اور جسکا لانے والا اعلان کرتا ہے کہ :

ھذہ سبیلي ادعو الی اللہ علی بصیرۃ انا و من اتبعني (آخر یوسف)	یہ ہے میري راہ - میں اللہ کیطرف اس یقین و علم کي بنا پر بلا رہا ہوں جو مجھے حاصل ہے -

اس نظریۂ تحول فجائي سے (جو کو ابھي اپني ابتدائي منزل میں ہے مگر نہیں معلوم آگے چلکر کیا کیا مزید معلومات اسکے بارے میں حاصل ہونے والي ہیں) بے شمار نتائج و بدائع سامنے آتے ہیں - ازانجملہ قرآن حکیم کي اس آیۃ کي تفسیر کرو :

اولیـــس الذي خلق السماوات والارض بقادر علی ان یخلق مثلھم ؟ بلی وھو الخلاق العلیم انما امرہ اذا اراد شیئـاً ان یقـول لہ " کن " فیکـون (اخر یاسین)	کیا وہ خداے حکیم جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ' اسپر قادر نہیں کہ انکے مانند پیدا کردے ؟ بلا شبہ قادر ہے اور وہ سب سے بڑا قوۃ خالقیۃ و مکونیۃ رکھنے والا اور صاحب علم ہے اسکي قدرت و خالقیت کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کسي چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسکے لیے حکم دیتا ہے کہ " ہوجا " اور بس وہ ہوجاتي ہے -

فسبحان الذي بیدہ ملکوت کل شيء و الیہ ترجعون !

مدارس اسلامیه

جـــامــع ازهـــر

(٢.)

(طریق درس)

جامع ازهر میں اعلی اور ادنی درجه کي حیثیت سے تقسیم نہیں هے ' اور نه ایک درجه کے لیے الگ الگ کمرے ہیں ' وهي جامع مسجد کا صحن بهي هے اور وهي درسگاه بهي هے - صحن مسجد میں پتهر کا فرش هے - اسي پر طلبه بیٹهتے هیں' اور هر مدرس کے لیے ایک ستون مخصوص هے - عموماً مدرسین بهي اُسي ستون سے ٹیک لگاکر فرش پر بیٹهه جاتے هیں اور کبهي کبهي اُن کي نشست کرسي پر بهي هوتي هے - جب کوئي مدرس درس دینا چاهتا هے تو ستون سے تکیه لگا کر قبله رخ بیٹهه جاتا هے - طلبه گرد حلقه باندهکر چار زانو هو جاتے هیں' هر طالب علم کے هاتهه میں کتاب هوتي هے - شیخ کے سامنے بهي کتاب هوتي هے - جب استاد درس شروع کرنا چاهتا هے تو پہلے بسم الله اور حمد و نعت پڑهکر رسول الله صلعم پر درود و سلام بهیجتا هے - اس سے فارغ هوکر اکثر تو خود اور کبهي کبهي طلبه سے کتاب کي عبارت پڑهواتا هے اور پهر اُسکي تفسیر کرتا هے - کتاب کا مطلب بیان کرنے میں ایک لفظ کتاب سے باهر نہیں بتاتا - یہاں تک که مثال پیش کرتے وقت بهي اسکا خیال رکهتا هے که مثال کتاب سے باهر نہو - اسي وجه سے ازهر میں سو برس پہلے جو درس دیا جاتا تها' وهي بعینه لفظ بلفظ آج بهي دیا جاتا هے - طلبا استاذ کی تقریر کو قلمبند نہیں کرتے - هاں اثناے تقریر میں اگر وه کچهه نه سمجهے هوں یا اُس مسئله پر کوئي اعتراض پیدا هوتا هو تو استاذ سے پوچهه سکتے هیں اور استاذ خوشي سے اُنکي غلط فهمي دور کردیتا هے' اثناے درس میں اگر طالب علم قانون اخلاق کي خلاف ورزي کرے تو اساتذه چشم نمائي کرسکتے هیں' اور عموماً اشاره و کنایه میں اُسکي غلطي پر تنبیه کرلي جاتي هے -

استاذ آخر میں سورهٔ فاتحه پڑهکر درس ختم کردیتا هے اور رخصت هوتے وقت هر طالب علم اُٹهه اُٹهه کر اُستاذ کے هاتهه کو بوسه دیتا هے اور اُن سے دعاے خیر کي درخواست کرتا هے -

پہلے اساتذه مسائل کي مشق نہیں کراتے تهے مگر فرمان خدیوي مصدره ٢٠ محرم سنه ١٣١٤ کي رو سے اب مشق مسائل بهي ضروریات درس میں سے شمار کي جانے لگي هے -

ازهر میں تعین اوقات کے ایسے کوئي پروگرام نہیں هوتا مگر روز مره کا معمولي پروگرام یه هے :

طلوع آفتاب سے پہلے	تفسیر و حدیث -
طلوع کے بعد سے	فقه -
نماز ظهر کے بعد	نحو و صرف' معاني و بیان و بدیع' اصول فقه
نماز عصر کے بعد	حساب' تاریخ' جغرافیه' اور علوم جدیده -
بعد نماز مغرب	منطق' آداب البحث' هیئة' فلسفه -

یه درس کي مجلسیں عموماً کم سے کم ایک گهنٹه تک اور زیاده سے زیاده دو گهنٹے تک قائم رهتي هیں - معمولاً یہاں کے طلبا چار سبق پڑهتے هیں - دو صبح اور دو شام - انقلاب موسم کي وجه سے دن کے بڑهنے گهٹنے کا اسباق کي زیادتي و کمي پر بهي اثر هوتا هے

ازهر کے دور جدید میں اسکا بهي انتظام کیا گیا هے که مقصود بالذات علوم میں' علوم آلیه سے زیاده وقت صرف کیا جاے -

(مدت تعلیم)

جامع ازهر کي حیات وسطي میں مدت خواندگي کي کوئي تحدید نه تهي' اسلیے تحصیل علم کي علت غائي صرف شکم پروري خیال کي جاتي تهي' اور ازهر بجائے جامع (یونیورسٹي) هونے کے فقیروں کا تکیه بن گیا تها - طلبا بچپن میں داخل هوتے تهے اور مرکر نکلتے تهے - طلبا امتحان میں یا تو داخل هي نه هوتے' یا قصداً فیل هوجاتے که نه فارغ هونگے اور نه مدرسه سے نکلنا پڑیگا - ازهر کي انتظامي مجلس نے اس مسئله پر کافي غور کرنے کے بعد یه قانون جاري کردیا که جو طالب علم چند بار امتحان میں شرکت نه کرے یا امتحان میں ناکامیاب هو' وه ازهر سے خارج کردیا جاے - اسکے علاوه اُنہوں نے مدت خواندگي کي بهي تحدید کي' درجهٔ عالم حاصل کرنے کیلیے کم سے کم باره برس اور زیاده سے زیاده ١٥ - برس تک ازهر اُسکي اعانت کرسکتا هے -

(امتحانات)

علوم قدیمه کے لیے وهاں کوئي سالانه امتحان نہیں هے جس سے طلبه کي تعلیمي استعداد اور مدرسین کي محنت و جاں فشاني کا اندازه هوسکے' یا جو ترقي درجات کا معیار بن سکے - طالب علم جب اپنے آپ میں خود هي اوپر درجوں کي لیاقت محسوس کرتا هے تو وه ان درجوں کو چهوڑ کر آگے بڑهتا هے' اور یوں هي بڑهتا هوا اپنے خیال میں علم کی دشوار گذار راه طے کر ڈالتا هے -

علوم جدیده کا سالانه امتحان لیا جاتا هے - آخري تعلیمي منزل پر پہنچ کر ازهر کي یونیورسٹي اپنے طلبا کو تین قسم کے سارٹیفکٹ (شهادت) تقسیم کرتي هے' گو یه امتحانات اور اسناد سنه ١٢٨٨ - سے جاري هیں مگر شیخ الجامع کے عدم حسن انتظام کي وجه سے انکا نظم کچهه اچها نہیں رها - سنه ١٣٠٥ - میں کچهه اصلاح کي گئي مگر وه پہلے سے بهي زیاده نا کافي رهي - اسلیے سنه ١٣١٤ - میں پهر امتحان کے قواعد پر نظر ثاني کي گئي' اور ان پر آج تک عمل در آمد هوتا هے -

یه غیر سرکاري سند مدارس اسلامیهٔ هند کي طرح اُس شخص کو دي جاتي هے جس نے شیوخ ازهر سے معتبر کتابیں پڑهي هوں اور حسن قابلیت و وسعت معلومات کا اچها نمونه پیش کیا هو - اس سند میں اس بات کي شهادت دي جاتي هے که اس نے ازهر میں تعلیم پائي هے' علوم و فنون میں ماهر هے' درس و تدریس اور افتا کا اسکو حق حاصل هے - مشایخ ازهر اسمیں اتصال اسناد بهي لکهتے هیں یعني اس نے بخاري مجهسے پڑهي اور میں نے فلاں سے پڑهي' اُس نے فلاں سے' اور یوں هي یه سلسله امام بخاري تک ملادیا جاتا هے - سند کا یه قدیم طریقه هے - اسکے موجد محدثین هیں - هندوستان میں بهي یه طریقه رائج هے - اس سند میں استاذ کچهه نصیحتیں بهي لکهه دیتے هیں' جس میں تقوی اور خوف خدا کي هدایت کرتے هیں - نیز لکهتے هیں که جو تمہیں معلوم نہو' اُسکي نسبت فتوی نه دو' محکمه سرکاري میں یه سند کچهه کام نہیں دے سکتي -

(شهادة العالمیة)

یه سند اُس طالب علم کو دي جاتي هے جس نے مسلسل کم سے کم ١٢ - برس تک ازهر میں تعلیم پائي هے - اور اُن تمام علوم کو حاصل کیا هو جو ازهر میں پڑهائے جاتے هیں - اس امتحان کا طریقه یه هے که کم سے کم آٹهه دن پہلے شیخ الجامع

(پرنسپل) اُن مضامین کی تعیین کرکے طالب علم کو اطلاع دیتا ہے جن میں امتحان لینا مد نظر ہوتا ہے - امتحان کے دن شیخ الجامع کي زیر صدارت مجلس امتحان منعقد ہوتي ہے جسکے ممبر علما و اساتذہ ہوتے ہیں - ہر ممبر کو امتحان دینے والے طالب علم سے مضمون کے متعلق ہر قسم کے سوالات کرنیکا اختیار ہوتا ہے - اسوقت طالب علم اپنے کو ایک مدرس او ممتحنین کو شاگرد کي حیثیت سے خیال کرکے اُن سوالات کا جواب دیتا ہے ' اور یوں حسب حیثیت اول ' دوم ' سوم ' درجہ میں کامیابي کي سند دي جاتي ہے- اس سند پر خدیو معظم کے بھي دستخط ہوتے ہیں' اور بعض ممتاز کامیاب طالب علموں کو اسکے ساتھہ خلعت بھي دیا جاتا ہے - اس سند کے حاصل کرنے والے طلبہ جامع ازہر اور مصر کے دیگر مدرسوں میں ہر قسم کي تدریس کے علاوہ مصري محکمہ قضاء شرعي اور افتاء کي خدمات سے بھي مستفید ہوسکتے ہیں -

(شہادۃ الاھلیـۃ)

یہ امتحان کا سب سے ادنی پیمانہ ہے - اس سارٹیفکٹ کے حاصل کرنے والے طلبہ وہ ہیں ' جنھوں نے کم سے کم آٹھہ سال تک مسلسل ازہر میں تعلیم حاصل کي ہے - اس امتحان کے دینے والے طلبہ کیلیے شیخ الجامع کي ماتحتي میں تین علما مقرر کیے جاتے ہیں جو ان کا امتحان لیتے ہیں - حسب حیثیت کامیابی کے بعـد شہـادۃ الاھلیـہ کي سند دیجاتی ہے - اسپر شیخ الجامع کا دستخط ہوتا ہے - یہ طلبا مساجد میں امام ' خطیب ' واعظ ' معلم ' نیز چھوٹے چھوٹے مکتبوں کے مدرس ہوسکتے ہیں -

ازہر ایک اور قسم کي سند اُن طلبا کو بھي دیتا ہے جنھوں نے ازہر میں تین سال تک پڑھا ہو- اس سند کا صرف اتنا نتیجہ ہے کہ یہ طلبا فوجي خدمت سے سبکدوش کردیے جاتے ہیں ' اِن مذکورہ بالا امتحانات کي کوئي فیس نہیں لیجاتي -

(تعطیل)

جامع ازہر میں سالانہ تعطیلیں بھي ہوا کرتي ہیں اور انکے علاوہ ہفتہ کے بعد دو روز کي معمولي تعطیلیں بھي ہوتي ہیں - گرمي کے موسم میں بھي ڈیـڑہ مہینہ کي تعطیـل ہوتي ہے بشرطیکہ رمضان ایام گرما میں نہ آیا ہو' ان کے علاوہ اور غیر معمولي چھٹیاں بھي ہوا کرتي ہیں - مثلا جب یہاں کوئي استاذ انتقال کرتا ہے تو عموما مدرسہ تین دن کیلیے بند ہو جاتا ہے ' طلبہ ان دنوں میں شب کو ماتم کي مجلسیں منعقد کرتے ہیں - اس مجمع کي نشست وہیں پر ہوتي ہے جہاں بیٹھکر مرحوم استاد درس دیا کرتا تھا - فاتحہ خواني کے بعد یہ مجمع منتشر ہو جاتا ہے- اسکے سوا چار ہفتوں تک نماز جمعہ کے بعد وہیں بیٹھکر قرآن مجید تلاوت کرتے ہیں اور اُسکا ثـواب مرنے والے استاذ کیلیے تحفـــہ بھیجتے ہیں -

(انتظامي مجلس)

جامع ازہر نے چونکہ آغوش سلطنت میں پرورش پائي ہے اسلیے اسکي ابتدائي زندگی ہي سے اسکا انتظام سلاطین و امرا سے متعلق رہا - یعني جسکے ہاتھہ میں مصر کي عنان حکومت ہوتي تھي وہي ازہر کا شیخ الجامع یا آنریري پرنسپل بھي ہوا کرتا تھا - بادشاہ کي طرف سے مذاھب اربعہ کے مشایخ اور شیوخ الاروقہ اسکي تعلیمي حالت کي نگراني کرتے تھے ' مگر گیارھویں صدي میں [illegible] سے یہي مناسب سمجھا گیا کہ ازہر میں شیخ الجامع کا [illegible] یا عہدہ مقرر کیا جاے جسکے ہاتھہ میں ازہر کي کل انتظامي [illegible] اور یہ تمام مشایخ ازہر اور اساتذہ کا افسر کل قرار دیا جاے - اِس معزز عہدے کیلیے صرف علما مخصوص ہیں - اُن میں سے بھي صرف اُسي شخص کا انتخاب ہو سکتا ہے جو علم و فضل کي حیثیت سے فخر مصر ہو -

شیخ الجامع کے لیے یہ ضرور نہیں ہے کہ وہ کسي خاص مذہب کا ہو بلکہ مذاھب اربعہ میں سے ہر ایک کا انتخاب ہو سکتا ہے - اول اول جو عالم شیخ الجامع مقرر ہوے تھے ' وہ امام ابو عبد اللہ تھے جو مالکي مذہب رکھتے تھے - سنہ ۱۰۹۰ ہجري سے سنہ ۱۱۷۱ھ تک یہ عہدہ علماے مالکیہ ہي کے ہاتھوں میں رہا - سنہ ۱۱۷۱ سے سنہ ۱۲۸۷ تک علماے شافعیہ اس خدمت کو انجام دیتے رہے' اور سنہ ۱۲۸۷ سے علماے حنفیہ بھي اس عہدہ کے فرائض ادا کرنے لگے -

پہلے دستور تھا کہ شیخ الجامع جب تک زندہ رہتا ' اس عہدے سے سبکدوش نہ کیا جاتا ' مگر سنہ ۱۲۷۷ میں یہ قاعدہ منسوخ ہوگیا -

جامع ازہر کے شیخ الجامع کا مصر میں وہ رتبہ اور عزت ہے' جو خلفاے عباسیہ و بنو امیہ کے عہد میں قاضی القضاۃ کیلیے تھي ' یا آج کل قسطنطنیہ اور تیونس میں شیخ الاسلام کو حاصل ہے - شیخ الجامع مصري علما کا سرگروہ تسلیم کیا جاتا ہے جسکو قوم کے شخصي معاملات میں بھي دخل دینے کا حق حاصل ہے -

مگر قاضي مصر سے اسکا درجہ کم ہے ' کیونکہ قاضي حضرۃ خلیفۃ المسلمیـــن سلطان المعظم کي طرف سے مقرر ہوتا ہے اور شیخ الجامع کا انتخاب خود خدیو مصر کرتا ہے -

جب کسي کو شیخ الجامع ہونے کي عزت حاصل ہوتي ہے تو خدیو اپنے محل شاہي میں علما و فضلا کو بڑے ہي تزک و احتشام سے دعوت کرتا ہے اور آخر میں سلطنت مصر کي طرف سے شیخ الجامع کو خلعت فاخرہ سے ممتاز کیا جاتا ہے -

علاوہ سامان خور و نوش کے شیخ الجامع کو ۱۰۵۰۰ روپیہ سالانہ مدرسہ کي طرف سے دیا جاتا ہے - پہلے ازہر کے اختیارات و انتظامات محض شخصي تصرف میں ہوتے تھے مگر سنہ ۱۳۱۲ میں اس کے لیے ایک انتظامي مجلس قائم کي گئي جسکے ارکان کي تعداد پانچ ہوتي ہے - ان میں سے ایک شیخ الجامع ہوتا ہے ' دو ازہر کے جلیل القدر اساتذہ ' اور دو خدیوي سلطنت کے با اثر حکام - آمدني و خرچ کي حساب فہمي ' نصاب کي ترمیم ' ازہر کے لیے مفید قوانین کا بنانا ' ان کے فرائض میں سے ہے -

یہ ایک دھندھلي سي تصویر ہے اُس عربي یونیورسٹي کي جو آج غالبا دنیا کي سب سے قدیم یونیورسٹي ہے - جسکي پرانے در و دیوار سے مسلمانوں کي اگلي تہذیب اور علمي عروج کا اندازہ کیا جاسکتا ہے - اسوقت جامع ازہر کي عمر ۹۷۹ برس کي ہوچکي ہے- جامع ازہر کو چھوڑ کر مصر میں اور بھي بہت سے چھوٹے چھوٹے مدارس ہیں جنکي تعداد ۳۹۹ تک بیان کي جاتي ہے - اِن مدارس میں ۱۱۹۰۲ طلبہ اسوقت تعلیم پا رہے ہیں اور ۷۷۱ علما اپني درس و تدریس سے اُن مدرسوں کي رونق بڑھا رہے ہیں -

(اشتہـــار)

کلیـات اکـبـر !

یعني لسان العصر سید اکبر حسین صاحب پنشنر جج کي حیرت انگیز نظموں کا مجموعہ ' جسمیں سنجیدگي اور ظرافت کے پیرایہ میں زمانہ موجودہ کي خرابیوں کي دھجیاں اڑائي گئي ہیں جسکے پڑھنے سے مذہبي و قومي جذبات میں بہت ترقي ہوتي ہے جسمیں تمام موجودہ مسائل کو عمدگي سے حل کیا گیا ہے جسکا ایک ایک شعر ایک پورا آرٹیکل ہے - علمدوست حضرات جلد طلب فرمائیں - لکھائي چھپائي عمدہ قیمت في جلد - (دو روپیہ) علاوہ محصول ڈاک - ملنے کا پتہ محمد مبین صدیقي اوندرا - ڈاکخانہ بي بي پور - ضلع اعظم گڈھہ (صوبۂ متحدہ)

۱ ـ مآثر الکرام - و سرو آزاد

مصنفهٔ

حسان الهند مولانا میر غلام علي آزاد بلگرامي پر

مولانا حکیم شمس الله قادري صاحب - ایم - اے - ایس - ایف

آر - ایچ - ایس - عالم آثار قدیمه کا

ریویو

علم تاریخ کي دو قسمیں هیں - ایک وہ سلسله واقعات هے که جس میں مختلف قوموں اور سلطنتوں کے عروج و زوال سے بحث کي جاتي هے ' اور جس کو عرف عام میں تاریخ یا هسٹري کے نام سے تعبیر کرتے هیں - دوسري قسم وہ هے که جس میں کسي ملک و قوم کے افراد کا تذکرہ کیا جاتا هے ' اس کو اسماء الرجال یا بیوگریفي کهتے هیں -

اسماء الرجال جس کو دوسرے الفاظ میں تذکرہ نویسي بهي کهتے هیں کم و بیش قدیم الایام سے چلا آتا هے - عبراني ' یوناني ' رومي لٹریچر میں اس قبیل کي بهت سي کتابیں موجود هیں - لیکن اُن میں زیادہ تر ملکي بهادروں کے نامي کارنامے یا اولیا و شهدا کے کشف و کرامات منضبط هیں - قرون وسطی میں مسلمانوں نے اِس فن کو اِس قدر ترقي دي که جس کي نظیر دنیا میں نهیں مل سکتي - ان لوگوں نے تراجم ' طبقات ' وفیات و اعیان وغیرہ کے عنوانوں سے هزاروں کتابیں لکهه ڈالیں ' اور ان میں علماء و فضلا ' شعرا ' حکما ' امرا وغیرہ وغیرہ غرض هر طبقه کے ابهرے هوئے آدمیوں کا تذکرہ قلم بند کر دیا - اس موقعه پر یه ظاهر کر دینا بهي خالي از دلچسپي نه هوگا که یه تمام کارنامے ان مسلمانوں کے تهے جو بلاد ایران ' روم و شام و مصر میں رهتے تهے - برخلاف اس کے هندوستان کے مسلمانوں نے اس کے ساتهه بهت بے اعتنائي سے کام لیا -

مسلمانان هند کي تاریخ پانچویں صدي هجري سے شروع هوتي هے - اس زمانے سے لیکر مغل ایمپائر کے انحطاط تک هندوستان کي مردم خیز خاک سے بڑے بڑے علما ' فضلا اور نامي گرامي اهل کمال پیدا هوے هیں - مگر افسوس هے که ان کے حالات مصنفین کي بے التفاتي سے اس طرح ناپید هو گیے که اس وقت باوجود تلاش و تجسس کے بهي نهیں مل سکتے -

مولانا آزاد بلگرامي بارهویں صدي میں ایک نامي گرامي مصنف گزرے هیں - انهوں نے اسماء الرجال میں بهت سي کتابیں لکهي هیں ' اور موقعه پر فخر کے ساتهه اس امر کا ذکر کیا هے که وہ هندوستان میں اسماء الرجال کے سب سے پہلے مصنف هیں - چنانچه اُن کي اصل عبارت یه هے :

" و پیش از من احدي آستین سعي باین درجه نه شکسته و کمر خدمت بزرگان سلف و خلف باین جد و جهد نه بسته " -

مولانا آزاد سے پہلے اگرچه ملا عبد القادر بدایوني اور شیخ ابو الفضل - بختاور خان عالمگیري وغیرہ مورخین نے اپني تاریخوں میں اپنے معاصرین کا تذکرہ بهي قلم بند کیا هے - لیکن یه تحریرات اس موضوع پر مستقل تصنیف کي حیثیت نهیں رکهتي هیں - مولانا آزاد اسماء الرجال کو ایک مستقل فن قرار دیکر اس کے مختلف شعبوں پر متعدد کتابیں تصنیف کیں مثلاً :

تراجم علما میں سبحة المرجان ' مآثر الکرام - تراجم شعرا میں ید بیضا - خزانهٔ عامرہ - تراجم صوفیه میں روضة الاولیا ' شجرهٔ طیبه وغیرہ وغیرہ - اس اعتبار سے اگر هم یه کهیں تو کچهه بیجا امر نه هوگا که مولانا آزاد بلگرامي هندوستان میں اسماء الرجال کے سب سے پہلے مصنف هیں -

مآثر الکرام اسماء الرجال کي ایک قابل قدر اور بیش قیمت کتاب هے - علامه مصنف نے اس کے دو حصے قرار دیے هیں - پہلے حصه میں ان ڈیڑہ سو (۱۵۰) مشاهیر علما و صوفیه کا تذکرہ قلم بند کیا هے ' جو مقدم سلام سے لیکر بارهویں صدي هجري کے خاتمه تک سرزمین هندوستان کے مختلف شهروں میں گزرے هیں - دوسرا حصه جس کا نام سرو آزاد هے شعرا کے متعلق هے - اس میں فارسي اور هندي کے (۱۵۱) شعرا کا تذکرہ هے - اور هر ایک شخص کي نسبت وہ تمام باتیں درج کردي هیں جو اس کي سوانح عمري کے لیے ضروري اور کار آمد هیں - مثلاً خاندان ' قوم ' وطن ' تعلیم و تربیت ' تلمذ - اخلاق و عادات ' تصنیف و تالیف وغیرہ

اور ان کے ضمن میں بهت سے تاریخي واقعات و علمي نکات کا تذکرہ بهي آگیا هے -

مصنف نے حصه اول کو دو فصلوں پر مرتب کیا هے - پہلي فصل میں اولیاے کرام کے حالات هیں - دوسري فصل میں علما و فضلا کا تذکرہ هے - هر فصل کي ابتدا میں ایک تمهید هے - پہلي تمهید میں هندوستان میں مسلمانوں کے آنے اور اسلام کے اشاعت پانے کا ذکر هے - اسي طرح دوسري تمهید میں اهل اسلام میں علوم و فنون کے پهیلنے اور خلفاے بغداد و اندلس کے مشاغل علمي کا بیان هے -

حصه دوم یعنے سرو آزاد کي ابتدا میں ایک مقدمه هے جس میں فارسي شاعري کي تاریخ بیان کي هے - شعرا کے تراجم درج کیے هیں اور اس کے ضمن میں موقع بموقع شعر و سخن کے قیمتي نکات کا بهي تذکرہ کر دیا هے -

ان دونوں حصوں میں ایک خاص بات یه هے که اکثر مشاهیر دکن کے حالات بهي آگئے هیں ' اور نواب نظام الملک آصفجاہ اور اُنکے خاندان کا تذکرہ اس شرح و بسط کے ساتهه لکها هے که اُن کے هم زمانه تصنیفات سے کسي میں بهي نهیں مل سکتا -

بارهویں صدي کے نصف آخر میں جو حوادثات پیش آئے هیں مصنف نے اُنکا ذکر نهایت عمدگي سے بیان کیا هے ' اور بعض باتیں تو ایسي لکهي هیں که جو کسي دوسري تاریخ میں مشکل سے مل سکتي هیں ' اور جو حضرات تاریخ دکن سے مذاق رکهتے هیں اُن کیلیے یه حصه (سرو آزاد) ایک لاجواب تحفه هے -

فن تراجم میں یوں تو هندوستان میں بهت سي کتابیں لکهي گئي هیں - لیکن ان میں صرف دو کتابیں ایسي هیں جو هر زمانه میں عزت و رفعت کي نگاهوں سے دیکهي جا سکتي هیں - ان میں ایک مآثر الامرا هے جس میں هندوستان کے بڑے بڑے وزرا ' امرا اور عهدہ داروں کا تذکرہ منضبط هے - دوسري کتاب مآثر الکرام اور اس کا حصه دوم سرو آزاد هے ' جس میں علما ' فقرا اور شعرا کے حالات لکهے هیں ' اور هر ایک کا حال اس تفصیل سے درج هے که کسي دوسري کتاب میں اس کي نظیر نهیں مل سکتي -

مآثر الامرا کو بنگال ایشیاٹک سوسائیٹي کي علم دوست جماعت نے مدت هوئي که تین ضخیم جلدوں میں چهاپ کر شایع کر دیا هے - لیکن مآثر الکرام کے دونوں حصے ابهي تک گوشهٔ گمنامي میں پڑے هوے تهے -

خدا بهلا کرے مولوي عبد الله صاحب کا که باوجود بے بضاعت هونیکے اس کتاب کو نهایت اعلی اهتمام سے چهپوا کر هندوستان کي علمي تاریخ میں ایک قابل قدر اضافه کیا هے ' اور تمام اهل ملک کو ان کے احسان کا مشکور هونا چاهیے - اور جو حضرات تاریخي مذاق رکهتے هیں ان کے لیے یه دونوں چراغ هدایت کا کام دینگے - پہلے حصه کے (۳۳۴) اور دوسرے حصے کے (۴۲۲) صفحات هیں - ان کي قیمت حسب ذیل رکهي گئي هے :

مآثر الکرام	قیمت	۲ روپیه	علاوہ محصول ڈاک
سرو آزاد	قیمت	۳ روپیه	علاوہ محصول ڈاک

۲ ـ أعظام الکلام في ارتقاء الاسلام

(یعنے اردو ترجمه)

" پرپوزڈ پولیٹکل اینڈ سوشیل ریفارمز انڈر مسلم رول "

مُصنفه

نواب اعظم یار جنگ مولوي چراغ علي مرحوم

پر مولوي محمد اختر صاحب کا ریویو

اس کتاب میں علامه مصنف نے دو دان انگریزي سنه ۱۸۸۳ ع میں ایک یورپین عالم ریورنڈ مالکم میکال کے اس اعتراض کي تردید میں که " مذهب اسلام مانع ترقي هے " قرآن ' حدیث ' فقه اور تاریخ سے نهایت عالمانه طریق پر یه ثابت کیا هے که اسلامي روحاني ' اخلاقي اور دماغي ترقي کا حامي ' تغیر زمانه کے ساتهه تمدن و سیاست کا ساتهه دینے والا ' اور زنده ضروریات کے مطابق هر قسم کے قوانین کي بنیاد ڈالنے کي صلاحیت رکهنے والا مذهب هے - اسکي فطرت جمود و جمد کے منافي هے - اسي ضمن میں اسلام کے مدعي دوسرے یورپین مصنفوں مثلاً سر ولیم میور ' مسٹر بوسورتهه اسمتهه ' پادادس

هیو - سیل وغیرہ کی غلط بیانیوں کی اصلاح بھی مشرقی اور مغربی حوالوں سے کی گئی ہے ' اور صدہا اسلامی مسائل متعلق معاشرت و سیاست پر عالمانہ بحث کی گئی ہے -

غرض کہ یہ کتاب اسلامی تمدن و سیاست کا خلاصہ ہے ' و اس میں وہ مسائل جمع کیے گئے ہیں ' جن پر ہزارہا اسلامی کتب کے مطالعہ کے بعد بھی بہ مشکل عبور ہوسکتا ہے - اور یہ کہنا بالکل مبالغہ سے خالی ہے کہ جو قیمتی معلومات اس مختصر کتاب میں جمع کی گئی ہیں وہ آج تک زبان اردو میں نہیں ملینگی ' جس کا ثبوت فہرست مضامین کتاب ہذا سے ملیگا -

اس پر آشوب زمانہ میں جب کہ ہر طرف سے مسلمانوں کے تمدن و سیاست اور اُن کے ملکی و قومی اخلاق پر حملے کیے جارہے ہیں ' اور دیکھایا جاتا ہے کہ اُنکا وجود کرۂ ارض کی تہذیب و شایستگی کے حق میں ایک بار اور سد راہ ہے ' اس کتاب کا مطالعہ تمام علم دوست حضرات اور خصوصاً تعلیم یافتہ مسلمانوں اور بالخصوص اُن حضرات کو بیحد مفید ہوگا ' جنھوں نے محض حب اسلامی اور حب قومی سے اپنی زندگی مذہب اسلام کی حمایت کیلیے وقف کر رکھی ہے ' اور جن کو رات دن یہ فکر دامنگیر رہتی ہے کہ مذہب اسلام کو نئی روشنی و تہذیب کا ساتھ دینے والا ثابت کیا جاے ' اور اس پر جو ناجائز حملے کیے جارہے ہیں ' اُنکی مدافعت عالمانہ طور پر کی جاے - اس لحاظ سے یہ کتاب اسلامی مشنریوں کو نہایت اعلی درجہ کے ہتھیار کا کام دیگی - کیونکہ علامہ مصنف نے اس کتاب میں الزامی جوابوں سے کام نہیں لیا ' بلکہ ہر اعتراض کا جواب تحقیقی ' اور قرآن و حدیث اور تعامل مسلمانان صدر اول اور تاریخ و فقہ اور مقننین اسلام ' اور مسلمانوں کے زندہ زمانہ کی مثالوں سے دیا ہے - اور بالمقابل دوسرے مذاہب خصوصاً عیسائیت کے قانون اور فقہ کا ذکر کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اسلام نے دنیا کی تہذیب و شایستگی کے حق میں کیا کیا ' اور مخالفین نے کیا -

غرضکہ مصنف نے زبردست دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مذہب اسلام صرف سرزمین عرب اور خاص مسلمانوں کے حق میں ہی مفید نہیں ہے ' بلکہ وہ یہ آیۂ رحمت ہے جس پر تمام دنیا کی دینی و دنیوی فلاح منحصر ہے ' اور اس کا نیچر ایسا پر حکمت ہے کہ ملک و قوم اور زمانہ کا ساتھ دے سکتا ہے ' اور اس طرح وہ ایک زندہ مذہب ہے ' اور ریونڈ ملکم میکال کا اعتراض تاریخی شہادتوں کے بالکل خلاف ہے -

مرحوم مصنف نے اس کتاب کو دو حصوں پر تقسیم کیا ہے - پہلے حصہ میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ مسائل تمدن و سیاست پر بحث کی ہے ' جس میں جزیہ ' دار الحرب ' دار الاسلام ' حقوق ذمیاں ' شہادت غیر مسلمین ' حقوق رعایا ' ارتداد و بغاوت ' مساوات اقوام غیر ' عدم جواز جنگ و جدال از قرآن ' مذہبی آزادی ' تعمیر گرجا ' معاہدوں کی پابندی ' خلفاء اسلام کی تاریخی مسالمت ' قانون بین الاقوام وغیرہ کا تفصیلی ذکر ہے -

دوسرے حصہ میں مسائل معاشرت کو اسلامی روشنی میں دکھلایا گیا ہے ' اور مسائل طلاق و نکاح ' تعدد زوجات ' اور غلامی و تسری پر مفصل بحث کی گئی ہے -

اس کے علاوہ حصہ اول کے شروع میں مصنف نے ایک مفصل مقدمہ بھی لکھا ہے - اس مقدمہ میں اُن اہم امور پر بحث کی گئی ہے جو اسلامی فقہ کے اصل الاصول ہیں ' یعنی فقہ کے دور ' مذاہب اربعۃ کا شیوع ' اختلاف زمان و مکان سے مسائل فقہی کا بدلتا رہنا ' قیاس و اجماع اور عدم اختتام اجتہاد وغیرہ -

اس کتاب میں سلطنت ترکی کی سیاسی حالت کا ذکر بھی آیا ہے - علامہ مصنف نے اس سلسلۂ بیان میں اُن تمام اعتراضات کی قلعی بھی کھولدی ہے جن کا سنگ بنیاد مہذب یورپ اسپر رکھتا ہے کہ اسلام کا کانسٹی ٹیوشن اس کے تنزل کا باعث ہے ' اور اسی مناسبت سے مصنف نے اس کتاب کو سلطان عبد الحمید خان کے نام ڈیڈیکیٹ کیا تھا -

محض قومی خدمت کی غرض سے اردو زبان میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے - ترجمہ کی خوبی کے بارہ میں صرف اسقدر کہدینا کافی ہے کہ اس کا مترجم موجودہ زمانہ کا وہ مسلم الثبوت انشا پرداز ہے جس ... سے اردو زبان زیربار احسان ہے ' جسکا نام نامی مولوی ... صاحب بی - اے (علیگ) ہے -

اس کتاب کا ترجمہ کچھہ آسان نہیں تھا - کیونکہ گو یہ کتاب انگریزی زبان میں تھی ' اور یہ بات ایک معمولی سی معلوم ہوتی ہے ' لیکن اس کو اردو کا جامہ پہنانے کے لیے اسلامی معلومات اور عربیۃ کی سخت ضرورت تھی - کیونکہ اس کتاب میں ہزارہا آیات قرانی ' احادیث ' مسائل فقہ ' اور سیکڑوں کتب علمیہ عربیہ کے اقتباسات دیے گئے ہیں ' جن کا ترجمہ بغیر اصل کے مقابلہ کیے ہوے نہیں ہوسکتا تھا ' اور نہ اصطلاحات عربیہ قائم رہ سکتی تھیں - لہذا اس کتاب کے ترجمہ میں مترجم نے جو جانکاہی و جانفشانی کی ہے وہ بجاے خود ایک مستقل تصنیف کا درجہ رکھتی ہے اور اس لحاظ سے یہ کتاب اُن حضرات کو چراغ ہدایت کا کام دیگی جو اعلی درجہ کی کتب علمیہ کا ترجمہ کرنا چاہتے ہوں -

اس محنت کے علاوہ فاضل مترجم نے اصل پر بہت کچھہ اضافہ بھی کیا ہے ' یعنے ایک بسیط اور جامع مقدمہ بھی تحریر کیا ہے - جو تین حصوں پر مشتمل ہے :

حصہ اول میں علامہ مصنف کے حالات زندگی قلمبند کیے ہیں ' جو بجاے خود ایک نہایت عمدہ اور مفید چیز ہے - اور اُن سے یہ سبق ملتا ہے کہ مصنف نے محض اپنی کوشش اور مطالعہ سے یہ علمی پایہ اور مراتب دنیاوی حاصل کیے ' جس کی مثال اب تک نئے تعلیم یافتہ لوگوں میں نہیں پیدا ہوئی - گویا مصنف کی سوانح عمری سیلف ہلپ کا ایک کامل نمونہ ہے -

حصہ دوم میں علامہ مصنف کی دوسری تصانیف تحقیق الجہاد و ترو پرافت ' کتاب زیر بحث اور دیگر کتب پر ریویو کیا گیا ہے -

حصہ سوم میں فاضل مترجم نے اُن آراء و خیالات کو جمع کیا ہے جو مشاہیر عہد اور علماے یورپ نے کتاب ہذا کی نسبت ظاہر کیے تھے ' مثلاً ڈاکٹر ہنٹر ' ڈبلیو - سی بلنٹ ' مصنف فیوچر آف اسلام ' ڈاکٹر اسپرنگر اور سر سید مرحوم وغیرہ -

ڈاکٹر اسپرنگر اپنے زمانہ کا مشہور عالم شرقیات گزرا ہے ' اُس کا خط خصوصیت سے قابل ذکر ہے - یہ خط نہایت دلچسپ اور عالمانہ ہے - اس میں مسلمانوں کے ترقی و تنزل کے اسباب اور اُن کے علمی کارناموں پر مفصل بحث کی گئی ہے - یہ خط کتاب کے شایع ہونے کے بعد مصنف کو لکھا گیا تھا - جس میں اُن خیالات کی بیحد تعریف کی گئی ہے ' جو اس کتاب میں ظاہر کئے گئے ہیں ' اور مجبوراً اُس کو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ واقعی مذہب اسلام کے اصول کسی قوم کی ترقی میں سد راہ نہیں ہو سکتے - بلکہ ... تعلیم و تربیت نے مسلمانوں کو اس قعر مذلت میں ڈال رکھا ہے لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ نصاب تعلیم میں اصلاح کی جاے ' تاکہ انسانی ترقی کا وہ اعلی مقصد حاصل ہو سکے جو مذہب اسلام کا منشاء ہے - چنانچہ اُس نے اس خط میں ایک کورس کا خاکہ بھی پیش کیا ہے ' جس سے مصلحان تعلیم قدیم کو اس تعلیمی انقلاب کے زمانہ میں بہت کچھہ مدد مل سکتی ہے - خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ قیام محمڈن یونیورسٹی علیگڈہ کا مسئلہ بھی خواہان قوم کے پیش نظر ہے -

اگرچہ مصنف کا زمانہ کچھہ بہت دور نہیں ہے ' لیکن اردو خواں پبلک سے اُس کا تعارف کرانا ضرور ہے ' کیونکہ مصنف اکثر بیشتر اپنے خیالات انگریزی زبان میں ظاہر کرتے تھے -

اس مختصر ریویو میں مصنف کی علمی اور شخصیت پر مفصل روشنی نہیں ڈالی جاسکتی - کیونکہ وہ ایک ایسا جامع صفات شخص ہے جو اپنے تعارف کے لیے نہایت دقت نظر کا محتاج ہے - تاہم اس کتاب کا پوزیشن بتانے اور پبلک کی واقفیت کے لیے کچھہ نہ کچھہ لکھنا ضرور ہے -

مصنف مرحوم سر سید مرحوم کے احباب میں سب سے زیادہ عالم اور دقیق النظر اور وسیع معلومات کا شخص تھا - لیکن اُسی قدر سب سے زیادہ خاموش تھا - اور ہر وقت مطالعہ میں مصروف رہتا تھا - باوجود عالم شرقیات ہونے کے وہ ہمیشہ اپنے خیالات انگریزی زبان میں ظاہر کرتا تھا - اور اُس کا روے سخن اُن علماے اقوام غیر کی طرف رہتا تھا جن کا مقصد زندگی یہ تھا کہ مذہب اسلام کو تمام ممکن پہلوؤں سے مورد مطاعن بنایا جاے - لہذا مصنف مرحوم نے بھی اپنا اعلی مقصد زندگی یہ قرار دیا تھا کہ مذہب اسلام کی حمایت میں اپنا دل و دماغ اور جان و مال وقف کردے - جو لوگ انگریزی میں مصنف کی تصانیف تک رسائی رکھتے ہیں وہ اس کے علمی مطمح نظر اور ایثار نفس سے بخوبی واقف ہیں -

اور جانتے ہیں کہ اس نے کس طرح اس علمی میدان میں داد تحقیق دی ہے اور ایسے مقصد میں کہانتک کامیاب ہوا ہے - اور جس سبجکٹ پر قلم اٹھایا ہے پھر کسی دوسرے کے لیے اس پر خامہ فرسائی کرنے کی بہت کم گنجایش باقی رکھی ہے - پبلک کو اس دعوی کا ثبوت کتاب ھذا اور اس کی دوسری تصانیف سے بخوبی مل سکے گا - جب وہ اسی مصنف کی دوسری کتاب " تحقیق الجہاد " کو پڑھیگی جو چھپ کر اردو زبان میں تیار ہوگئی ہے اور ۴۱۲ صفحات پر ختم ہوئی ہے ' تو مصنف کا علمی پایہ اس صدی کے تمام مسلمان مصنفین سے اعلی و ارفع ثابت ہوگا - افسوس ہے کہ سواے معدودے چند مضامین مطبوعہ " تہذیب الاخلاق " کے ابھی پبلک کے پاس کوئی اور ایسا معیار نہیں پہنچا جس سے وہ مصنف کو جانچ سکے - لہذا پبلیشر کتاب ھذا (مولوی عبد اللہ خانصاحب کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن) نے ارادہ کیا ہے کہ مصنف مرحوم کے اُن تمام قلمی مسودات کو شایع کردیا جاے جو وہ اس دنیاے فانی میں اپنی ایک لازوال یادگار چھوڑ گیا ہے - یہ رسائل نہایت جستجو سے جمع کیسے گئے ہیں جو تقریباً دو ہزار صفحات (۲۰۰۰) تک وسیع ہوں گے - ان میں سے ہر ایک رسالہ ایک بیش بہا علمی خزانہ ہے ' اور بالکل نئے نئے سبجکٹوں پر اردو زبان میں لکھا گیا ہے - یہ رسائل بعد طبع دنیا کو حیرت میں ڈال دینگے -

کتاب نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر دو حصوں میں چھاپی گئی ہے' اور شائقین کو بقیمت ۳ روپیہ علاوہ محصول ڈاک - مولوی عبد اللہ خاں صاحب بک سیلر اینڈ پبلیشر حیدر آباد دکن کتب خانہ آصفیہ سے مل سکتی ہے - فقط -

---

۳ - گلشن ھند

تصنیف میرزا علی دہلوی المتخلص بہ لطف پر

حکیم سید شمس اللہ قادری صاحب عالم اثار قدیمہ کا ریویو

لارڈ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل (سنہ ۱۷۷۳ ع سنہ ۱۸۸۲ع) کے زمانہ میں نواب علی ابراہیم خاں نے گلشن ابراہیم کے نام سے فارسی زبان میں شعراے ہند کا ایک تذکرہ لکھا تھا - زبان اردو کے مشہور محسن و سر پرست مسٹر جان گلگرسٹ کی فرمایش سے سنہ ۱۸۰۱ میں بعہد مارکوئس آف ویلزلی (سنہ ۱۷۹۸ ع - سنہ ۱۸۰۵ ع) میرزا علی لطف نے بہت کچھہ اضافہ کے بعد اردو میں اس کا ترجمہ کیا اور گلشن ہند نام رکھا - میرزا علی لطف کے والد میرزا کاظم بیگ استر آباد کے باشندے تھے - سنہ ۱۵۴۱ع میں نادر شاہ کے ہمراہ دہلی آے' اور نواب ابو المنصور خاں کے توسط سے شاہی دربار میں ملازمت کرلی - فارسی کے شاعر تھے - ہجری تخلص تھا - میرزا علی لطف دہلی میں پیدا ہوے اور وہیں نشو و نما پائی - جوانی میں عظیم آباد چلے گئے اور وہاں سے کلکتہ پہنچے - کچھہ عرصہ یہاں قیام رہا اس کے بعد حیدر آباد چلے آے - اس وقت نواب سکندر جاہ (سنہ ۱۷۶۸ع - سنہ ۱۸۲۸ ع) کی حکومت تھی - نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ ان کے وزیر اعظم تھے - ارسطو جاہ نے انہیں اپنے مصاحبین میں شامل کرلیا ' اور چار سو روپیہ ماہوار مقرر کردی - سنہ ۱۸۱۲ع میں بمقام حیدر آباد میرزا علی لطف کا انتقال ہوا (گلشن ہند - ص - ۱۴۶ - گلشن بے خار - ص - ۱۶۷ - تاریخ گلزار آصفیہ - ص - ۴۵۰) نظم اردو کے باوا آدم ولی دکھنی سے لیکر سنہ ۱۸۰۱ ع تک جس قدر مشہور شعرا گذرے ہیں' قریب قریب ان تمام کا تذکرہ گلشن ہند میں مندرج ہے - مصنف نے ہر شخص کے ضروری حالات مثلاً خاندان' قوم و وطن' تعلیم و تربیت' تلمذ ' اخلاق و عادات ' تصنیف و تالیف وغیرہ کا ذکر کیا ہے - اسی کے ضمن میں ہندوستان کے بہت سے تاریخی واقعات بھی لکھدیے ہیں -

اس تذکرہ سے اردو شاعری کی نسبت کئی ایک نئی باتیں معلوم ہوتی ہیں - مشہور محدث شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی نسبت لکھا ہے کہ " اردو کے بھی شاعر تھے ' اشتیاق تخلص تھا -

یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فارسی کے مشہور شاعر میرزا عبد القادر بیدل کے نام ریختی کرتے تھے - چنانچہ آن کے موبیت بھی گل معشوق ترجمہ اس تذکرہ میں بعض ایسے شعراء کا بھی ... ہے - ترجمہ ... مشہور ہے ' مگر ... کہ اس ...

کلام نہیں ملتا - مثنوی سحر البیان کے مصنف میر حسن دہلوی اردو کے بلند پایہ شاعر ہوے ہیں اس وقت ان کا دیوان نایاب ہے - شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد لکھتے ہیں :

" کو دیوان نہیں ملتا .... آج یہ نوبت ہے کہ پانچ غزلیں بھی پوری نہ ملیں' جو اس کتاب میں درج کرتا - (آب حیات) مولوی صاحب موصوف نے آب حیات میں صرف سولہ شعر درج کیے ہیں - گلشن ہند میں تین صفحوں پر صرف غزلیات کا انتخاب درج ہے - سید محمد میر اثر کی مثنوی "خواب و خیال" نہایت مشہور ہے ' مگر آج تک دیکھنے میں نہیں آئی - گلشن ہند میں اسکا انتخاب بھی درج ہے - میرزا لطف چونکہ بڑے بڑے شعرا میر ' انشا ' مصحفی ' منت وغیرہ کے ہم عصر اور صحبت یافتہ تھے ' اس لیے ان کے بہت سے ایسے واقعات بھی لکھے ہیں جن کا دوسری کتابوں میں پتہ تک نہیں چلتا - میر تقی کے حالات میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ سرکار کمپنی نے کلکتہ فورٹ ولیم میں اردو کتابوں کی تصنیف و تالیف کا محکمہ قائم کیا' تو کرنیل اسکاٹ رزیڈنٹ لکھنو کی وساطت سے میر صاحب کلکتہ بلواے گئے - مگر بوجہ پیرانہ سالی وہاں نہ جاسکے - یہ ایسا واقعہ ہے جس کو کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھا -

میرزا لطف نے حالات لکھنے میں نہایت صاف بیانی سے کام لیا ہے - بلا کسی رو و رعایت کے سچ سچ باتیں بھی لکھہ دی ہیں - خان آرزو نے شیخ علی حزیں کے کلام پر جو نکتہ چینی کی ہے اُس کی نسبت لکھا ہے کہ :

" دیوان شیخ کا دیکھکر بہت سے شعر سقیم ٹھہراے - چنانچہ وہ سب اعتراض جملہ کرکے ایک رسالہ لکھا اور اوس کا نام تنبیہ الغافلین رکھا - عوام کی طبیعت تو ان اعتراض سے البتہ تشویش میں پڑتی ہے ' نہیں تو صاف نزاع معلوم ہوتی ہے' جب باریک بینوں کی نگاہ اس سے جا لڑتی ہے " -

الغرض گلشن ہند شعراے اردو کا ایک نادر و نایاب اور قابل قدر تذکرہ ہے - سنہ ۱۹۰۶ع سے پہلے دنیا میں اس کے تین نسخوں کا پتہ معلوم تھا - ایک نسخہ انڈیا آفس لائبریری واقع لندن کا - دوسرا نسخہ پروفیسر گارسن ڈی تاسی کے کتب خانہ کا - تیسرا نسخہ اودھہ کے کتب خانہ شاہی کا - (جو اس وقت انڈیا آفس لائبریری میں شریک کردیا گیا ہے) سنہ ۱۹۰۵ع کے موسم برسات میں حیدر آباد کی رود موسی کو طغیانی ہوئی ' جس کی وجہ سے ہزاروں گھر غرق ہوگئے' لاکھوں کا نقصان ہوا - کسی آفت رسیدہ کا کتب خانہ بھی بہہ گیا - اس میں یہ نادر الوجود تذکرہ بھی تھا - مولوی غلام محمد صاحب نے جو آج کل تعلقدار ہیں اسے خرید لیا - شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی نظر سے جب یہ تذکرہ گزرا تو انہیں بدرجہ غایت پسند آیا' اور اوسے انجمن ترقی اردو کی طرف سے شائع کرنے کا قصد کیا - لیکن جب انجمن نے پیچ در پیچ دار طرز عمل کی وجہ سے اس کو نہ چھاپ سکی ' تو شمس العلماء نے مولوی عبد اللہ خان کو اس کے شایع کرنے کی راے دی' اور خود اُس کی تصحیح کی ' اور بہت سے حواشی بھی لکھے - کتاب کی ابتدا میں مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - سکریٹری انجمن ترقی اردو نے ایک عالمانہ مقدمہ بھی لکھا ہے' جس میں زبان اردو کے نشو و نما کی تاریخ اور اُس کے قدیم تصنیفات کا بیان' تذکرہ ھذا کے خصوصیات ' نہایت وضاحت سے بتلاے ہیں -

مولوی عبداللہ خاں نے اس کتاب کو چھپواکر اردو علم ادب میں ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے - امید ہے کہ جو لوگ اردو کی ترقی کے خواہاں ہیں وہ ضرور اس کی اشاعت میں کوشش کرینگے ضخامت (۲۳۳) قیمت صرف ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب " کریٹیکل اکسپوزیشن آف دی پاپیولر جہاد " کا اردو ترجمہ مترجمۂ مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی - علامۂ مصنف نے اس کتاب میں یورپین مصنفین کے اس اعتراض کو رفع کیا ہے کہ " مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے " فاضل مصنف نے قرآن' حدیث' فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب (صلعم) کے تمام غزوات و سرایا و بعوث محض دفاعی تھے ' اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جاے - حجم (۴۱۲) صفحات - قیمت ۳ روپے -

(٥) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلي نعماني كي لاثاني تصنيف - جس ميں حضرت عمر رضي الله عنه كي مفصل سوانح عمري اور ان كے ملكي ' مالي ' فوجي انتظامات اور ذاتي فضل و كمال كا تذكره مندرج هے - قيمت ٣ روپيه -

(٦) آثار الصناديد - مرحوم سر سيد كي مشهور تصنيف جس ميں دهلي كي تاريخ اور وهاں كے آثار و عمارات كا تذكره مندرج هے - نامي پريس كانپور كا مشهور اڈيشن - قيمت ٣ روپيه -

(٧) ميڈيكل جيورس پروڈنس - حضرت مولانا سيد علي بلگرامي مرحوم كي مشهور كتاب - يه كتاب وكيلوں ' بيرسٹروں اور عهده داران پوليس و عدالت كے ليے نهايت مفيد و كار آمد هے - تعداد صفحات (٣٨٠) مطبوعه مطبع مفيد عام آگره قيمت سابق ٦ روپے قيمت حال ٣ روپيه -

(٨) علم اصول قانون - مصنفۂ سر ڈبليو ايچ رتيگن ال - ال - ڈي كا اردو ترجمه جو نظام الدين حسن خاں صاحب بي - اے - بي - ال - سابق جج هائيكورٹ حيدر آباد اور مولوي ظفر علي خاں صاحب بي - اے كي نظر ثاني كے بعد شايع هوا هے - مترجمه مسٹر مانك شاه دين شاه ششن جج دولت آصفيه - آخر ميں اصطلاحات كا فرهنگ انگريزي و اردو شامل هے - كل تعداد صفحات (٨٠٨) قيمت ٨ روپيه -

(٩) تمدن هند - قيمت پچاس روپيه -

(١٠) داستان تركتازان هند - ٥ جلد فارسي زبان ميں - جس ميں مسلمانوں كے ابتدائي حملوں سے دولت مغليه كے انقراض تك تمام سلاطين هند كے مفصل حالات منضبط هيں - اعلى كاغذ پر نهايت خوشخط چهپي هے حجم (٢٢٥٦) صفحه - قيمت سابق ٢٠ روپيه قيمت حال ٦ روپيه -

(١١) الغزالي - مصنفۂ مولانا شبلي نعماني - امام همام ابوحامد محمد بن محمد الغزالي كي سوانح عمري اور ان كے علمي كارناموں پر مفصل تذكره - حجم (٢٨٢) صفحه طبع اعلى قيمت ٢ روپيه -

(١٢) جنگل ميں منگل - انگلستان كے مشهور مصنف اڈيارڈ كپلنگ كي كتاب " دي جنگل بك " كا اردو ترجمه - مترجمه مولوي ظفر علي خاں بي - اے - جس ميں انوار سهيلي كي طرز پر حيوانات كي دلچسپ حكايات لكهي گئي هيں - حجم ٤٦٢ صفحه قيمت سابق ٤ روپيه حال دو روپيه -

(١٣) وكرم اروسي - سنسكرت كے مشهور ڈراما نويس كالي داس كے ڈراماؤں كا ترجمه - مترجمه مولوي عزيز مرزا صاحب بي - اے مرحوم - ابتدا ميں مرحوم مترجم نے ايك عالمانه مقدمه لكها هے جس ميں سنسكرت ڈراما كي تاريخ اور مصنف ڈراما كے سوانح حالات مذكور هيں - قيمت ايك روپيه آٹهه آنه -

(١٤) انيس اللغات - عربي فارسي كے كئي هزار متداول الفاظ كي كار آمد ڈكشنري - حجم ١٢٢٦ صفحه - قيمت سابق ٦ روپيه قيمت حال ٢ روپيه -

(نوٹ) عربي فارسي الفاظ كے معنے اردو زبان ميں ركهے گئے هيں -

(١٥) قران السعدين - جس ميں تذكير و تانيث كے جامع قواعد لكهے هيں ' اور كئي هزار الفاظ كي تذكير و تانيث بتلائي گئي هے - قيمت ايك روپيه آٹهه آنه -

(١٦) دربار اكبري - مولانا آزاد دهلوي كي مشهور كتاب - جس ميں اكبر اور اس كے اهل دربار كا تذكره مذكور هے - قيمت ٣ روپيه -

(١٧) فغان ايران - مسٹر شوسٹر كي مشهور كتاب " اسٹرنگلنگ آف پرشيا " كا ترجمه - حجم (٥٠٠) صفحه مع ٢١ تصاوير عكسي - قيمت ٤ روپيه -

(١٨) صنمخانۂ عشق - حضرت امير مينائي كا مشهور ... قيمت ٣ روپيه -

١٩ - حكمت بالغه

مولوي احمد مكرم صاحب عباسي چريا كوٹي نے ايك نهايت مفيد سلسله جديد تصنيفات و تاليفات كا قائم كيا - مولوي صاحب كا مقصود يه هے كه قرآن مجيد كے كلام الهى هونے كے متعلق آج تك جس قدر دلائل كيے گئے هيں ان سب كو ايك جگه مرتب و مدون كر ديا جائے ' اس سلسله كي ايك كتاب موسوم به " حكمت بالغه " تين جلدوں ميں چهپ كر تيار هو چكي هے -

پهلي جلد كے چار حصه هيں - پهلے حصه ميں قرآن مجيد كي پوري تاريخ هے جو " اتقان في علوم القران " علامه سيوطي كے ايك بڑے حصه كا خلاصه هے - دوسرے حصه ميں تواتر قرآن كي بحث هے اس ميں ثابت كيا گيا هے كه قرآن مجيد جو آنحضرت (صلعم) نازل هوا تها ' وه بغير كسي تحريف يا كمي بيشي كے ويسا هي موجود هے ' جيسا كه نزول كے وقت تها - اور يه مسئله كل فرقها اسلامي كا مسلمه هے - تيسرے حصه ميں قرآن كے اسماء و صفا كے نهايت مبسوط مباحث هيں - جن ميں ضمناً بهت سے علم مضامين پر معركة الارا بحثيں هيں - چوتهے حصه سے اصل كتاب شروع هوتي هے - اس ميں چند مقدمات اور قرآن مجيد كي ايك بيشين گوئياں هيں جو پوري هوچكي هيں - پيشين گوئيوں كے ضمن ميں علم كلام كے بهت سے مسائل حل كيے گئے هيں ' اور فلا جديده جو نئے اعتراضات قرآن مجيد اور اسلام پر كرتا هے ان تفصيلي بحث كي گئي هے -

دوسري جلد ايك مقدمه اور دو بابوں پر مشتمل هے - مقد ميں نبوت كي مكمل اور نهايت محققانه تعريف كي گئي آنحضرت صلعم كي نبوت سے بحث كرتے هوے آيۂ خاتم ا كي عالمانه تفسير كي هے - پهلے باب ميں رسول عربي صلع ان معركة الارا پيشين گوئيوں كو مرتب كيا هے جو كتب احا كي تدوين كے بعد پوري هوئي هيں ' اور اب تك پوري جاتي هيں - دوسرے باب ميں ان پيشين گوئيوں كو لكها تدوين كتب احاديث سے پهلے هوچكي هيں - اس باب سے آنحض صلعم كي صداقت پوري طور سے ثابت هوتي هے -

تيسري جلد ميں فاضل مصنف نے عقل و نقل اور علما يورپ كے مستند اقوال سے ثابت كيا هے كه آنحضرت صلعم ا تهے ' اور آپ كو لكهنا پڑهنا كچهه نهيں آتا تها - قران مجيد كے الهي هونے كے نو عقلي دليليں لكهى هيں - يه عظيم الشان ك ايسے پر آشوب زمانه ميں جب كه هر طرف سے مذهب ا نكته چيني هورهي هے ' ايك عمده هادي اور رهبر كا كام دے عبارت نهايت سليس اور دل چسپ هے ' اور زبان اردو مير كتاب سے ايك بهت قابل قدر اضافه هوا هے - تعداد صف هر سه جلد (١٠٩٤) لكهائي چهپائي و كاغذ عمده هے قيمت ٥ - ر

٢٠ - نعمت عظمى

امام عبد الوهاب شعراني كا نام نامي هميشه اسلامي دني مشهور رها هے - آپ دسويں صدي هجري كے مشهور زكي " لواقح الانوار " صوفيائے كرام كا ايك مشهور تذكره آپ كي ت هے - اس تذكرے ميں اولياء فقراء اور مجاذيب كے احوال اس طرح بركات چهانت كے جمع كيے هيں كه ان كے مطا اصلاح حال هو ' اور عادات و اخلاق درست هوں ' اور صوفيائے بارے ميں انسان سوء ظن سے محفوظ رهے - يه لا جواب كتا زبان ميں تهي - همارے محترم دوست مولوي سيد عبد صاحب وارثي نے جو اعلى درجه كے اديب هيں اور علم تصو خاص طور سے دل چسپي ركهتے هيں - اس كتاب كا ترجمه عظمى كے نام سے كيا هے - اس كے چهپنے سے اردو زبان مير قيمتي اضافه هوا هے - تعداد صفحات هر دو جلد (٧٢٩٠) - كاغذ اعلى قيمت ٥ - روپيه -

(نوٹ ١) ايك روپيه في جلد كے حساب سے هر كتا عمده جلد بن سكتي هے -

٢) كل كتابوں كا محصول ڈاك وغيره ذمۂ خريد

مشتهر عبد الله خاں بك سيلر ... كتب خانه آصفيه حيدرآباد - دكن

جسکا درد وهي جانتا هے ؛ دوسرا کیونکر جان سکتا هے

یه سخت سردي کے موسم میں تندرست انسان کا جاں بلب هو رها هے - سردي هٹانے کیلیے کلتے بندوبست کیے جاتے هیں - لیکن افسوس بدقسمتي سے دمه کے مریض نا قابل برداشت تکلیف سے بهت هي پریشان هوتے هیں ' اور رات دن سانس پهولنے کي وجه سے دم نکلے جاتے هیں ' اور نیند تک حرام هو جاتي هے - دیکھیے ! آج اوندر سمدر تکلیف هے - لیکن افسوس هے که اس لا علاج مرض کي بازاري دوا زیاده تر نشیلہ اشیاء پر دهدر ' بهنگ ' بلا ڈونا ' پوٹاس ' ماے او ذالک ' دیگر بنتي هے - اسلیے فائدہ هونا تو درکنار مریض بے موت مرز جاتا هے - ڈاکٹر درمن کی کیمیائي اصول سے بني هوئي دمه کي دوا ایک انمول جوهر هے یه صرف هماری هي بات نهیں هے بلکه هزاروں مریض اس مرض سے شفا پاکر مداح هیں - آپنے بهت خرچ کیا هوگا - لیکن ایک مرتبه اسے بهي آزمایئں - اسمیں نقصان نهیں - قیمت ایک روپیه چار آنه في شیشي - محصولڈاک ٥ آنہ اس دوا کي دو خاص فوائد هیں - (۱) ایک خوراک میں دمه دبتا هے - (۲) اور کچهه روز کے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا هے اور جبتک استعمال میں رهے دوره نهیں هوتا هے -

نوادر آثار مطبوعات قدیمۂ هند

تاریخ هندوستان

ترجمه فارسي " هسٹري آف انڈیا " مصنفه مسٹر جان مارشمن

مطبوعۂ قدیم کلکته سنه ۱۸۵۹

هندوستان کي تاریخوں کے لکهنے میں جن انگریز مصنفین نے جانکاه محنتیں کي هیں ' ان میں مسٹر جان- سي مارشمن کا نام خصوصیت کے ساتهه قابل ذکر هے - اسکا نهایت سلیس و فصیح فارسي ترجمه مولوي عبدالرحیم گورکهپوري نے کیا تها ' اور بحکم لارڈ کیننگ پرنس بہرام شاه نبیرۂ سلطان ٹیپو مرحوم و مغفور نے نهایت اهتمام و تکلف سے طبع کرایا تها اس کتاب کي ایک بڑي خوبي اسکي خاص طرح کي چهپائي بهي هے - یعنے چهپي تو هے ٹائپ میں ' لیکن ٹائپ برخلاف عام ٹائپ کے بالکل نستعلیق خط کا هے - کاغذ بهي نهایت اعلی درجه کا لگایا گیا هے - علاوه مقدمه و فهرست کے اصلي کتاب ۴۰۴ صفحوں میں ختم هوئي هے - چند نسخے موجود هیں - قیمت مجلد ۳ - روپیه -

ترجمہ تفسیر کبیر اردو

حضرت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر جس درجہ کی کتاب ہے جس کا اندازہ ارباب فن ہی خوب کرسکتے ہیں اگر آج یہ تفسیر موجود نہوتی تو سدہا مباحث و مطالب عالیہ تھے جو ہماری معلومات سے بالکل مفقود ہوجاتے - پچھلے دنوں ایک فیاض صاحب درد مسلمان نے صرف کثیر کرکے اسکا اردو ترجمہ کرایا تھا - ترجمہ کے متعلق اڈیٹر الہلال کی رائے ہے کہ وہ نہایت سلیس و سہل اور خوش اسلوب و مربوط ترجمہ ہے - لکھائی اور چھپائی بھی بہترین درجہ کی ہے - جلد اول کے کچھ نسخے دفتر البلاغ میں بغرض فروخت موجود ہیں پہلے دو روپیہ تھی اب بغرض نفع عام ایک روپیہ آٹھ آنہ کردی گئی ہے -

تمام درخواستیں : منیجر البلاغ کلکتہ کے نام آئیں

تمام درخواستیں : " منیجر البلاغ " کلکته کے نام آئیں -

مسیحائی اور یا اکسیر دافع بخار ہر قسم

همنے خلق الله کي ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالها سال کي کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا هے ' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعه اشتهارات عام طور پر هزارها شیشیاں مفت تقسیم کردي هیں تاکه اسکے فوائد کا پورا اندازه هوجاے - مقام مسرت هے که خدا کے فضل سے هزاروں کي جانیں اسکي بدولت بچي هیں ' اور هم دعوے کے ساتهه کهه سکتے هیں که همارے عرق کے استعمال سے هرقسم کا بخار یعني پرانا بخار ' موسمي بخار ' باري کا بخار ' پهر کر آنے والا بخار ' اور وه بخار جسمیں ورم جگر اور طحال بهي لاحق هو ' یا وه بخار جسمیں متلي اور قے بهي آتي هو - سردي سے هو یا گرمي سے ' جنگلي بخار هو ' یا بخار میں درد سر بهي هو ' کالا بخار ' یا آسامي هو ' زرد بخار هو ' بخار سانه گلٹیاں بهي هوگئي هوں ' اور اعضا کي کمزوري کي وجه سے بخار آتا هو ان سب کو بحکم خدا دور کرتا هے - اگر شفا پانے کے بعد بهي استعمال کیجاے تو بهوک بڑه جاتي هے ' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا هونے کي وجه سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستي و چالاکي آجاتي هے - نیز اسکي سابق تندرستي از سر نو آجاتي هے - اگر بخار نه آتا هو اور هاتهه پیر ٹوٹتے هوں ' بدن میں سستي رهتي اور طبیعت میں کاهلي رهتي هو - کام کرنے کو جي نه چاهتا هو - کهانا دیر سے هضم هوتا هو - تو یه تمام شکایتیں بهي اسکے استعمال کرنے سے رفع هو جاتي هیں ' اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوي هو جاتے هیں -

قیمت بڑي بوتل - ایک روپیه چار آنه - چهوٹي بوتل باره آنه

پرچه ترکیب استعمال بوتل کے همراه ملتا هے

المشتهر ویرو برادرز

ایچ - ایس - عبد الغني کیمسٹ - ۲۲ و ۳۳

کولو ٹوله اسٹریٹ - کلکته

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا هي کرنا هے تو کام کے لیے بهت سے قسم کے تیل اور چکني اشیا موجود هیں ' اور جب تهذیب و شایستگي ابتدائي حالت میں تهي تو تیل ' چربي ' مسکه ' گهي اور چکني اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافي سمجها جاتا تها - مگر تهذیب کي ترقي نے جب سب چیزوں کي کانٹ چهانٹ کي تو تیلوں کو پهولوں یا مصالحوں سے بساکر معطر و خشبو دار بنایا گیا ' اور ایک عرصه تک لوگ اسي ظاهري تکلف کے دلداده رهے - لیکن سائینس کي ترقي نے آج کل کے زمانه میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کر دیا هے ' اور عالم متمدن نمود کے ساتهه فائدے کا بهي جویاں هے - بنابرین هم نے سالها سال کي کوشش اور تجربے سے هر قسم کے دیسي و ولایتي تیلوں کو جانچکر " موهني کسم تیل " تیار کیا هے - اسمیں نه صرف خوشبو سازي هي سے مدد لي هے ' بلکه موجوده سائنٹیفک تحقیقات سے بهي جسکے بغیر آج مهذب دنیا کا کوئي کام چل نهیں سکتا - یه تیل خالص نباتاتي تیل پر تیار کیا گیا هے ' اور اپني نفاست اور خوشبو کے دیرپا هونے میں لاجواب هے - اسکے استعمال سے بال خوب گهنے اگتے هیں - جڑیں مضبوط هوجاتي هیں اور قبل از وقت بال سفید نهیں هوتے - درد سر ' نزله ' چکر ' اور دماغي کمزوریوں کے لیے از بس مفید هے - اسکي خوشبو نهایت خوشگوار دل آویز هوتي هے ' نه تو سردي سے جمتا هے اور نه عرصه تک رکهنے سے سڑتا هے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے هاں سے مل سکتا هے

قیمت في شیشي ۱۰ - آنه علاوه محصول ڈاک -

البیان

فی

مقاصد القران

هـذا بـيـان لـلـنـاس ' و هـدى و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

يعنی قرآن حكيم كي مفصل تفسير' از خامه اديٹر الهلال

اس تفسير کے متعلق صرف اسقدر ظاهر کردينا کافي هے که قرآن حكيم کے حقائق و معارف اور اوسکي محيط الكل معلمانه دعوة كا موجوده دور جس قلم کے فيضان سے پيدا هوا هے' يه اسي قلم سے نكلي هوئي مفصل اور مكمل تفسير القرن هے !

يه تفسير موزون كتابي تقطيع پر چهپنا شروع هوگئي هے - هر مهينے کے وسط ميں اسکے کم سے کم ۶۴ اور زياده سے زياده ۱۰۰ صفحے اعلی درجه کے ساز و سامان طباعة کے ساتهه شائع هوتے رهينگے - اس سلسلے كا پهلا نمبر جسميں نصف حصه مقدمۀ تفسير اور نصف سورۀ فاتحه كي تفسير كا هوگا' انشاء الله عنقريب شائع هوجائيگا - قيمت سالانه قبل از اشاعت چار روپيه - بعد كو پانچ - روپيه -

ايجئے ! مزيدار مٹهائي كهائيے

Phone No. 241. Calcutta. — ٹيليفون نمبر ۲۴۱ كلكته

جاپان کے مشهور و معروف كارخانے كی مٹهائياں اب هندوستان ميں بهي ميسر هونے لگيں -

موريناگا كمپني جاپان ميں سب سے بڑي مٹهائي بنانے والي كمپني هے -

THE MORINAGA CONFECTIONERY, Co., LTD. JAPAN.

ان مٹهائيوں مين ايسي كوئي چيز نهيں جو مذهب کے خلاف هو -

صرف دودهه اور ميوهجات کے جوهر سے بنائي گئي هيں - اسميں كوئي جزو كسي چيز کے بيكار اور بے اثر حصے كا نهيں ليا جاتا -

بچوں كيليے نهايت ضروري چيز هے - لذيذ اور خوش ذايقه هونے کے علاوه مفيد صحت و توانائي بهي هے -
اور هر شخص اسے ذوق و رغبت سے كهانا چاهتا هے -

باوجود ان تمام خوبيوں کے اسكي قيمت بهت هی کم ركهی گئي هے -

يه مٹهائياں تمام هندوستان ميں نهايت كثرت سے بكتي هيں -

کم سے کم ایک مرتبه تو منگواکر تجربه کیجیے !!

Sole Agents for India :—

BESSHO & Co. 111, Radha Ba[illegible] Street Calcutta. & Hornby Road, Bombay.

هندوستان کے واسطے سول ايجنٹ :—

بیشو اینڈ کمپنی نمبر ۱۱۱ - رادها [illegible] كلكته - و هارن بی روڈ - بمبئی -

Printed & Published by Q. Ahmad at the ALBALAGH Press, 40, Ripon Lane Calcutta